ولولا فضل الله علیکم ورحمته لاتبعتم الشیطان الا قلیلا

الحمد للہ والمنت کہ درین زمان بہار آوان کتاب عجیب غریب مسمیٰ بہ

ہدایت الطریق

فی

بیان التقلید والتحقیق

مولفہ فاضل اجل عالم اکمل جناب مولانا مولوی محمد دیدار علی صاحب رئیس ریاست الور

در مطبع فضل المطابع دہلی باہتمام میرزا عبد الغفار طبع گردید

آئینہ اسلام

یہ ماہواری رسالہ ہر ماہ قمری کی پہلی تاریخ کو ریاست الور راجپوتانہ سے شائع کرنا چاہتے
جسکی ضخامت ۳ جزو یعنے ۴۸ صفحہ ہوا کرین گے۔ ڈیڑھ جزو مین تو اس امر کی تحقیق ہے
کہ وہ کونسی قوتین ہین جن سے کہ فی الحقیقت خدا کی کتاب ہونا لازم ہو۔ اور فی زمانہ وہ کونسی
کتاب ہے جس مین وہ پائی جاتی ہون اور اسکے پہچاننے کی کیا نشانی ہے۔
باقی ڈیڑھ جزو مین مسائل فقہی۔ کتاب الطہارت سے کتاب الفرائض تک مع دلیل قرآن
اور حدیث سے۔ اور کچھ حصہ وعظ ہر ماہ کے موافق لکھا جائے گا۔ یہی ایک رسالہ
ہوگا جو اپنی جامعیت اور علو مضامین مین یکتائے زمانہ اور قابل دید ہو
اس رسالہ کے دیکھنے کے بعد کسی فقہ اور وعظ کی کتاب دیکھنے کی ضرورت
باقی نرہے گی۔ باوجود ان خوبیون کے قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عہ سالانہ
رکھی گئی ہے۔ شائقین اپنی اپنی درخواستین مع قیمت سالانہ جلد روانہ کرین

المشتہر

محمد دیدار علی واعظ۔ ریاست الور۔ راجپوتانہ۔ مالک رسالہ

آئینہ اسلام

۹۳۸۵۲
فہرست کتاب ہدایت الطریق
فی بیان التقلید و التحقیق

تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد حمد و صلوٰۃ جمیع اہل اسلام پر واضح ہو کہ مختلف مقامات پر زمانہ طالب علمی سے آج تک اس احقر العباد ابو محمد محمد دیدار علی غفر اللہ ولوالدیہ العبدی جو جو معاملات غیر مقلدین کے ساتھ واقع ہوئے اور مناظروں کا اتفاق ہوا اور وہ سب خاکسار کے پاس مختلف پرچوں میں قلم بند تھے اور بعض مقامات پر بعض لوگ اونکو سنکر تائب بھی ہوئے اور ہوتے ہیں۔ لہذا بداعیہ بعض احباب بامید ثواب بغرض ہدایت بعض غیر مقلدین باانصاف اولی الالباب اون سب کا بطریق سوال وجواب ایک جگہ جمع کر دینا مناسب سمجھا گیا۔ تاکہ ناظرین باانصاف بنظر انصاف اس کو ملاحظہ فرما کر اس گروہ قلیل کے فریبوں سے محفوظ رہیں۔ اور اس گروہ کے اہل انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرما کر صراط مستقیم جمہور اسلام اختیار کریں۔ اور رخنہ اندازی سے جماعت اہل اسلام میں خود بچیں اور دوسروں کو بچاویں۔ اللّٰھم اہدنا الصراط المستقیم ۵ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۵ وجمیع المومنین والمسلمین۔ آمین آمین ثم آمین ۵ وہا انا اشرع فی المقصود

متوکلا علی واہب الخیر والجود ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین ؕ

محمدی اجی حضرت کنیاتے کیون ہو ذرا آؤ تو اگر اپنی تقلید پر کوئی دلیل رکھتے ہو لاؤ۔ اس تقلید مین کب تک پہنسے رہوگے۔ میان جسکا کلمہ پڑہتے ہو اسیکے بنے رہو حنفی یا شافعی ہونے سے توبہ کرکے محمدی بنجاؤ تاکہ قید تقلید سے رہائی پاؤ اس تقلید سے رہائی پاؤ اس تقلید سے خدا کے لیے خود بچو۔ اور دوسرونکو بچاؤ۔

مقلد مولوی صاحب! کیا ہم محمدی نہین ہین؟ اجی حضرت محمدی تو جتنے کلمہ گو ہین خواہ وہ سُنّی ہون یا شیعہ رافضی ہون یا خارجی سب ہی ہین کوئی مسلمان بہی یہ نہین کہہ سکتا کہ مین موسوی ہون یا عیسائی ہون مگر چونکہ محمدیون کے بہی مثل عیسائی وغیرہ کے بہت سے فرقے ہین لہذا پہچان کیلیئے ضرور کہا جاتا ہے کہ محمدیون مین سے ہم سُنّی ہین۔ دوسرا کہتا ہے ہم شیعہ ہین۔ اسیطرح سُنّیون مین بوجہ اختلاف تحقیقات چار اماموں کے بعض مسائل اجتہادیہ مین کہ جنکی مقدار غالباً شاہ صاحب نے تحفہ مین دوسو یا چار سو لکہی ہے۔ چونکہ بظاہر چار گروہ ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ مین حنفی ہون یعنے بموجب تحقیق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قرآن پر اور قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتا ہون کوئی کہتا ہے کہ مین تحقیقات امام شافعی رحمہ اللہ کا پابند ہون علی ہذا القیاس۔ ورنہ بوجہ اتفاق اصول عقائد اور اکثر مسائل کے یہ چارون گروہ باہم شیر و شکر رہتے ہین اور اپنے کو ایک ہی گروہ اہلسنت والجماعت سمجہتے ہین ہان اگر محمدی سے مراد آپکے نزدیک وہ لوگ ہین جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہین جسکا بیدین ہونا تاریخ مکہ مصنفہ سید احمد دحلان رحمہ اللہ اور بوارق وغیرہ سے ظاہر ہے جس کے پیروؤن کا نام پہلے وہابی مشہور تہا اب چند روز سے بمصلحت اونہون نے اپنا نام محمدی مشہور کر رکہا ہے تو کچہ مضائقہ نہین۔ خدا ہمکو اور تمام مسلمانون کو ایسے محمدیون سے بچاوے۔ مگر تم جو بار بار رستہ چلتے مسلمانون کو بلا بلا کر چہیڑتے ہو اور پہر اس تہذیب کے ساتہ کیا اتباع حدیث اسیکا تہذیب کا نام ہے۔ لو آج فیصلہ کرلو اور پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم تقلید کے معنی کیا سمجہے ہوئے ہو؟

محمدی - میان تقلید اسیکو کہتے ہین کہ بلا دلیل قرآن اور حدیث کے کسی کے قول کو مان لینا۔
مقلد بہلا صاحب یہ بات ہر شخص کو ہمیشہ بالکل حرام ہے یا کسیوقت کسیکو جائز بہی ہے؟
محمدی حکم شریعت ہر وقت ہر شخصکے حق مین برابر ہے لہذا ہر شخص پر ہر وقت تقلید حرام ہے - دیکہو قرآن مجید مین ہے - اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ - یعنے بجز خدا کے کسیکا حکم قابل اطاعت نہین ہے اور جو لوگ اپنی عالمون اور درویشون کے قول وفعل کی پیروی کرتے ہے اون کی شان مین اللہ اسطرح فرماتا ہے - اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا لا الٰہ الا ہو سبحانہ عما یشرکون ۔ یعنے ٹہرایا اونہون نے اپنے عالمون اور درویشون کو مالک اپیا دری اللہ سے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ اون کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین - ایک مالک کی کہ نہین کوئی مالک سوا اس کے نرالا ہے اون کے شریک بنانے سے - اور ترمذی شریف مین ہے - عن عدی بن حاتم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ قال انہم لم یکونوا یعبدونہم ولکنہم کانوا اذا احلوا لہم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیہم شیئا حرموہ - یعنے حضرت عدی فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ سے سنا کہ اس آیت کو پڑہکر فرماتے تہے کہ یہ مراد نہین ہے کہ وہ لوگ اپنے عالمون اور درویشون کی عبادت کرتے تہے بلکہ جس چیز کو اون کے عالم حلال کردے اوس کو وہ حلال سمجہہ لیتے تہے اور جسکو وہ حرام کردیتے تہے حرام سمجہ لیتے تہے - جسطرح فی زمانہ مقلدون کا حال ہے - اور دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ - یعنے کیا واسطے اون کے خدا کے شریک ہین کہ اونہون نے راہ ڈالی ہے اون کے واسطے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے - اور اس قسم کی آیتین حدیثین بہت ہین جن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوائے خدا رسول کے کسی کی پیروی اور تقلید جائز نہین دیکہو اسیواسطے سعدی علیہ الرحمۃ بہی فرماتے ہین **شعر** عبادت بہ تقلید گمراہیست * خنک رہروے را کہ آگاہیست * اور مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔ **شعر** - وین شان تقلید شان برباد داد * ہفت صد لعنت بران تقلید باد * زانکہ تقلید آفت ہر نیکو ئیست * کہ بود تقلید اگر کوہ قویست * بشنو این قصہ پے تہدید را * تا بدانی آفت تقلید را *

در محقق تا مقلد فرقہا ست ❊ کان چو داؤد ست واین دیگر صدا ست ❊ نوحہ گر باشد مقلد در حدیث ❊ جز طمع نبود مراد آن خبیث ❊ آن مقلد صد دلیل و صد بیان ❊ بر زبان آرد ندارد ہیچ جان ❊ لیک تقلید است آن ایمان او ❊ روے ایمان راندیدہ جان او ❊ پس خطر باشد مقلد را عظیم ❊ از رہ رہزن وشیطان رجیم ❊ کور کورہ جوید از کور دگر ❊ در چہے او بازافتد زود تر ❊ صد دلیل آرد مقلد در میان ❊ از قیاسی گوید او رانہ عیان ❊ دین حق را چار مذہب ساختند ❊ رخنہ در دین نبی انداختند ❊

مقلّد مولانا یہ تقریر تو آپنے ایسی بیان کی کہ جاہل غیر صحبت یافتہ علماء اہل سنت والجماعت تو بلا شک اسکو سنکر ضرور فریفتہ ہو جائے دین سے ہاتہ دہو بیٹہے۔ مگر حضرت ہم نے تو بڑے بڑے علماء دین کی صحبت اُٹہائی ہے خود بہی کچہہ لکہا پڑہا ہے۔ آپ تو عالم ہین آپکو اتنا خیال نہین کہ اول مین نے کیا کہا تہا اور اب کیا کہہ رہا ہون۔ اول تو آپنے فرمایا تہا کہ تقلید بلا دلیل قرآن وحدیث کے کسیکے قول ماننے کو کہتے ہین اور پہر فرمایا کہ ہر شخص کو ہر وقت حرام ہے اور پہر دلیل حرمت تقلید پر وہ آیت پیش کی جسکے لفظی معنون کو حرمتِ تقلید سے لگاؤ ہے نہ حلت سے کسواسطے کہ لفظی معنے تو آیت کے اتنے ہی ہین کہ یہود اور نصاری نے اپنے عالمون اور درویشون اور مسیح علیہ السلام کو رب یعنے پروردگار بنا لیا حالانکہ اونکو حکم نہین کیا گیا تہا مگر یہی کہ عبادت کرین وہ اللہ یکتا کی۔ فقط دعوی حرمت تقلید کا کیا اور دلیل حرمت عبادت غیر اللہ کی بیان کی۔ اور پہر آیت کو اپنے مطلب کے موافق بنانے کی غرض سے ترمذی کی وہ حدیث بیان کی کہ جس حدیث کا حدیث ہونا فقط ترمذی کے قول بلا دلیل مان لینے پر موقوف ہے کہ جو عین تقلید ہے۔ ایسے قول کی کہ جو ظاہر معنی قرآن کے بالکل مخالف ہے۔ حالانکہ ترمذی خود اس حدیث کے حدیث ماننے مین مقلد ہین۔ اپنے استاد حسین بن یزید کوفی کے اور وہ اپنے استاد عبد السلام بن حرب کے اور وہ اپنے اُستاد غطیف بن اعین کے اور وہ مصعب بن سعد کے۔ لہذا ترمذی علیہ الرحمہ جیسے مقلد ونکی مقلد کی جواز تقلید پر آپکے پاس کونسی آیت یا حدیث ہے کہ جس مین اللہ نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو ترمذی جو کچہہ کہین اوسکو بلا دلیل قرآن حدیث مان ہی لینا۔ گو اوسکے مان لینے مین

ظاہر معنی قرآن کی بہی مخالفت کیون نہ ہو اور وہ لوگ جنکی تقلید سے امام ترمذی علیہ الرحمۃ کسی امر
کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرین کیسے ہی ہون - حضرت امن حسین بن یزید کوفی
اُستاد امام ترمذی کو محدثین لین الحدیث لکہتے ہین - یعنے روایت حدیث مین انکے قول کو بودا
جانتے ہین اور غلیف پردادا استاد ترمذی کو روایت حدیث مین ضعیف تحریر فرماتے ہین
لہذا آپ تو ضعیف راویون کی تقلید کرنے والونکی تقلید مین باوجود ہونے اوس تقلید کے مخالف
ظاہر معنی قرآن گرفتار ہو کر مرتکب حرام بنگئے اور دوسرے مسلمانون کے واسطے تقلید مطلقًا
حرام فرماتے ہتے - وجہ یہ ہے کہ آپکو سوا اپنے گروہ کے تمام مسلمانون کو یہود اور نصاری اور
مشرکین مین داخل کر کر خارجیونکی علامت جو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بخاری شریف مین
مذکور ہے اپنے درمیان ظاہر کر دکہانا ہے - کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین بخاری شریف
مین ہے باب قتل الخوارج مین وکان ابن عمر یراہم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی
آیات نزلت فی الکفار فجعلوہا علی المؤمنین - یعنے امام بخاری تعلیقات مین فرماتے ہین کہ
ابن عمر خارجیون کو شریر ترین مخلوقات خدا سمجہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اونہون نے جو آیتین
کافرون کی شان مین نازل ہوئی ہین اونکو مومنین کی شان مین پڑہنا شروع کر دیا تہا
جسطرح آپ اور آپ کے گروہ کے لوگ کر رہے ہین اسواسطے کہ یہ تینون آیتین اور علاوہ اسکے
اس قسم کی اور آیتین جیسے الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا اور قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آبائنا
ولو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون - جنکو مقلدین کی شان مین آپ لوگ لکہتے
پڑہتے ہین - یہ سب اون یہود اور مشرکین کی شان مین نازل ہوئی ہین جو اون عالم
اور درویشون کی تقلید کرتے تہے جنکو یقینًا جانتے تہے کہ یہ توریت اور انجیل مین بغرض تحصیل
دنیا اور خوف زوال اپنی سرداری کے تحریف کرتے ہین اور توریت اور انجیل کے صاف کہلے
ہوئے حکمون کے مخالف جس چیز کو چاہتے حرام کر دیتے ہین اور جس چیز کو چاہتے حلال کر دیتے
ہین یا اون لوگون کی شان مین ہین جو بتون کو پوجتے تہے چڑہاوے چڑہاتے تہے اور اس
امر مین اپنے دادون کی تقلید مین گرفتار رہے سو ایسی تقلید بالاتفاق سب کے نزدیک حرام
ہے - ذرا انصاف سے تفسیرون کو ملاحظہ کیجے اور نرے اپنے وہم و خیال اور اس قسم کے

اردو رسالہ نویسون کی تقلید کیجیے۔ غضب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کاذب بہتان بند گمراہون کی تقلید سے کہ جو بالکل حرام ہے بوستان اور مثنوی شریف کو بھی آپنے نہ دیکھا اور جھٹ بے علمون کے فریب دینے کی غرض سے اونہین کے رسالون کی تقلید کے بہروسے پر آپ یہ اشعار حرمت تقلید پڑھ بیٹھے۔ لو یہ بوستان ہے۔ یہ مثنوی ہے ذرا نکال تو دو۔ اجی حضرت! ورق گردانی سے کیا فائدہ۔ آپکو اور بوستان اور مثنوی شریف سے علاقہ دیکھو۔ بوستان مین یہ شعر اوس تقلید کی برائی مین ہے جو پنڈے سومنات بت کے پوجنے مین عبادت کرنے مین اپنے باپ دادونکی تقلید کرتے تھے ایسی تقلید کے ساتھ عبادت کرنے کو گمراہی فرماتے ہین۔ علیٰ ہذا مثنوی شریف مین یہ سب اشعار اوس تقلید کی مذمت مین ہین جس مین بجز اولیاء اللہ کے ہم تم سب گرفتار ہین اور وہ تحقیق جس کو مولانا فرماتے ہین بجز پیروی اور تقلید اولیاء اللہ کے حاصل ہو نہین سکتی۔ مراد اونکی یہ ہے کہ باپ دادا سے خدا خدا سنکر اونکی تقلید سے جیسا خدا کو جان رہے ہو اسی تقلید مین مست پہنسے رہو بلکہ اولیاء اللہ کی طرح ایسی کوشش کرو کہ آنکھون سے دیکھی ہوئی چیز مین شک ہو جاوے مگر خدا کے خدا ہونے مین جیسا اوسکو بتقلید علماء جانتے ہو اور اوسکی کسی صفت مین شک کیا وہم بھی نہ واقع ہو بلکہ بجز خدا کے کچھہ نظر نہ آوے دیکھو یہ مضمونکا کیا عمدہ پنڈے دوہرہ ہے دیکھتے دیکھتے ایسا دیکھ مٹجاے دہوکا رہجاوے ایک اوسکے آفتاب وجود کے سامنے تمام عالم اور اپنا وجود بے بود اور نیست نابود نظر آنے لگے تاکہ پھر تمام وہم اور شبہون سے نجات حاصل ہو جاوے اور زوال ایمان کا خطرہ باقی نرہے ورنہ اس تقلید سے خدا کے خدا جاننے کے راستہ مین بہت سے خطرے ہین۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ جو نفحات مین مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے مشہور ہے کہ باوجود ایکسو ایک دلیل رکھنے کے وحدانیت خدا پر جب شیطان نے سو دلیلون کو توڑ دیا اگر دستگیری اہل اللہ اور فضل خدا نہ ہوتا تو اون کا ایمان فقط ایک دلیل کا باقی رہگیا تہا۔ لہذا جب تک یہ تقلید ہے فرماتے ہین کہ محبت دنیا مین پہنسے ہوئے ہو ورنہ جب اولیاء اللہ کیطرح خدا کو اور اوسکی صفات کو جان لیا پہر خدا مع جمیع صفات مثل آنکھونکی دیکھی ہوئی چیز کے نظر آنے لگتا ہے اور محبت غیر اللہ کافور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین۔ **شعر**۔

نفس تو تا مست نقلست و نبید ٭ زانکہ روحت خوشۂ غیبی نچید ٭ مرغ چون بر آب شورے مے تند ٭
آب شیرین را ندیدہ ست و مدد ٭ بلکہ تقلیدست آن ایمان او ٭ روی ایمان را ندیدہ جان او ٭
پس خطرہا باشد بمقلد را عظیم ٭ از رہ و رہزن و شیطان رجیم ٭ چون ببیند نور حق ایمن شود ٭
ز اضطرابات شک او ساکن شود ٭ صد دلیل آرد مقلد در میان ٭ از قیاسی گوید او را نہ عیان ٭
آن مقلد صد دلیل و صد بیان ٭ بر زبان آرد ندارد ہیچ جان ٭ چونکہ گویندہ ندارد جان و فر ٭
گفت او را کے بود برگ و ثمر ٭ شیخ نورانی ز رہ آگہ کند ٭ با سخن ہم نور را ہمرہ کند ٭
جہد کن تا مست و نورانی شوی ٭ تا حدیثت را شود نورت روی ٭

یعنے تیرا نفس چونکہ مست کہانے پینے کا ہے اور نور غیبی سے بالکل نا واقف۔ لہذا اس کی مثال بعینہ اوس جانور کی سی ہے جو بوجہ ناواقفی کے شیرین پانی سے کہاری پانی پر گرا پڑتا ہے اور تقلید سے اپنے مان باپ کے اوس کی عمدگی پر ایمان رکہتا ہے اسیطرح تیرا نفس دنیا پر بوجہ ناواقفی کے نور غیبی سے گرا پڑتا ہے۔ اور اگر نور حق اسپر ظاہر ہو جاتا تمام اضطرابات اور شکوک سے رہائی پاکر سچا بندہ خدا کا بنجاتا۔ اور بغیر اوس نور کے اگرچہ اوسکی محبت حاصل کرنے پر اور اوسکی ذات و صفات پر سیکڑون دلیلین لا رہا ہے مگر وہ سب دلیلین قالب بیجان ہین۔ اور شیخ نورانی جو راہ بتلاتا ہے اوسکی باتون کے ساتہ نور الٰہی ہمراہ ہوتا ہے اور وہ خود اوس نور مین غرقاب رہتا ہے۔ لہذا تو بہی نورانی بننے کی کوشش کر اور کسی نورانی کو ڈہونڈکر اوسکا پیرو بنجا تاکہ تو بہی غرقاب نور ہو جاوے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہین ؎

کیف مد الظل نقش اولیاست ٭ او دلیل نور خورشید خداست ٭ روز سایہ آفتابے را بیاب ٭
دامن شمس تبریزی بتاب ٭ خاک شو مردان حق را زیر پا ٭ خاک بر سر کن حسد را ہم چو ما ٭

یعنے وہ جو یہ قرآن مجید مین ہے کہ ہم نے سایہ کو کیسا پہیلایا ہے اوس سایہ سے مراد اولیاء اللہ ہین کہ اون سے خدا کا پتہ لگ جاتا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ سایہ کی طرف سے چلو تو کہ آفتاب کو پالے یعنے کسی شمس تبریز جیسے کامل کا دامن پکڑلے اور مردان خدا کے پاؤن کی خاک بنجا اور حسد کو چہوڑ دے تاکہ پہر بجز خدا کے کچہ نظر نہ آوے۔ چنانچہ فرماتے ہین ؎ ۔

آنکہ او از پردۂ تقلید جست ٭ او بنود و حق ببیند ہر چہ ہست ٭ نور پاکش بے دلیل و بے بیان ٭

نور بخشگا فدنیاید درمیان ٭ ۔ یعنے جو شخص پردۂ تقلید سے رہائی پالیتا ہے تو وہ پہر بینش
رہتا اہنا جو کچہہ دیکھتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے۔ اور اوسکا دیکہنا دلیل کا محتاج رہتا ہے نہ بیان کا
بلکہ اوسکی ہر بات سے نور خدا پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ آپ کا شعر اول اوس حکایت مین ہے جس مین
اوس مکار صوفی کی مذمت ہے جو رات بہر خر برفت و خر برفت پر حالت وجد مین رہا تہا چنانچہ
فرماتے ہین ؎ زین حرارت پائے کوبان تا سحر ٭ کف زنان خر رفت و خر رفت اے پسر ٭
جب صبح ہوئی نادم سے صوفی نے اپنا گدہا طلب کیا وہان گدھا کہان تہا۔ اہل بزم نے
اوسی گدہے کو تو بیچکر انتظام سماع کیا تہا اور قوالون کو یہ مصرعہ سکہا دیا تہا۔ خادم نے عرض
کیا حضور گدہا تو رات ہی سے غائب ہے۔ صوفی نے کہا کہ اب اہل بزم متفرق ہوگئے تم نے رات
ہی کو کیون نہ کہا۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور مین نے کئی بار عرض کرنے کا ارادہ کیا مگر جب
آیا حضور کو کف زنان خر برفت و خر برفت کہتا پایا مین نے سمجہا کہ حضور ہی کی اجازت سے
گدھا گیا ہے مجبور چپ ہو رہا۔ یہ سنا صوفی متحیر ہوکر کہنے لگا ؎ مر مرا تقلید شان برباد داد ٭
کہ دو صد لعنت بر آن تقلید باد ٭ ۔ ہان اس مین شک نہین کہ آپ نے یا جس فریبی کی تقلید
سے آپ نے یہ شعر پڑہا ہے اوس نے بغرض رہزنی عوام اہل اسلام اس شعر مین بہی تحریف کی ۔
کہ (مر مرا) کی جگہ (دین شان) کا لفظ رکہدیا تاکہ مسلمان دہوکہ کہا جائین۔ علی ھذا اور
اس قسم کے جتنے شعر مثنوی شریف مین ہین وہ ایسے ہی موقعون کے ہین۔ اور شعر آخر
یعنے (دین حق را چار مذہب ساختند الخ۔ یہ تو مولانا پر محض افترا و بہتان ہی ہے۔ اگر
مثنوی مین نکال دو ابہی دو سو روپے انعام دیتا ہون۔
مولویصاحب! مین نے اکثر معتبر لوگون سے سنا ہے کہ بمبئی کے شیعون نے زمانہ غدر کے
قریب ایک مثنوی چھپوائی تہی جس مین اکثر اس قسم کے شعر بہی بنا کر چہپوا دیئے تہے۔ مگر
بفضلہ تعالے بعد نالش کرنے اور الحاقی ثابت ہو جانے اون شعرون کے وہ سب مثنوی
دریا برد کردی گئین۔ منجملہ اون کے ایک یہ شعر بہی ہے۔ اور جو مجکو یاد ہین دوسرے شعر
یہ ہین جنکا ساری مثنوی مین کہین نشان نہین ملتا بلکہ برخلاف اونکے جتنے ان شعرون کا
مضمون رد ہوتا ہے بہت شعر پائے جاتے ہین ۔ ٭ ؎ چون صحابہ حب دنیا داشتند

سخن بے گفتن گمنا شفتہ ◆ معاذ اللہ منہا ◆ ـــــہ

مصطفیٰ اندر قالب پیغام ◆ ہم چو سیبویہ وار ◆ من ز قرآن مغز را برداشتم ◆

استخوان پیش سگان انداختم ◆ مگر افسوس یہ ہے کہ آپ لوگ بھی روافض کی تقلید کرتے ہیں

کشف الحجاب میں مولانا قاری عبد الرحمان صاحب محدث پانی پتی رحمہ اللہ نے غیر مقلدوں کے

مکروں کو جو روافض کے مکروں سے بعینہ مشابہ کر کر لکھا ہے جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے

اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ مولانا کی مراد تقلید از تحقیق سے اور ہے۔ اور تقلید ائمہ مجتہدین

جو مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد پر واجب ہے وہ اور ہے۔ مگر خیر لفظ تقلید ہی پر نظر رکھ کر

کاش آپ مولانا معنوی رحمہ اللہ ہی کی تقلید کر لیتے اور ایسے دھوکہ بازوں کی تقلید سے

جو حرام ہے پرہیز کرتے تو ضرور تقلید ائمہ مجتہدین کو مفید اور ضروری سمجھ لیتے اور کبھی ایسے

لوگوں کی تقلید کر کے مجتہدین دین کی برابری کا دم نہ بھرتے اور بے سمجھے بوجھے مثل دس ناکردہ کار

کے جو بڑے اعلیٰ درجہ کے استادوں کی کارروائی پر اعتراض کرے ائمہ دین پر اعتراض کرتے

دیکھو مثنوی شریف کے دفتر پنجم میں مولانا فرماتے ہیں ـــــہ یک مریدے اندر آمد پیش پیر ◆

پیر اندر گریہ بود و در نفیر ◆ شیخ را چون دید گریان آن مرید ◆ گشت گریان آب از چشمش دوید ◆

چون بسے بگریست خادم کرد و رفت ◆ از پئے آمد مریدے خاص تفت ◆ گفت آں گریان چو او بے خبر ◆

از وفاق گریہ شیخ از نظر ◆ اللہ اللہ اللہ اے وافی مرید ◆ گرچہ در تقلید ہستی مستفید ◆

تا نہ گوئی دیدم آن شہ میگریست ◆ من چو او بگریستم کاین منکریست ◆ گریہ کز جہل و تقلید است و ظن ◆

نیست ہم چو گریہ آن مؤتمن ◆◆◆ یعنے ایک مرید اپنے پیر کو روتا دیکھکر خوب رویا جب ایک

خاص مرید نے اوس مرید کو جو شیخ کی تقلید سے رویا تھا اور شیخ کے رونے کی حقیقت سے بے خبر

تھا دیکھا اوسکو سمجھایا کہ اگرچہ شیخ کی تقلید سے رونا فائدہ مند ہے مگر یہ نہ سمجھ لیجو کہ مرتبہ شیخ

کے رونے کا اور میرے رونے کا برابر ہے کیونکہ یہ سمجھنا شیخ کے مرتبہ کا انکار کرتا ہے کس واسطے کہ جو رونا

عارفوں کا ہے اون کے مرتبہ کو بزرگوں کی تقلید سے رونے والوں کا رونا ہرگز برابر نہیں ہو سکتا

چنانچہ فرماتے ہیں۔ **اشعار** تو قیاس گریہ بر گریہ مساز ◆ ہست زین گریہ بدان راہے دراز ◆

ہست آن از بعد سی سالہ جہاد ◆ عقل اینجا ہیچ نتواند فتاد ◆ یعنے اس اپنے رونے کو شیخ کے

رونے پر قیاس مت کرو کہ وہ رونا تیئیس سال کی محنت مشقت کے بعد کا ہے اور یہ رونا شیخ کے رونے کا
پرتو ہے۔ بہرنہج مراد مولانا کی یہ ہے کہ مجتہد محقق کے مرتبہ کو مقلد نہین پہونچ سکتا مگر مقلد کو چاہیے
کہ مجتہدون کی برابری کا خیال نہ کرے کہ یہ منکرون کا کام ہے چنانچہ اسی حکایت کے درمیان شیخ
فرماتے ہین **ابیات** گوش کر یکبار خندد یا دو بار * چونکہ لاغ املا کند یاری بیار *
بار اول از رہ تقلید و سوم * کہ ہمی بیند کہ مے خندند قوم * گر بخندد ہم چو ایشان بگیان *
بے خبر از حالت خندندگان * پس مقلد نیز مانند کرست * اندران شادی کہ او را سر بست *
پرتو شیخ آمد و منہل ز شیخ * قبض و شادی نز مریدان بل ز شیخ * پرتو شیخ است و آن تقلید شیخ
چون نہ بینند شادی از ما یید شیخ * چون سبد پر آب و نوری بر زجاج * گر زخود دانند آن باشد لجاج *
چون جدا گردد ز جو داند عنود * کاندر آن آب چوش از جوئے بود * آبگینہ ہم بداند از غروب *
کان لمع بود از مہ تابان خوب * یعنے بہرا جسطرح قوم کو ہنستا دیکھکر بے اختیار ہنسنے لگتا ہے
حالانکہ قوم کے ہنسنے کی وجہ سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ اسیطرح مرید مقلد شیخ ہی کو حقیقت
حال سے کماحقہ بے خبر ہوتا ہے مگر جیسے بہرے کی ہنسی قوم کے ہنسنے کا پرتو ہے مرید مقلد کا بھی غم
اور شادی پرتو غم اور شادی شیخ کا ہے جیسے ندی مین ٹوکرا اپنے درمیان پانی کو اور چاند سے
مین آئینہ اپنے درمیان نور کو دیکھتا ہے مگر چاند سے جدا ہوکر آئینہ اور ندی سے جدا ہوکر ٹوکرا
جانتا ہے کہ وہ پانی فی الواقع ندی ہی کا تھا اور وہ نور فی الواقع چاند کا تھا۔ اب اگر ٹوکرا اور
آئینہ اوس پانی اور نور کو اپنا ذاتی تصور کرین اون کی جہالت اور منکر ہونے کی دلیل ہے۔
یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ وغیرہ جملہ شاگردان امام اعظم رحمہ اللہ اگرچہ
بعض مسائل مین بوجہ حاصل ہونے قوت استنباط اور اجتہاد کے بظاہر امام کے مخالف
معلوم ہوتے ہین مگر چونکہ جانتے ہین کہ ہمارا اجتہاد پرتو اجتہاد امام کا ہے اور طفیل انہین کے
اصول اور قواعد کی پابندی کا۔ حاوی قدسی وغیرہ معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ سخت
اور غلیظ قسمین کہاکر فرماتے ہین کہ واللہ جو کوئی قول ہم نے کہا ہے وہ فی الواقع قول امام
ہی کا ہے اور چونکہ کمالات فقاہت امام بخاری رحمہ اللہ پرتو کمالات امام شافعی رحمہ اللہ
ہین۔ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے ہین کہ محمد ابن اسمعیل

بخاری شمار کیئے گئے ہین طبقات شافعیہ مین اور ذکر کیا ہے اونکو طبقات شافعیہ مین جہنون نے
منجملہ اون کے ایک تاج الدین سبکی رحمہ اللہ بہی ہین اونہون نے فرمایا ہے کہ فقاہت حاصل
کی بخاری نے حمیدی سے اور حمیدی نے شافعی رحمہ اللہ سے الخ۔

محمدی۔ کیون صاحب کیا امام ترمذی یا امام بخاری یا امام مسلم رحمہم اللہ وغیرہ محدثین معتبر
جن کی جمع کی ہوئی کتب حدیث کو تمام مقلد غیر مقلد اہل اسلام صحاح ستہ کہتے ہین آپ نہین
مانتے۔ کیا ترمذی کی حدیث بواسطہ حضرت عدی تفسیر آیہ کریمہ واتخذوا احبارہم ورہبانہم الخ
مین نقل کیگئی آپکے نزدیک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین۔ کیا مخالف جمہور آپ
ان کتابونکی حدیثون کے قول وفعل رسول اللہ ہونے مین ان محدثون کی تقلید نہین کرتے۔ کیا
امام ترمذی کی استناد حدیث آپکی نزدیک قابل اعتبار نہین۔ اگر نہین تو مخالف جمہور
اہل اسلام آپ کا اعتراض بیجا قابل سماعت نہین اور اگر قابل اعتبار ہین اور آپ ان
حدیثون کی حدیث ہونے مین انہین کی تقلید کرتے ہین۔ تو انکی تقلید کرنے مین ہمپر اعتراض
کیون۔ اور یہ جو آپنے فرمایا کہ یہ آیتین اور اس قسم کی جتنی آیتین غیر مقلدین مقلدین کی
شان مین پڑہتے ہین سب کفار اور مشرکین اور منافقین کی شان مین نازل ہوئی ہین او
غیر مقلدین کا ان آیتون کو مسلمانان کی شان مین پڑہنا بموجب قول ابن عمر رضی اللہ عنہ
شرار خلق اللہ بننا اور خارجیونکی نشانی اپنے سر دہرنا ہے یہ آپ کا محض دعوی ہی دعوی
ہے اگر آپ کا دعوی صحیح ہے ذرا آپ ہی تفسیرون سے ثابت کر دیجیے کہ یہ سب آیتین کفار
اور مشرکین کی ہی شان مین نازل ہوئی ہین مگر جب تفسیر قرآن مین حدیث ترمذی بیان
کرنے مین ہی آپ کو اعتراض ہے تفسیرون کے بیان کو تو آپ کیون مانین گے۔ لہذا بہتر تو
یہ ہے کہ آپ نفس ترجمہ قرآن ہی سے یہ ثابت کر دکہا ئین کہ یہ سب آیتین مذکورہ مشرکین ہی کی
شان مین ہین مسلمان کچہہ ہی کرین ان آیتون کے مصداق نہین بن سکتے۔ لو ذرا ایک
آیت اور بہی سن لو کہ جس سے صاف ثابت ہے کہ راستہ ایک ہی مستقیم اور سیدہا ہے دیکہو
سورہ انعام کے اخیر رکوع مین ہے وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون ٥ یعنے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ بیشک

یہ راستہ میرا مستقیم ہی پس پیروی کرو تم اوسکی اور نہ پیروی کرو تم اور راستونکی پس تفرقہ مین ڈال دینگے وہ سب راستے تم کو میرے اوس مستقیم راستہ سے اسی بات کی اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم ڈرو۔ کیا یہ بھی مشرکین ہی کی شان مین ہے اور خیر بوستان اور مثنوی سے آپکے نزدیک بھی بہرون کی تقلید کی گمراہی تو ثابت ہوئی اور یہ آپ مان گئے کہ مولانا کے نزدیک مقلد مثل بہرون کے ہین اور محقق مثل سنکر عمل کرنے والون کے ہین۔ اور ظاہر ہی ہے کہ بہرون سے سننے والے افضل ہوتے ہین اسیواسطے ہم پیروی قرآن و حدیث کی کرتے ہین اور قرآن و حدیث کے مقابلہ مین کسی کی تقلید نہین کرتے ہان جبتک تحقیق نہ ہوا وسوقت تک بہرونکی طرح اگر کسی مسئلہ مین تقلید کرلین مضائقہ نہین مگر وہ بھی الیسون کی جنکے اجتہاد کو امت کی اکثر عالم مسلمان نے قبول کرلیا ہو۔ جیسے یہ چار امام۔ مگر بہرا ہی بنا رہنا نہیں چاہیئے جہان تک ہوسکے درپے تحقیق رہے اور جب قرآن و حدیث سے خلاف تقلید ائمہ مذکور ثابت ہوجاوے فوراً اوسپر عمل کرے چنانچہ ہمارے مولانا اسمٰعیل شہید بھی تقویۃ الایمان مین ایسا ہی فرماتے ہین۔

مقلد۔ مولانا جزاک اللہ شاباش۔ آپنے ہمارے تمام اعتراضون کے جواب تو دیدیئے۔ مگر گستاخی معاف کیا سارے جلسہ مین آپ نے سبکو ہی بے سمجھہ سمجھہ لیا۔ اے اہل جلسہ ذرا انصاف سے بیان توکرو کہ مین نے کیا عرض کیا تہا اور مولانا نے کیا فرمایا۔

محمدی۔ جناب من میری گفتگو آپ سے ہے آپ ہی انصاف فرماوین کہ مین نے کیا غلط کہا

مقلد بہت اچہا۔ مولانا مین نے تو اپنی ساری تقریر مین نہ صحاح ستہ کے صحاح ہونے کہین انکار کیا ہے اور نہ ترمذی کی حدیث کے حدیث ہونے سے۔ نہ ان کتابون کی حدیثونکی قول و فعل رسول اللہ صلعم ہونے مین ان محدثون کی تقلید سے۔ مین تو انہین محدثون کا نہین بلکہ انکا اور جمہور محدثین کا اور اونکے اقوال کا جو حدیث کے صحیح۔ حسن۔ قوی۔ ضعیف۔ معلل۔ مضطرب۔ شاذ۔ ناسخ۔ منسوخ وغیرہ ہونے کے قواعد لکہنے والے رجال احادیث کے حالات تحریر فرمانے والے ہین۔ قرآن سے احادیث سے۔ استنباط کی قوت رکہنے والے ہین جسطرح سے وہ فرما گئے ہین اور سب سواد اعظم امت محمد رسول اللہ کا جس طریق پر

اتفاق ہوگیا ہے بموجب حکم صریح کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ ان سب کا مقلد ہون - مگر اوس حدیث کے حدیث ہونے مین جو تفسیر آیہ کریمہ اتخذوا احبارہم مین آپ نے ترمذی سے نقل کی او ترمذی کے قول کی تقلید سے آپ نے اوس حدیث کو حدیث مان لیا آپ پر اعتراض اسوجہ سے کیا تہا کہ آپ پہلے فرما چکے ہتے کہ تقلید کیسیکے قول بلا دلیل ماننے کو کہتے ہین اور وہ ہر شخص پر ہر وقت حرام ہے اور پہر آپ نے جس امر کو ترمذی نے اپنی اُستادون کی تقلید سے کہدیا کہ رسول اللہ نے ایسا فرمایا تہا بلادلیل قرآن و حدیث مان لیا اور ترمذی کی تقلید سے نفس معانی قرآن پر بہی نظر نہ رکہی - اور مخالف معانی قسم آن اوس امر کو قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ن سمجہ لیا کہ باوجود ہونے اوس قول کے مخالف ظاہر معنی کلام اللہ تفسیر قرآن مین پیش کر بیٹہے اور ایہی ہوا کیا ہے - آپ تو جس حدیث کو بیان کرین گے اوسی حدیث کے حدیث ہونے ہین جس کتاب سے اوس حدیث کو نقل کرینگے اوسی کتاب والے کی تقلید کا الزام بوجہ ہونے اوس تقلید کے بلادلیل آپ پر لازم آئے گا بلکہ آپ اگر ذرا غور فرماوین گے آپکو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ فقط مقلد اسی زمانہ کے اون مولویون کے ہو جنہون نے آپکو مخالف جمہور یہ سکہایا ہے کہ بجز قرآن اور حدیث کے اور حدیثون مین سے بہی فقط احادیث صحاح ستہ کے کسیکے قول پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ ان کتابون کی حدیثونکی بہی وہی صحیح معنی سمجہنا جو ہم اور ہمارے ہم جنس علما لکہین ورنہ انہین کتابون مین بکثرت وہ حدیثین موجود ہین جنکے معانی اگر بانصاف موافق سمجہہ علمائے محققین سمجہے جاوین تمام مسائل حنفیہ موافق احادیث صحیحہ کتب مذکور نکلین گے اگر شک ہو ہمارا رسالہ جواہر السنیہ فی احادیث فقہ الحنفیہ ملاحظہ کیجیے - اب فرمائیے کہ ان مولویون کے اس قول کے ماننے پر آپکو بلا تقلید کیسیکے کونسی آیت بلا واسطہ اللہ سے یا کونسی حدیث بلا واسطہ رسولؐ سے پہونچی ہے - اب آپ اول اپنی پہلی پچہلی سب تقریر کو غور سے بنظر انصاف ملاحظہ فرمالین کہ آپکے کلام مین کس قدر تعارض ہے - اول تقلید کو ہر وقت ہر شخص کے واسطے حرام فرمایا اور تقلید امام ترمذی مین خود ہی گرفتار ہو گئے - پہر مولانا روم علیہ الرحمہ اور سعدی علیہ الرحمہ کے اشعار گمراہ ہونے پر مطلقاً بے بہلون کی تقلید مین پیش کردیے

جب اون شعرون کی حقیقت کہل گئی اب فرماتے ہو کہ چلو خیر الحمدللہ بزرگونکی تقلید کی برائی تو ثابت ہوگئی۔ مولانا ہم نے بزرگون کی تقلید کو کب اچہا کہا تہا۔ اور ہم نے یہ کب کہا تہا کہ مقلد کا مرتبہ مجتہد سے بڑا ہے جو آپ فرماتے ہین کہ مولانا ہی مقلد کو مثل بہرے کے فرماتے ہین یعنی ہوا سطے جب تک قرآن حدیث نہ ملے اگر بہرے کی طرح تقلید کرلے تو مضائقہ نہین مگر جب ملجاوے فورًا تقلید ترک کردے جب سننے لگے پہر کیون بہرا بنا رہے او پہر اس قول مین مولوی اسمٰعیل صاحب کے مقلد بنگئے۔ ایسے ہی مقلدون کی شان ہین امام ترمذی بلکہ مولوی اسمٰعیل جیسے مقلد و نکی تقلید کرنے والے ہین۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ کور کورہ جو از کور دگر ٭ در چہ ادبار افتد زود تر ٭ نہ کہ اون مقلدون کی شان ہین جو مجتہدون کی تقلید کرتے ہین اسواسطے کہ مجتہدون کا بینا ہونا سب پر ظاہر ہے۔ اب ذرا تامل کرکے ان سب باتون کا جواب دو یا ہم سے تقلید کی قسمین سنکر جو تقلید حرام ہے اور جسمین آپ گرفتار ہین اوس سے توبہ کرو۔ اور جو تقلید واجب ہے اوسکو لازم پکڑو۔ اور اون آیتون کا کفار کی شان مین جو ثبوت ہم سے طلب کیا گیا ہے خواہ نفس ترجمہ سے سمجہ لو خواہ بموجب تفاسیر معتبر سن لو۔ آیہ اول۔ ان الحکم الا اللہ الخ کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر علامہ رازی علیہ الرحمہ اور صاحب معالم وغیرہ تحریر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کفار کو شرک کرنے پر نزول عذاب سے ڈراتے رہتے ہے۔ جب کفار کہنے لگے ان کان ھذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ٭ یعنے اے محمد صلے اللہ علیک اگر یہ بات تمہاری طرف سے حق ہے ہمارے اوپر آسمان سے پتہر برسادہ یا ہمپر عذاب درد دہندہ لے آؤ۔ اللہ نے حضور کو فرمایا کہ اون سے کہدو ما عندی ما تستعجلون بہ ان الحکم الا للہ یعنے جسکی جلدی کرتے ہو میرے پاس نہین ہے بلکہ اسمین بجز اللہ کے کسیکا حکم نہین ہے اوسے تقدیم اور تاخیر عذاب کا اختیار ہے۔ چنانچہ یہی مضمون نفس ترجمہ آیت سے سمجہ مین آتا ہے۔ اوپر سے آیہ کا ترجمہ دیکہکر اچہی طرح سے سمجہ لو۔ اور دوسری آیت۔ اتخذوا احبارہم ورہبانہم الخ کا یہود اور نصاری کی شان مین ہونا لفظ احبار اور رہبان سے ہی ظاہر ہے اسواسطے کہ یہود ونصاری ہی کے عالمون کو

احبار اور درویشون کو رہبان کہتے ہین چنانچہ اصحاب تفاسیر معتبرہ امام بغویؒ وغیرہ تفسیر مذکور مین اوس حدیث ترمذی کو جو مختصر آپ نے بیان کی پوری حدیث اسطرح نقل فرماتے ہین۔ عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی عنقی صلیب من ذہب فقال لی یا عدی اطرح ہذا الوثن من عنقک فطرحتہ فلما انتہیت الیہ وہو یقرء اتخذوا احبارہم ورہبانہم الخ حتی فرغ منہا قال فقلت لہ انا لسنا نعبدہم قال الیس یحرمون ما احل اللہ فتحرموہ ویحلون ما حرم اللہ فتستحلونہ قال فقلت بلی قال فتلک عبادتہم۔

یعنے حضرت عدی سے روایت ہے فرماتے ہین کہ سونے کی صلیب گلے مین ڈالے ہوئے مین جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اے عدی اس بت کو اپنے گلے سے اوتار ڈال مین نے اوتار ڈالا اور آپ کے پاس پہونچگیا تو آپ یہ آیت۔ اتخذوا احبارہم ورہبانہم الخ پڑھ رہے تھے جب آپ پڑھ چکے تو مین نے عرض کیا ہم تو اون کو نہین پوجتے تھے آپ نے فرمایا کیا وہ اللہ کے حلال کی ہوئی چیزون کو حرام اور حرام کی ہوئی چیزون کو حلال نہین کر دیتے تھے اور تم سب اس امر مین اون کی پیروی نہین کیا کرتے تھے۔ مین نے عرض کیا کیون نہین یہ بات تو ضرور تھی آپ نے فرمایا بس یہی معنی ہین اونکی عبادت کرنیکے جو آیت مین مذکور ہے۔ اب فرمایئے مقلدون مین ایسا کون ہے کہ جس نے کسی ایسے کی تقلید کی ہو جو اللہ کے حلال کی ہوئی چیز کو حرام اور حرام کو حلال کر دے۔ مقلد تو ایسے شخص کو کافر جانتے ہین۔ کیا نعوذ باللہ ان امامون کے ساتھ آپ کا ایسا خیال ہے۔ اور آیت سوم کے معانی سے تو صراحتہً ظاہر ہی ہے کہ مشرکین کی شان مین ہے۔ چنانچہ امام محی السنۃ بغوی رح تفسیر معالم مین اور نیز دیگر مفسرین اس آیت کے آگے تحریر فرماتے ہین یعنے کفار مکہ یعنے آیت مذکور مین مراد کفار مکہ ہین اور آیت کریمہ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شئ۔ یہی جسکو مصنف قاتل الفجار نے اپنی کتاب مین نقل کر کے لکھا ہے کہ مصداق اس آیت کے یہی چارون مذہب والے حنفی شافعی مالکی حنبلی ہین۔ شان مین یہود و نصاری ہی کے ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم مین بروایت مجاہد و قتادہ اور سدی مفسرین معتبرین وکانوا شیعا کے آگے لکھا ہے۔

است صار و فرقا مختلفۃ وہم الیہود والنصاری فی قول مجاہد و قتادہ والسدی لکہتے ہین
مفسر فرماتے ہین کہ یہ جو اللہ اپنے حبیب صلے اللہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تحقیق وہ لوگ جنہون
نے فرقہ فرقہ اپنے دین کو کرڈالا اور متفرق ہوگئے تم کو اون سے کچہہ لڑنے کی ضرورت نہین
اون سے مراد آیت مین یہود اور نصاری ہین اور اسکے بعد فرماتے ہین کہ یہ آیہ معاملہ
قتال مین آیہ قتال کے ساتہ منسوخ ہے چنانچہ آیۂ مذکور کے ساتہ اگلے پچہلے آیتون کو
ملاکر دیکہنے سے بہی یہی امر ظاہر ہے کہ آیۂ مذکور یہود و نصاری اور مشرکین ہی کے شان مین
ہے - علی ہذا آیت پنجم واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا اولو کان
آباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون بہی یہود اور مشرکین ہی کی شان مین ہے
چنانچہ ترجمہ آیت مذکورہ یعنے (جب کہا جاتا ہے اون سے کہ اللہ کے نازل کیئے ہوئے
احکام کی پیروی کرو تو کہدیتے ہین کہ ہمتو جسپر اپنے باپ دادون کو پایا اوسیکی پیروی
کرین گے گو اون کے باپ دادا کیسے ہی گمراہ اور بے سمجہہ ہون) یہی امر ظاہر ہے اور
مفسرین معتبرین امام محی السنۃ بغوی و امام رازی علیہ الرحمۃ وغیرہ بہی یہی تحریر فرماتے
ہین - اب رہی وہ آیت ششم جسکو زور شور سے آپنے آخر مین پیش کیا ہے وہ آیت بہی
یہود اور مشرکین ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے چنانچہ آیہ کریمہ ان ہذا صراطی مستقیما کی
پہلی پچہلی آیتون کو ملا کر دیکہو تو یہی امر ظاہر ہے۔ اس سے اول کی آیتون مین اللہ تعالی
اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے ہمارے حبیب مت پیروی
کرو تم اونکی جنہون نے ہماری آیتون کو جہٹلایا اور آخرت پر ایمان نہین لاتے اور وہ غیرونکو
اپنے رب کے ساتہ برابر کرتے ہین اون سے کہدو کہ آؤ جو اللہ نے حرام کیا ہے وہ مین تم کو
پڑہ سناؤن اوسکے ساتہ کسیکو ساجہی مت بناؤ - اور مان باپ کے ساتہ احسان کرو
اور خوف تنگدستی سے اپنی اولاد کو مت مار ڈالو - ہم تم کو اور اون کو رزق دینگے -
اور فحش بات خواہ ظاہر ہو یا باطن اوسکے قریب نہ جاؤ اور ناحق کسیکو مت قتل کرو - یہ تم کو
اللہ وصیت کرتا ہے تو کہ تم سمجہو اور یتیمون کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر نیک طریق سے یعنے جس طریق
سے یتیمون کی بہتری منظور ہو یہان تک کہ وہ بالغ ہوجاوین اور انصاف کے ساتہ ناپ تول

پوری کرو اللہ کسی جان کو تکلیف نہین دیتا مگر بقدر اوس کی طاقت کے۔ اور جب بات کہو انصاف سے کہو گو اپنا نزدیکی ہی کیون نہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ یہ تم کو اللہ وصیت کرتا ہے تو کہ تم نصیحت پکڑو ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ بیشک یہی ہے میرا راستہ سیدھا پس تم اوسکی پیروی کرو۔ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ اور مت پیروی کرو تم اور راستون کی اسواسطے کہ وہ راستے تمکو میرے سیدہے راستے سے تفرقہ مین ڈال دینگے۔ چنانچہ مفسرین معتبرین علامہ ابو سعود امام محی السنۃ بغوی امام فخر الدین رازی وغیرہ یہی شان نزول ان آیتون مین یہی تحریر فرماتے ہین کہ جب مشرکون بت پرستون نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اچہا وہ کیا باتین ہین جو اللہ نے ہمپر حرام کی ہین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الخ یعنے کہدو اے ہمارے حبیب کہ آؤ جو اللہ نے حرام کیا ہے مین تم کو پڑہ سناؤن پہر یہ سارا مضمون مذکورہ بالا بیان فرماکر آخر مین ان سب آیات کے فرما دیا ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون یعنے ان سب امور کی اللہ نے تم کو وصیت کی ہے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بنجاؤ۔ اور آخر مین ان سب آیتون کے یہ حدیث نقل فرماتے ہین۔ عن بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ خط خطا ثم قال ہذا سبیل الرشد وفی المعالم ہذا سبیل اللہ ثم خط عن یمینہ وعن شمالہ خطوطا ثم قال ہذہ سبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ ثم تلا ہذہ الآیۃ۔ اور بعد اس حدیث کے تفسیر کبیر مین ہے۔ عن بن عباس رضی اللہ عنہ ہذہ الآیات محکمات لم ینسخہن شئ من جمیع الکتب من عمل بہن دخل الجنۃ ومن ترکہن دخل النار یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہین کہ آپ نے ایک خط کہینچا پہر فرمایا کہ یہ راستہ ہدایت کا ہے اور معالم کی روایت مین ہے کہ یہ راستہ اللہ کا پہر اوسکے دہنے بائین بہت سے خط کہینچ کر فرمایا کہ یہ جو بہت سے راستے ہین ان سب پر شیطان ہے کہ اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ یہ وہ آیتین محکم ہین جو کسی کتاب سے منسوخ نہین کی گئین۔ جس نے انپر عمل کیا جنتی ہے اور جس نے انکو چہوڑا جہنمی ہے۔

اب آپکو ان ساری آیتون اور حدیثون کے مضمون سے اگر ذرا بہی آپکے مزاج مین انصاف ہوگا معلوم ہو گیا ہوگا کہ آیت مذکورہ مین صراط مستقیم سے وہی راستہ مراد ہے جس مین یہہ

نو باتین مذکورہ آیات پائی جاتی ہون اور جو راستے ایسے ہین جن مین ان نو باتون مین سے ایک بات مین بھی نقصان ہو وہی شیطانی راستے ہین۔ چنانچہ یہود اور نصاری مین جو لوگ اپنے اوس عہد پر جو اون کے پیغمبرون نے بموجب حکم توریت اور انجیل کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانیکا اور علاوہ برین باعتبار حلت وحرمت بعض اشیا جن جن امور کا اون سے عہد لیا تھا اور وہ آخر تک اوسپر قائم رہے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام وغیرہ علماء یہود اور نصاری اور اونکی پیرو تھے وہی لوگ پیرو صراط مستقیم کہلائے گئے اور جہنون نے اوس عہد کو توڑ دیا توریت اور انجیل مین بغرض اپنی عزت وجاہ کے تحریف کرنے لگے اور اونکی پیرو مصداق الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا۔ اور آیہ کریمہ فتفرق بکم عن سبیلہ کے بنگئے اور اونہین کی شان مین یہ آیتین نازل فرمائی گئین۔ علی ہذا اس امت کے وہ مولوی مشائخ اور اون کے پیرو جس مین یہ صفت پائی جاوے جیسے علمائے نیچری اور آجکے علماء جو قرآن اور حدیث تو در کنار اشعار مین بھی تحریف کرین اور خدا تو قرآن مجید مین فرماوے ومن اصدق من اللہ قیلا ومن اصدق من اللہ حدیثا یعنے خدا سے زیادہ کون سچ بولنے والا ہے اور سچی بات کہنے والا اور یہ کہین کہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے گو کبھی بولے نہین۔ اور اتنا نہین سمجھتے کہ بغیر زائل ہو سکنے صفت صدق کے امکان کذب محال ہے اور مرزائیہ مشائخ اور مولوی جو مخالف جمہور معانی قرآن مین تصرف کرین احادیث مین تحریف کرین وہ بھی ان آیتون کے مصداق بن سکتے ہین یہ نہین ہو سکتا کہ یون کہدیا جائے کہ یہ آیتین اسی امت کے ایسے مولوی مشائخون اور اون کے پیروونکی ہی شان مین نازل ہوئی ہین پھر یہ تو ہر مسلمان سے بہت ہی بعید ہے کہ ہر اچھے برے متقی عالم شیخ۔ مجتہد فقیہون کی تقلید کی ہی نسبت مطلقاً ان آیتون کا لکھنا پڑھنا شروع کردے جیسا مصنف قاتل الفجار وغیرہ اکثر وہابیون نے اپنے رسالون مین کیا ہے۔ بھائی انہیون کی پیروی کو خود اللہ جلشانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔ دیکھو سورہ لقمان مین ہے واتبع سبیل من اناب الی یعنے پیروی کر تو اون لوگونکی جو میری طرف رجوع کرتے ہین اگرچہ شان نزول اس آیت کا خاص ہے اطاعت اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم ہین یا اطاعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین مگر حکم عام ہے - اور سورۂ شعرا کے آخر رکوع
مین تو صراحۃً اللہ جلشانہ مطلقًا اون لوگونکے واسطے جو متقیون کے امام اور پیشوا بننے کی اور متقیونکی
پیروی کرنیکی دعا کرنے والے ہین جنت کا وعدہ فرماتا ہے - حیث قال تبارک وتعالی والذین یقولون

ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریٰتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما اولئک یجزون الغرفۃ
بما صبروا ویلقون فیہا تحیۃ وسلاما - اور صاحب معالم اسکی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین -
نقتدی بالمتقین ویقتدی بنا المتقون (خلاصہ ترجمہ موجب تفسیر معالم -) یعنے جو متقیون کے پیرو
بنے ہین - اور پہر متقیون کے پیشوا بننے کی دعا کرتے ہین اونکو تعظیم تکریم کیساتہ جنت عطا کیجاویگی
اور اس سے بہی زیادہ دوسری جگہہ یہ ارشاد ہوتا ہے کہ سبکو فقاہت یعنے قوت اجتہاد حاصل کرنیکی ضرورت
نہین بلکہ تم مین سے جو لوگ فقاہت حاصل کرلین دوسرے اونکی پیروی لازم ہے چنانچہ اس آیہ کریمہ سے یہ
امر ظاہر ہے وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم
اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون اور جو لوگ ہمارے امامونکی تقلید اور پیروی چھوڑتے ہین اونکی شان مین ارشاد فرماتا ہے -
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنے جو شخص
مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور پیروی اور تقلید کرے وہ مومنونکے راستہ کے سوا دوسرے راستہ کی پہیر دینگے ہم اوسکو
اوسی طرف جدہر وہ پہرا تہا اور پہنچا دینگے ہم اوسکو جہنم مین اور برا ہے ٹہکانہ - شان نزول اس آیت کی بہی گرچہ قصہ
طعمہ بن ابیرق ہی مگر حکم عام ہے اور ظاہر ہے کہ مومنین سے مراد آیۃ کریمہ مین یہی جماعت مقلدین مذاہب اربعہ کی بتقلید شخصی جو مصداق ہے سواد اعظم
اور جماعت کثیر کی کہ جس جماعت کا اور جس کے پیروون کا اتباع شیطان سے بچا رہنا نص
صریح کلام اللہ سے ثابت ہے اور اوسکے جمیع مخالفین کا بوجہ ہونے اون فرقون کے تنہا تنہا
مصداق قلت بلکہ بوجہ ہونے سب فرقون کے بہی بمقابلہ سواد اعظم مقلدین کے قلیل اون
سبکا متبع شیطان ہونا قرآن سے ظاہر ہے - دیکہو والمحصنات مین خاص ذکر امت مرحومہ

سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مین ہے ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا
قلیلا یعنے اے امت مرحومہ اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور رحمت تو تم بہی سب شیطان کے
پیرو ہوجاتے مگر تہوڑے - جسکا ماحصل یہ ہوا کہ اللہ کے فضل ورحمت سے تم سب تو شیطان کے
اتباع سے بچگئے مگر تہوڑے تم مین سے پیرو شیطان کے ہون گے - یعنے جسطرح اون پیغمبرونکی

امت کے نسبت قرآن مجید مین بہت جگہ آیا ہے کہ تہوڑی ہی ہدایت پاتے ہین شکر گذار
تہوڑے ہی ہوتے ہین چنانچہ آل داؤد علیہ السلام کی شان مین فرمایا وقلیل من عبادی الشکور
اور پہر دوسری جگہ داؤد سے حکایۃً یون ارشاد فرمایا وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضہم
علی بعض الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم اور نوح علیہ السلام کی شان مین
ارشاد فرمایا وما آمن معہ الا قلیل۔ سارے قرآن مین امت مرحومہ محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی شان مین کہین ہی یہ نہ فرمایا کہ تم بہی تہوڑے ہی رہوگے۔ بلکہ امر کہ بہت
زیادہ رہنے اور ہوسے کفار کے جو کہین کہ آیا ہے وہ ہم کو مضمون ہے اسواسطے کہ ہمارا کلام
اونہین ہے جو مسلمانون مین سے ہدایت پر رہین اور جو گمراہ ہوجاوین۔ بلکہ علاوہ آیت
مذکورہ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا کے فرمایا تو اس سے ہی
زیادہ اس امت کی نسبت یہ فرمایا کہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین۔ اسکی تفسیر مین
امام محی السنۃ بغوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
من آدم الینا ثلۃ ومنی الی یوم القیامۃ ثلۃ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین کے یہ معنی ہین کہ آدم علیہ السلام سے ابتک کہ
مع سارے پیغمبرون کے اہل جنت کی ایک جماعت بے شمار ہوگی اور مجہ سے قیامت
تک میرے امتیون کی ایک جماعت بے شمار ہوگی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آدہی جنت مین
تمام پیغمبر معہ اپنے امتیون کے ہونگے اور آدہی جنت مین مین ہون گا معہ اپنے سارے امتیو
چنانچہ خاص اس مضمون کی کئی حدیث صاحب معالم تحریر فرماتے ہین۔ یہ معنی تو دونون مر
پر ہین جب اس سے پہلے آیت ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین کے یہ معنی کئے جاوین
کہ اون لوگونکی جو نیکیون مین سبقت کرتے ہین پہلے امتیون مین سے ایک جماعت بے شمار
ہوگی۔ اور پچہلے لوگون مین یعنے آپکے امتیون مین سے ایسے لوگ کم ہونگے تاکہ یہ دوسری آیت
بموجب حدیث مرویہ معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبر ببرکت گریہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اول
فضل خداوند کریم ناسخ حکم آیہ اول ہوجاوے ورنہ بموجب قول اکثر مفسرین مثل مجاہد
عطاء بن ابی رباح وضحاک وغیرہ تو دونون آیتون مین دونون جماعت امت مرحومہ کی

مراد ہین۔ چنانچہ معالم مین ہے۔ ومجاہد وعطاء ابن ابی رباح والضحاک قالوا ثلثۃ من الاولین من سابقی ہذہ الامتہ وقلیل من الآخرین من ہذہ الامتہ فی آخر الزمان۔ یعنے یہ تمام مفسر معتبر جو اجلہ تابعین سے ہین فرماتے ہین کہ معنی آیت اولی کے یہ ہین کہ جو لوگ نیکیون مین سبقت کرنے والے ہین اونکی ایک جماعت بے شمار ہوگی اس امت کے پہلے لوگون مین سے او بنسبت اونکی اس امت کے آخر زمانہ کے لوگون مین سے ایسے لوگ کم ہونگے ورنہ اس امت کے مطلقا نیکوکارون کی شان مین تو یون ارشاد ہوتا ہے کہ ثلثۃ من الاولین وثلثۃ من الآخرین یعنے اس امت کے پہلے نیکوکارون کی بھی جماعت بے شمار ہوگی اور پچھلے نیکوکارون کے بھی جو اصحاب یمین کہلائے جاوینگے اور حورین باکرہ اور تمام بہشت کے عیش وآرام اونکے واسطے ہین جماعت بےگنتی اور بے شمار ہوگی اور حدیثین اس مضمون کی کہ جب تم مین اختلاف ہو بڑی جماعت کی پیروی کرنا کیونکہ جو بڑی جماعت سے نکلگیا جہنم مین پھینکا گیا۔ بہت سے ہین چنانچہ قریب چالیس کے تو اس مضمون کی حدیثین بخاری مسلم وغیرہ کتب معتبرہ حدیث سے بغرض اختصار مین نے اپنے رسالہ مختصر المیزان فی میزان الادیان مین نقل کی ہین جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اور آیہ مذکور نولہ ماتولی ونصلہ جہنم۔ سے تو یہ مضمون خوب ظاہر ہو ہی چکا۔ اب فرمایئے وہ جماعت مقلدین کی جسکا نام محمدی جماعتون اور فرقون مین بڑی محمدی جماعت ہونا ہر چھوٹے بڑے پر ظاہر ہے کیونکر گمراہ ہوسکتی ہے اور اسکی تقلید کیونکر بدعت بن سکتی ہے۔ لامحالہ اس جماعت کا اور اس جماعت کے پیرون کا گمراہ کہنے والا بلاشبہ وہی ہوسکتا ہے جو قرآن وحدیث کے پیروی ست بیخبر گمراہ سراپا شر مصداق آیہ کریمہ مذکورہ بالا ویتبع غیر سبیل المومنین ہے۔

محمدی - جناب من۔ آپ کی اس تقریر سے تو ہمارا مدعا ثابت ہوگیا۔ آپ نے ابتدا تقریر مین فرمایا کہ ہم سب کا مقلد ہون۔ بس یہی ہمارا مدعا ہے کہ کسی ایک مجتہد خاص کے جمیع امور مین تقلید نہ کیجائے۔ ایسی ہی تقلید کو ہم حرام کہتے ہین۔ اس تقلید کو ہم حرام نہین کہتے کہ جس امام کے قول کی خواہ وہ مجتہد ہو یا محدث موافق قرآن حدیث قوی پایا اوسکی اوسمین تقلید کرلی اور جس قول کو مخالف قرآن وحدیث پایا فوراً ترک

اوسکی تقلید چھوڑ دے چنانچہ مولانا اسمعیل صاحب کے قول کے موافق اسباب کو آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور فرمایا کہ مین سبکا مقلد ہون اسواسطے کہ بصورت تقلید شخصی تو یہ کہنا کہ مین سبکا مقلد ہون ایسا ہے جسطرح کوئی کہے کہ مین فقط ایک ہی حاکم کا تابعدار ہون اور پھر کہے کہ مین تو تمام حاکمون کا تابعدار ہون اور دلیلین جو آپ نے بیان کین اونسے صراحۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ حنفی شافعی وغیرہ مقلدین یہ تقلید شخصی ہی جنتی ہونگے اسواسطے کہ تمام محمدیون مین سے بڑی جماعت کے یہی مصداق ہین اور محمدی بڑی جماعت کا ہی تمام محمدی فرقون مین سے شیطان کے اتباع سے بچ رہنا قرآن سے ثابت ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ کرام سے سنہ دوسو تک کوئی مقلد یہ تقلید شخصی نہ تہا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے ہین۔ وبعد المائتین ظہر فیہم المذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ یعنے بعد سنہ دوسو کے اہل اسلام مین تقلید مجتہد معین کی اسقدر ظہور پذیر ہوئی کہ بہت ہی کم لوگ تہے جو اپنے مجتہد معین کے قول پر اعتماد نہ کرتے ہون لہذا بموجب آپکے اس قول کے اگر بڑی جماعت کے مصداق یہی مقلدین ہین جنکا ظہور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسو برس بعد ہوا تو ہم لوگ اور صحابہ کرام سے سنہ دوسو تک کے لوگ اور خود امام حنفی کی تقلید تم ثابت کر رہے ہو اور تم خود بموجب اپنے پہلے قول کے کہ مین سبکا مقلد ہون اتباع شیطان سے نہ بچے نعوذ باللہ من ذالک۔ اور اگر بڑی جماعت کے مصداق وہ لوگ ہین جو سنہ دوسو تک تہے اور بعدہ اس قسم کے کم رہ گئے اور اب تک کم ہی رہتے چلے آتے ہین جیسے ہمارا گروہ تو بالضرور مقلدین متبع شیطان رہے اور آپ کی ہی دلیل سے ہمارا مدعا ثابت ہوگیا۔ رہے نیچری۔ مرزائی۔ قائلین امکان کذب۔ اونکو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہین۔ ہان قائلین امکان کذب باری کو آپ شاید گمراہ نہ سمجھتے ہون کسواسطے کہ یہ مسئلہ تو علماء حنفی مقلدین گنگوہ و دیوبند ہی سے شہرت پایا ہے بلکہ وہ تو اتنے بڑے حنفی مقلد ہین کہ مخالف حدیث فقط باتباع کتب فقہ کو اتنک کہا رہے ہین۔

مقلد۔ مولانا اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے میری دلیلون کو تو تسلیم کر لیا مگر جو مدعا دلائل مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے اوسکو آپ قطعاً نہ سمجھے۔ حضرت مین نے جو دلائل بیان کیے

اون سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی جماعت امت مرحومہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اتباع شیطان سے بچی رہیگی اکثر لوگ اس امت کے ہمیشہ ہدایت پر رہین گے گو قلیل گمراہ
ہوجاوین لہذا اسن دوسو تک جب تک اجماع امت مرحومہ تقلید شخصی ایک مجتہد معین پر
نہوا تہا اور سب لوگ بوجہ قرب زمانہ نبوت اور پائے جانے شروط اجتہاد کے بہت سون مین -
اپنی تحقیق پر عمل کرتے تہے یا بلا قید مجتہد معین کے جس مسئلہ کو جس مجتہد سے چاہتے تہے پوچہکر
عمل کرلیتے تہے اوسوقت تک بوجہ متفق ہونے جماعت اہل اسلام کے اس امر پر یہی امر حق تہا
اور اسی مین اتباع سواد اعظم اور یہی طریقہ مومنین کی تہی اور اوسوقت اگر کوئی جماعت
قلیل اوسکی مخالفت کرتی بے شک مصداق من شذ شذ فی النار اور آیہ کریمہ ومن یتبع
غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی کے ہجاتی اور جب اجماع سواد اعظم وجوب تقلید شخصی یعنے تقلید ایک
مجتہد معین کی ان چارون امامون سے قرار پاگیا اوسیوقت بموجب آیہ کریمہ ولولا فضل اللہ
علیکم ورحمتہ معلوم ہوگیا کہ اب اسی طریق پر شیطان کی پیروی سے بچنا ممکن ہے اور اس کی
مخالفت بوجہ مخالفت سواد اعظم مومنین سراسر پیروی شیطان ہے اور بموجب حدیث شریف
مرویہ ابن ماجہ شریف لا یجتمع امتی علی الضلالہ فاذا رایتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم فان
من شذ شذ فی النار کہ جس کی ہم معنی بہت سی حدیثین طرق مختلف اور اسانید معتبر سے
کتب صحاح ستہ وغیرہ مین منقول ہین جن مین چالیس حدیث کے قریب تو ہم نے اپنے رسالہ
مختصر المنیر ان ہی مین نقل کی ہین اگر چاہو رسالہ مذکور کو دیکھ لو یہ موجود ہے - لو اب تو آپ پر
بہی اگر انصاف دل مین ہے خوب ظاہر ہوگیا ہوگا کہ دوسو برس کے بعد سے اب تک اسی تقلید
شخصی کا اتباع لازم ہے بوجہ اتفاق سواد اعظم مومنین کے وجوب پر اسی تقلید شخصی کے
اور جس نے اسکی مخالفت کی دوزخ مین پہینکا گیا چنانچہ ابو طالب مکی قوت القلوب مین بعد
بیان اس امر کے کہ یہ مجموعی کتب حدیث وفقہ کی مع اتفاق امت مرحومہ کے تقلید شخصی پر بعد دوسو
کے ظاہر ہوئے یہ عبارت بہی نقل فرماتے ہین وکان ہذا وہو اوجب فی ذلک الزمان یعنے ایک مجتہد کی تحقیق پر اعتماد کرنا اوس زمانہ مین
واجب سمجہا جاتا تہا اور ایک مجتہد کی تقلید اختیار کرنیکے بعد دوسرے مجتہد کے دو چار بہی اون قولونپر جو اوسکے مجتہد کے
مخالف ہون عمل کرنے کو سخت معیوب سمجہتے تہے چنانچہ بستان المحدثین مین مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین

نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی در ہر مسئلہ اتباع اجتہاد امام مالک لا زم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب
ابن سعد مصری اختیار میکرد و مردم آندیار بسبب کمال اعتقاد امام مالک درین مخالفت
قلیلہ ہم بر و گرفت مے کردند و انکار مینمودند۔ اور ظاہر ہے کہ اہل علم کی گرفت اہل علم ہی کرتے ہین
اب رہا یہ امر کہ سنہ دو سو تک اتفاق امت مرحومہ اوس طریق پر اور سنہ دو سو کے بعد سے ایک
اس طریق پر کیون ہوا۔ اوسکے بیان کی ہم کو ضرورت نہین۔ جب کوئی ہم سے پوچھے کہ نماز کے
ہونے کی کیا دلیل ہے۔ ہم یہی کہہ سکتے ہین کہ آیہ کریمہ اقیموا الصلوٰۃ اور اگر کوئی پوچھے کہ اللہ نے
اسکو فرض کیون کیا ہم یہی کہہ سکتے ہین کہ اسکی واقعی وجہ اللہ ہی کی خوب جانتا ہے گو مختلف
وجوہ علما نے بہی اپنی راے سے بیان کی ہین۔ اگر رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف کو
خود ملاحظہ کرکے آپنے عبارت مذکورہ انصاف پیش کی ہوگی تو اسکی وجہ یہی جو علما رنے بیان کی
ہے آپ پر خود ظاہر ہوگئی ہوگی مگر خیر کچہہ ہم ہی آپکے اطمینان کے واسطے بیان کئے دیتے ہین
کہ قرآن مجید سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ جب کسی امر مین قرآن مجید کے معنا مین سے
باہم اختلاف معلوم ہو یا کسی اور امر مین جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم سے تعلق
ہو یا صحابہ کرام سے اوسکو اپنی سمجہہ کے موافق باہم مخالف سمجہہ لینا اور شہرت دیدینا منافقونکی
شان ہے لہذا بموجب نص صریح کلام اللہ جو کوئی اس قسم کا مضمون بظاہر مختلف معلوم ہو
اوسکا تحقیق کرنا زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
یا اون علمار سے جو قوت استنباط رکہتے تہے اور رکہتے چلے آتے ہین فرض تہا اور ہمیشہ
فرض ہے اور یہ ہی قرآن ہی سے ثابت ہے کہ ہر ایک عالم مین قوت اجتہاد اور استنباط
کی نہین ہوتی چنانچہ پارہ والمحصنات کی آٹھوین رکوع مین ان سب باتونکو خداوند کریم
منافقونکی شان مین اسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند
غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا واذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی
الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ یعنے کیا یہ منافق قرآن کو نہین سمجہتے
اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کے پاس سے آتا تو بے شک اوس مین بہت اختلاف پاتے اہیو اسطے
جب کوئی بات امن کی یا خوف کی اونکے پاس آتی ہے تو اوسکو پہیلا دیتے ہین اور اگر

اون میں رسول کی یا علماء دین کی طرف رجوع کرتے تو البتہ اون سب عالموں میں سے وہ عالم جو قرآن حدیث سے قوت استنباط اور اجتہاد کی یعنے اون مسائل کے نکالنے کی رکھتے ہیں جو ہر عالم میں نہیں ہوتے اوس ظاہری اختلاف کی حقیقت جان لیتے اسیواسطے بموجب آیۂ کریمہ مذکور جب تک اس قسم کے سارے مسائل کسی ایک مجتہد نے ایک جگہ جمع نہیں کیے تھے جس مجتہد سے چاہتے تھے دریافت کرکے اوسپر عمل کر لیتے تھے اور جب اس قسم کے سارے مسائل مجتہدون نے باب باب او فصل فصل کرکے جمع کر دیے اور پھر بوجہ بعد زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعض لوگونکو دیکھا گیا کہ بغیر حاصل ہونے قوت اجتہاد مطلق دعوی اجتہاد کرکے مخالف سلف فتوی دینے لگے اور اسوجہ سے بہت سے باطل مذہب پھیل گئے جسطرح غیر مقلدون میں سے جبسے ترک تقلید کا شہرہ ہوا ہے مثل نیچری مرزائی نذیریہ عبد الوہابیہ اشاعۃ القرآن وغیرہ بہت سے گمراہ فرقے اب تہوڑے ہی مدت سے پہیل گئے اور پہر بعض لوگون کو دیکھا گیا کہ باوجودیکہ ایک مجتہد کو ہر وجہ سے علم رسول اللہ کے جاننے والون مین سب سے افضل اور اعلی سمجھتے ہین اور باینہمہ بعض اوقات اون کے کسی مسئلہ کو مخالف اپنی خواہش نفسانی کے سمجھکر دوسرے مجتہد سے جنکا قول اس قسم کے مسائل مین اونکے مخالف ہے پوچھکر عمل کر لیتے ہین اور گمراہ فرقون مین جا ملتے ہین بغرض بند کرنے دروازہ اس قسم کے احتمالات کے جو بموجب ظاہر حال اکثر آدمیون کے ٹہوکر مین آتے رہتے ہین اللہ تعالی نے رفتہ رفتہ سب امت کو اس امر پر مجتمع کر دیا کہ جس مجتہد کو جو کوئی شخص اپنی سمجھ کے موافق معتبر سمجھکر اوسکی تقلید کرے اب اوسکی مخالفت کرنا گویا آیۂ کریمہ ولو ردوہ الی الرسول الخ کی مخالفت کرنا ہے بوجہ بچانے بعض ناکسون اور بدعتیون کے دعوی اجتہاد اور بوجہ چھوڑنے بعض شخصوں کے تقلید مجتہدون کو محض بغرض خواہش نفس اور ترک کرنے احتیاط اور ڈہونڈنے رخصتون کے موقعون کی۔ اور بن جانے اور ہو جانے اوس شخص کے بعینہ مثل اوس بیوقوف کے جو کامل استادونکی بنائی ہوئی عمارت مثل تاج گنج آگرہ اور جامع مسجد دہلی کے بعض دروازے دیوار خود کاریگری کا مدعی بنکر یا کسی دوسرے نکمے معمار کے بہکانے سے اوسکی کمی بودی شمار کرکے ظاہر حال کو اپنی حالت

یا اپنی سمجھ کے موافق اوس سے بہتر جانکر کہودنا شروع کردے اور یہ بالکل بجا ہے کہ اس عمارت
مین ایسے ہی در و دیوار موزون ہوتے ہین اور جن کاریگرون نے انکو بنایا ہے وہ ایک اُستاد
کامل تھے اور پہر اوس سے ایسے بن سکین نہ ویسے۔ ہان البتہ اگر کوئی شخص فی الواقع مرتبہ
اجتہاد کو کل مسائل یا بعض مسائل مین پہونچ جاوے اور بموجب شرائط اجتہاد اوس کے
نزدیک کوئی حدیث مرتبہ صحت کو پُہنچ جاوے بے شک وہ شخص بموجب قول امام اذا صح الحدیث
فہو مذہبی یعنے جو حدیث بموجب شرائط اجتہاد مرتبہ صحت کو پہونچ جاوے اوسپر عمل کرنا
میرا ہی مذہب ہے۔ اور اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے میرے قول کو
حدیث کے مقابلہ مین چھوڑ دو۔ اور بموجب قول جمہور سلف و خلف وہ اوس حدیث پر ضرور
عمل کرے اور مخالف حدیث بلاشبہ اوسکو تقلید کرنا اوس مسئلہ خاص مین حرام ہے اسواسطے
مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ عقد الجید مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ ۳۰ مین انہین
چارون مذہبون مین سے ایک مذہب کی تقلید اس زمانہ مین ضروری ہونے کے دلائل بیان
کرکر ابتدا صفحہ ۴۰ سے آخر صفحہ ۴۲ تک ابن حزم کا وہ قول جو بالکل ان دلائل کے مخالف
ہے نقل کرکر اوس قول کے ان دلائل کے ساتھ اسطرح موافقت بیان فرماتے ہین و انا اقول

ذالک فیمن لہ ضرب من الاجتہاد و لو فی مسئلۃ واحدۃ و فیمن ظہر علیہ ظہورا بینا ان النبی

صلے اللہ علیہ وسلم امر بکذا و نہی عن کذا۔ یعنے یہ قول ابن حزم کا اوس شخص کی شان مین
پورا ہو سکتا ہے جسکو ایک قسم کی قوت اجتہاد کی حاصل ہو اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو
اوسکو اوسی ایک مسئلہ مین ترک تقلید جائز ہے۔ علی ہذا اوس شخص کی شان مین ہے کہ جسپر خوب
یقینی طور سے ظاہر ہو جاوے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا
ہے اسبات کا حکم دیا ہے خواہ بطور کشف و شہود کے یا بوجہ قرب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے انتہے۔ نہ کہ ہر عام و خاص کی شان مین کہ جو حدیث کے حدیث ہونے اور قوی
اور ضعیف اور صحیح اور حسن ہونے مین بھی انہین محدثون کا مقلد ہو جو خود ان مجتہدون
کے مقلد تھے۔ چنانچہ ہم بیان کرچکے اور جنکے بڑے بڑے اُستاد اپنے ضعف علم کے ان مجتہدون
کے مقابل مین قائل تھے چنانچہ خیرات الحسان مین امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ نقل

فرماتے ہین کہ امام المحدثین اعمش کہ ائمہ تابعین مین سے بڑے امام جلیل القدر تابعی شاگرد حضرت انس رضی اللہ عنہ اُستاد امام بخاری کے ہین ایک روز امام اعظم رحمہ اللہ کی چند مسئلے سنکر پوچھ بیٹھے کہ یہ مسئلے تم کہان سے کہتے ہو آپنے فرمایا اون حدیثون سے جو تمنے مجکو پہونچی اور معہ سند ساری حدیثون کو لفظ بہ لفظ پڑہ سنایا اعمش رضی اللہ عنہ اون سب حدیثون کو سنکر فرمانے لگے اے جماعت فقہا کی تم نے دونو مرتبے روایت اپنے حدیث دانے اور فقاہت کے حاصل کر لیے جن حدیثون کو سو دنین مین نے تم کو سنایا تہا تم نے شرح اوسکی فقہ کے ایک ساعت مین پڑہ سنا حضرت اوسی خیرات الحسان مین ہے کہ آپکے علم حدیث مین چار ہزار اُستاد تو تابعیون مین سے وہ تابعی ہین جو امام گنے جاتے ہتے۔ اور اوسی مین ہے کہ حضرت مسعر بن کدام رحمہ اللہ دادا استاد امام بخاری رحمہ اللہ بوجہ آپکے مرتبہ بلند اور پایہ عالی کے علم و فقاہت مین آپکے ساتھ آپکے گہوڑے کی رکاب پکڑکے دوڑا کرتے تہے۔ او نیز خیرات الحسان تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی تنویر الصحیفہ یوسف بن عبد الہادی الحنبلی وغیرہ معتبر کتابون مین ہے کہ آپکے شاگرد علم حدیث جو آپ سے حدیثین سنکر روایت کرنیوالے ہین وہ مثل امام مالک بن انس امام سفیان ثوری امام لیث بن سعد امام مسعر بن کدام کی کہ یہ دونو امام بخاری رحمہ اللہ کے بہی دادا اُستاد ہین اور مثل وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کے کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہین اور مثل امام زفر امام عبد اللہ بن مبارک جیسے فقہا محدثین اس کثرت سے ہین کہ اونکا لکہنا اور ضبط کرنا مشکل ہے۔ مگر پچہلے محدثون کے نزدیک اگر لفظ حدیث کے یاد نہ ہین اوس حدیث کو بذریعہ معنی چونکہ روایت کرنا جائز ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز۔ اسواسطے بوجہ نپائے جانے اوس شرط کے اپنے درمیان اور نہ یاد رہنے الفاظ حدیث کے مثل شاگرد امام کے آپ سے روایت کرتے ہوئے ڈرتے ہین ورنہ اسکے کیا معنے کہ آپکو تمام محدثین حافظ حدیث جانین اور پہر آپ سے روایت نکرین علی ہذا القیاس ایسا ہی حال علم و کمال ان دوسرے مجتہدون کا تہا اسیوجہ سے حضرت عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ میزان مین حضرت امام شیخ الاسلام زکریا انصاری قدس سرہ سے نقل فرماتے ہین کہ ایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتہد او تخطیتہ الا بعد احاطتکم بادلتہ الشریعۃ کلہا و معرفتکم بجمیع لغات العرب التی احتوت علیہا الشریعۃ

ومن فتنکم بمعانیہا وطرقہا وانی لکم بذالک - یعنے بچاو تم اپنے آپکو انکار کرنے اور خطا نکالنے
سے کسی مجتہد کے مگر بعد احاطہ کر لینے کے کل دلیلون پر شریعت کے اور پہچان لینے تمام اون
عربی لغتون کے جنکو شریعت حاوی ہے اور بعد پہچان لینے اون کے تمام معانی اور طریقون اونکے
اور یہ بات تم کو کہان میسر ہے اور علامہ شامی بہی الیساہی تحریر فرماتے ہین اور اسیطرح
بہت سے فقہا اور محدثین لکہتے چلے آئے ہین لہذا مولوی اسمعیل صاحب کا بہی قول ایسے
ہی لوگون کی شان ہین ہے جو قوت اجتہاد رکہتے ہون ورنہ اون کا قول کوئی وحی
نہین ہے کہ خواہ مخواہ مخالف جمہور اہل اسلام اور مخالف اونہین کی بزرگونکے مانا جاوے چلو
کسیکی نہ مانو - اور مجتہد [illegible] کا قول مانوگے - اشباہ والنظائر مین علامہ شیخ
زین العابدین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین - ذکر البزازی فی المناقب عن الامام البخاری رحمہ اللہ
الرجل لا یصیر محدثا کاملا الا ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مع اربع فی اربع عند اربع
باربع علی اربع عن اربع لاربع وہذہ الرباعیات لا تتم الا باربع مع اربع فاذا تمت
کلہا ہانت علیہ اربع وابتلی باربع فاذا صبر اکرمہ اللہ تعالی فی الدنیا باربع واثابہ
فی الآخرۃ باربع اما الاولی فاخبار الرسول صلے اللہ علیہ وسلم وشرائعہ والصحابۃ
ومقادیرہم والتابعین واحوالہم وسائر العلماء وتواریخہم مع اربع اسماء رجالہم وکناہم
وامکنتہم وازمنتہم کاربع التحمید مع الخطب والدعاء مع الترسل والتسمیۃ مع السورۃ والتکبیر
مع الصلوۃ مع اربع المسندات والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فی اربع فی صغرہ
فی ادراکہ فی شبابہ فی کہولتہ عند اربع عند شغلہ عند فراغہ عند فقرہ عند غناہ باربع بالجبال
بالبحار بالبراری بالبلدان علی اربع علی الحجارۃ علی الاخزاف علی الجلود علی الاکتاف
الی الوقت الذی یمکن نقلہا الی الاوراق عن اربع عن من ہو فوقہ ودونہ ومثلہ وعن
کتابۃ ابیہ اذا علم انہ خطہ لاربع لوجہ اللہ تعالی ورضاہ وللعمل بہ ان وافق کتاب اللہ
تعالی ونشرہا بین طالبیہا ولاحیاء ذکرہ بعد موتہ ثم لا تتم لہ ہذہ الاشیاء الا باربع
من کسب العبد وہو معرفۃ الکتابۃ واللغۃ والصرف والنحو مع اربع من اعطاء اللہ
تعالی الصحۃ والقدرۃ والحرص والحفظ فاذا تمت لہ ہذہ الاشیاء ہانت علیہ اربع

والولد والمال والوطن وابتلی باربع بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجہال
وحسد العلماء فاذا صبر اکرمہ اللہ تعالی فی الدنیا باربع بعز القناعة وہیبة النفس ولذة العلم
وحیات الابد واثابہ فی الآخرة باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانہ وبظل العرش
حیث لا ظل الا ظلہ والشرب من الکوثر وجوار النبیین فی اعلی علیین فان لم یطق احتمال
ہذہ المشاق فعلیہ بالفقہ الذی یمکن تعلمہ وہو فی بیتہ قار ساکن لا یحتاج الی بعد اسفار
ووطی دیار ورکوب بحار وہو مع ذلک ثمرة الحدیث ولیس ثواب الفقیہ وعزہ اقل من ثواب

المحدث وعزہ۔ انتہی۔ یعنے بزاری رحمہ اللہ نے کتاب [illegible] میں امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہین کہ کوئی شخص محدث کامل نہین بنتا جب تک چار باتونکو ساتھ چار باتون کے ایسا لازم نہ سمجہے جیسے چار باتین چار باتونکو لازم ہین۔ اول یہ کہ تمام خبرون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع اون امور کے جنکو انہون نے جائز او ناجائز فرمایا۔ اور تمام خبرون صحابہ کرام کو مع مقدار اون صحابہ کے اور تمام خبرون تابعین کو مع حالات اون تابعین کے اور تمام علماء مجتہدین سلف کی خبرونکو مع تاریخ اونکی کی حاصل کرے اور ان چارون باتون کے ساتھ ان چارون باتونکو لازم نہ سمجہے کہ جن جن کے ذریعے جس قدر بھی وہ ہون وہ خبرین اور اونکے حالات اور تاریخی معاملات اس تک پہونچین اون سب کے نام معہ اونکی کنیتون اور مکانون کے معہ یادداشت زمانہ بیان اخبار اور حالات اون اپنے [illegible] کے اون لوگون سے حفظ کرلے اور یاد رکہے اور ان چارون باتون کو ان چارون باتون کے ساتھ ایسا لازم سمجہے جیسے خطبون کے ساتھ حمد وثنا لازم ہے اور خط وکتابت کے ساتھ دعا لازم ہے یا دعا کے ساتھ [illegible] لازم ہے اور سورتون کلام اللہ کیساتھ بسم اللہ لازم ہے اور نمازون کے ساتھ تکبیرین لازم ہین۔ اور ان پہلی باتون کے ساتھ یہ چار امر بھی ضروری سمجہے کہ ان اخبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخبار صحابہ مین کون کونسی خبرین یعنے حدیثین مسند ہین کس قدر مرسل ہین کتنی موقوف ہین کونسی مقطوع ہین اور ان امور مذکور کے ساتھ یہ چار امر بھی یاد کرے اور یاد رکہے کہ جس استاد سے یہ حدیث پہونچی ہے اوس نے اس حدیث کو اپنے استاد سے کس عمر مین سنی تہی اور اس سے کس عمر مین بیان کی

اور اوس استاد کے اُستاد نے کس عمر مین۔ علی ہذا القیاس لڑکپن کے زمانے مین کہ جو کم اعتبار کا وقت ہے یا بالغ ہونیکے زمانے مین کہ جو اعتبار کا زمانہ ہے جوانی کی حالت مین کہ جو کمال یادداشت کا زمانہ ہے۔ یا بڑھاپے کی حالت مین کہ سہو اور نسیان کا وقت ہے اور پھر یہ چار باتین بھی طرح دریافت رکہے کہ وقت بیان حدیث کے اُستاد کسی دوسرے کام مین مشغول تہا اور اوسکی طبیعت دوسری طرف متوجہ تہی یا فارغ البال تہا۔ اوسکے زمانہ بیان کرنے حدیث مین محتاجی اور غربت کی حالت تہی یا غنا اور بے احتیاجی کی۔ اور وہ اُستاد اور اوس اُستاد کے اُستاد کہان کے رہنے والے تہے پہاڑون کے یا دریاؤن کے یعنے اہل کشتی اور جہاز سے جنگل اور گاؤن کے یا شہرون کے۔ علی ہذا القیاس اور یہ بہی یاد رکہے کہ جبتک ورقون پر میرے اُستاد نے یا مین نے۔ یا اُستاد کے اُستاد نے نقل نکر لی تہی اوسوقت تک پتہر پر لکہکر یاد رکہی تہی یا ٹہیکرون یا کھال پہ یا بکری کی شانہ کی ہڈیون پر اور یہ بہی یاد رکہے کہ یہ حدیث اپنے سے ادنی درجہ کے آدمی سے باعتبار عمر وغیرہ کے پہونچی ہے۔ یا بلند درجہ سے یا اپنے ہم مثل سے یا اپنے باپ کے ہاتہہ کی لکہی ملی تہی مگر اسکا اعتبار جب ہے جب اپنے باپ کا خط بہی پہچانتا ہو اور یہ محنتین چار نیتون سے اپنے اوپر اُٹہاوے اللہ کی خوشنودگی کے واسطے عمل کرنیکی غرض سے طالب علمونکی سکہلانے کو اپنا ذکر خیر باقی رکہنے کی امید پہ مگر یہ سب امور جب کام آسکتے ہین جب چار باتین خود حاصل کرے اور چار باتین منجانب اللہ میسر ہون۔ علم کتابت۔ علم لغت۔ علم صرف۔ علم نحو۔ اور منجانب اللہ صحت اور تندرستی۔ قوت تحصیل علم۔ حرص تحصیل علم۔ قوت حافظہ۔ اتنے امور کے بعد اب اوسکو بیوی۔ بچے۔ مال۔ وطن کی طرف رجوع کرنا اگرچہ آسان ہوگا مگر ضرور چار بلاؤن مین مبتلا ہوگا۔ بوجہ مشغول رہنے کی علم و عمل مین۔ اور کم ہوئے اسباب دنیا کے اور متوجہ ہونے اہل دین کے اوسکی طرف دشمن شہا کرین گے دوست ملامت کرین گے۔ جاہل اسکو نشانہ طعن وتشنیع کا بناوین گے۔ اہل علم اسکے ساتھ حسد کرینگے مگر جب یہ سب مشقتین سہار لیگا اب یہ شخص جماعت محدثون مین داخل ہوکر ضرور چار باتون کے سبب سے دنیا مین اور چار باتون کے سبب سے آخرت مین ممتاز ہوگا۔ دنیا مین ہیبت الہی اور قناعت اور لذت علم اور زندگی دائم رہیگی اور آخرت مین اول شفاعت کریگا جنکے واسطے اپنے بہائیون مین سے

شفاعت کا ارادہ کرے دوم سایہ عرش کے ساتھ جس وقت کسیکا سایہ نہو سوم ساتھ پانی پلائے جانیکے حوض کوثر سے چہارم ساتھ تروس پیغمبر کے اعلی علیین میں لہذا امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر طالب علم یہ ساری مشقتیں نہ اٹھا سکے اوسکو لازم ہے کہ سفر دور دراز اور ان سب سختیوں سے بچکر اپنے گھر میں آرام سے بیٹھکر علم فقہ حاصل کرے کہ جو ثمرہ اور پھل حدیث کا ہے حالانکہ ثواب اور عزت فقیہ کی ثواب اور عزت محدث سے کچھ کم نہیں ہے۔ انتہے ترجمہ۔

اور ظاہر ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس قول سے کہ اگر طالب علم بغرض تحمل رنج کے ان مذکورہ سختیوں کے بیچ علم حدیث حاصل کرنے کی مشقت نہ اٹھا سکے تو اوسکو لازم ہے کہ علم فقہ کو لازم پکڑے یہی علم فقہ مراد ہے جو کتب فقہ میں باب باب اور فصل فصل کر کے جمع کردیا گیا ہے نہ وہ فقہ مصطلح فقہائے مجتہدین کہ جو نام جاننے تمام حدیث حلال و حرام کا ہے مع اونکی دلیلوں کے اسواسطے کہ یہ کام تو اوس فقیہ کا ہے جو مجتہد ہو اور مجتہد نہیں ہوتا جب تک محدث کامل نہو اور علاوہ دو باتوں کے جنکو امام بخاری رحمہ اللہ محدث کامل ہونے کے واسطے ضروری فرماتے ہیں اتنی باتیں اور حاصل نکرلے۔ اول علم قرآن مع اوسکے تمام معانی لغوی اور شرعی کے اور اوس کی تمام قسمیں عام خاص مفسر ماول ناسخ منسوخ جو بڑی بڑی کتب اصول میں مذکور ہیں۔ دوم علم تمام وجوہ قیاس کا اور یہ دونو امر اتنے مشکل ہیں کہ جس نے کتب اصول کو غور دیکھا ہے وہی خوب جانتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جو جانے وہ پہچانے یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ چونکہ اس منزل دشوار گذار سے واقف کار ہیں باہمہ شان علم و کمال کہ جنکے یحیی بن معین مزنی شاگرد امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد اور ابو عبداللہ ذہبی صاحب تذکرۃ الحفاظ رحمہم اللہ جیسے حفاظ حدیث دانی اور فقاہت کے مداح ہیں امام اعظم رحمہ اللہ کی شان میں

فرماتے ہیں کہ ماخالفتہ فی شئی قط الارایت مذہبہ الذی ذہب الیہ انجی فی الآخرۃ وکنت ربما

ملت الی الحدیث فکان ہو البصر بالحدیث منی۔ یعنے میں نے کبھی کسی بات میں امام اعظم رحمہ اللہ کی مخالفت نہیں کی مگر آخر کار یہی دیکھا کہ جس طرف امام اعظم رحمہ اللہ گئے ہیں یعنے جو آپکا مذہب تھا وہی مذہب زیادہ تر موجب نجات آخرت تھا اور بہت دفعہ میں نے حدیث کی طرف میلان کیا مگر آخر کار آپ ہی کو علم حدیث میں بہت بڑا صاحب بصارت پایا اسیوجہ سے مسعر بن کدام رحمہ اللہ

اُستاد اور دادا اُستاد امام بخاری رحمہ اللہ کے جنکا مختصر ذکر ہو چکا آپکی پیروی کرتے مین پھر ایسا
کون ہو سکتا ہے جو امام کے مقابلہ مین کسی حدیث کو خود تحقیق کرکر صحیح ضعیف کہہ سکے حضرت
اہل علم علمائی مجتہدین کا کسی صحیح حدیث پر عمل نکرنا خود دلیل اس امر کی ہے کہ یہ حدیث اونکے
نزدیک منسوخ ہے یا مخالف حکم قرآن کے ہے یا اور کوئی ایسی ہی وجہ ہے کیا امام بخاری
رحمہ اللہ کی اس قول کی جو فرماتے ہین کہ مین نے بہت سی صحیح حدیثون کو اپنی صحیح بخاری مین نقل
نہین کیا اور چھوڑ دیا علاوہ اس امر کے جو تم نے بیان کیا آپ کوئی اور وجہ بیان کرسکتے ہین
پھر کسی محدث کی کسی حدیث کو صحیح کہدینے سے تقلید ائمہ مجتہدین چھوڑنا گویا مجتہدون کو مخالف
جمہور فقہا اور محدثون کے علم حدیث سے ناواقف سمجھنا ہے اسیوجہ سے امام ابو عبد اللہ محمد
بن حاج مکی مالکی اپنی کتاب مدخل مین جو بغرض رد بدعات لکھی ہے تحریر فرماتے ہین کہ
امام بخاری و مسلم کے دادا اُستاد امام المحدثین عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے کہ السنۃ المتقدمۃ
من سنۃ اہل المدینۃ خیر من الحدیث یعنے وہ پرانی سنت جسکو علماء مدینہ سنت کہتے چلے
آئے ہین حدیث سے بہتر ہے کسواسطے کہ اون کا سنت کہنا باتفاق دلیل ہے اس امر کی کہ یہ
حدیث بمقابلہ اوس حدیث کے جس سے وہ اوس امر کو قدیم الایام سے سنت کہتے چلے آئے ہین
متروک ہے گو تفصیلی طور سے ان پچھلے لوگون کی وہ حدیث اول یاد نہ ہو یا یاد ہو تو بطریق
ضعیف یاد ہو اور امام بخاری ہی باب ما اجمع علیہ الحرمان باندہکر حجت ہونے اجماع یہ
حرمین والون کے بہت سی حدیثین نقل فرماتے ہین۔ اور اوسی مدخل مین ہے کہ امام دارالہجرت
سیدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث یعنے عمل علما
فقہا کا حدیث سے زیادہ مضبوط دلیل ہے اسواسطے کہ حدیث مین احتمال نسخ کا ہے اور فقہا
صحابہ اور فقہاء تابعین کا عمل مخالف اوس حدیث کی دلیل ہے اس امر کی کہ یہ عمل بموجب
حدیث غیر منسوخ کے ہے ورنہ اسکے کیا معنے کہ باوجود غایت درجہ متبع حدیث ہونے کے
وہی لوگ اوس حدیث کو نقل کرین اور اوسپر عمل نکرین۔ چنانچہ یہ قاعدہ مستمرہ فقہاء صحابہ
سے چلا آتا ہے۔ دیکھو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اگرچہ رکوع اور سجود کیوقت رفع یدین
کی کئی حدیثین منقول ہین مگر با اینہمہ حضرت عبد اللہ کا رفع یدین نکرنا اس امر کی دلیل صریح ہے کہ

رفع یدین انکے نزدیک منسوخ ہے۔ پہر ہر مجتہد فقیہ کا حدیث صحیح پر عمل نکرنا دلیل اس امر کی ہے کہ یہ حدیث اون کے نزدیک منسوخ ہے یا کسی اور قوی وجہ سے متروک ہے۔ کیا آپ حضرت عبد اللہ بن عباس جیسے فقیہہ صحابی یا حضرت صدیقہ جیسے فقیہہ یا حضرت عمرؓ جیسے فقیہہ رضے اللہ علیہم اجمعین ؓ پر حدیث صحیح پر عمل نکرنے کا اعتراض کر سکتے ہین خدا کے لیئے ایسا اعتراض کرکرا مان نہ کہو بیٹہنا۔ دیکہو ترمذی مین ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضے اللہ عنہما سے یہ حدیث صحیح بیان کی کہ الوضوء مما مسته النار یعنے از سر نو وضو کرنا لازم ہے اوس چیز کے استعمال سے جسکو آگ نے چہولیا ہو حضرت عبد اللہؓ نے اوسکو رد کر دیا اور فرمایا انتوضا من الدھن انتوضا من الحمیم یعنے کیا ہم تیل کے استعمال سے یا گرم پانی کے استعمال ہی از سر نو دوبارہ وضو کرینگے غرض یہ تہی کہ تم اس حدیث کا موقع محل ہم سے زیادہ نہین جانتے مسلم شریف مین ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کی یہ حدیث سنکر کہ مطلقہ بائنہ کے واسطے ایام عدت مین نان نفقہ اور مکان سکونت شوہر پر لازم نہین حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لا نترک کتاب ربنا ولا سنۃ نبینا لقول امراۃ لاندری حفظت ام نسیت۔ یعنے ایک عورت کے کہنے سے ہم حکم قرآن اور سنت نبی کو نہین چہوڑتے ہم نہین جانتے کہ یہ بات فاطمہ کو یاد ہے یا بہولکر روایت کرتی ہین۔ علی ہذا طحاوی شریف مین ہے کہ جب حضرت مغیرہ نے حضرت ابراہیمؒ تابعی کے سامنے حدیث حضرت وائلؓ کی نقل کی حضرت وائلؓ فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شروع نماز کے وقت اور رکوع مین جانے اور رکوع سے اوٹہنے کے وقت رفعیدین کرتے دیکہا تو حضرت ابراہیمؒ نے اس حدیث کا یہی جواب دیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پچاس دفعہ رسول اللہ کو دیکہا کہ علاوہ تکبیر تحریمہ کے کہین رفع یدین نہین فرماتے تہے پہر اگر وائلؓ نے ایک دفعہ دیکہا تو مقابلہ روایت عبد اللہ بن مسعود ہم اوسپر کیونکر عمل کر سکتے ہین۔

میان خود مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی معیار مین لکہتے ہین کہ بعض امامون کا بعض حدیثون کو ترک کرنا اونکی تحقیق کی فرع ہے کیونکہ اونہون نے اون احادیث کو قابل عمل نہ سمجہا مبرہ دعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اوسکے دیکہو مقدمہ سیوم معیار الحق مطبوعہ

مطبع صدیقی بریلی کے صفحہ ۱۹۶ کو ملاحظہ کیجئے پھر فرمایئے دوسرے محدثونکی تقلید سے جنکی دس
ہمیں حدیث بھی ایسی نہین جو ایک جماعت کثیر کی روایت سے بطور تواتر یا شہرت اون تک پہونچی
ہوں اور مفید یقین ہوں کہ بلاشبہہ یہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں ان
چاروں مذہبونکی کسی مجتہد کی کسی قول پر آپ کیونکر اعتراض کرسکتے ہیں حالانکہ ان چاروں
مجتہدونکی زمانوں تک یقینی طریقوں سے احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قول وفعل
صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کا بوجہ قرب زمانہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچنا تو ہر منصف شخص پر
ظاہر ہی ہے مگر یہ امر بھی ہر سمجھدار واقفکار پر خوب ظاہر ہے کہ جس کیفیت کے ساتھ مدون اور مسوت
مشہور کتابوں میں بطریق شہرت ان چاروں مذہبونکے مجتہدونکے اقوال مع بیان راجح مرجوح
وغیرہ امور ضروری آجتک نقل ہوتے چلے آئے ہیں اور کسی مجتہد کے اقوال مجتہدین صحابہ
اور اہلبیتؑ میں سے اور نیز مجتہدین تابعین سے منقول نظر نہیں آتے اسیوجہ سے انہیں
چاروں مجتہدوں میں سے ایک مجتہد کی تقلید پر بعد سنہ دو سوکے اتفاق امت ہو گیا
اور بوجہ اجماع امت یہ تقلید مرتبہ وجوب کو پہونچ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی مولانا شاہ ولی اللہ
علیہ الرحمۃ عقد الجید میں۔ اور یہی مضمون مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ تحفہ میں بجواب اعتراض
روافض تحریر فرماتے ہیں۔ عقد الجید کے باب تاکید الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ والتشدید فی
ترکہا میں ہے۔ اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا
کلہا مفسدۃ کبیرۃ ونحن نبین ذالک بوجوہ احدہا ان الامۃ قد اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف
فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذالک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی
التابعین وہکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذالک لان الشریعۃ
لا یعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل طبقۃ عن من قبلہا بالاتصال
ولابد فی الاستنباط من ان یعرف مذاہب المتقدمین لان لا یخرج من اقوالہم فیخرق الاجماع
ویبنی علیہا ویستعین فی ذالک بمن سبق لان جمیع الصناعات کالصرف والطب والنحو
والنجارۃ والصیاغۃ لم یتیسر لاحد الا بملازمۃ اہلہا وغیر ذالک نادر بعید لم یقع وان کان
فی العقل واذا تعین الاعتماد علی اقاویل السلف فلابد ان یکون اقوالہم التی یعتمد علیہا

مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ فی کتب مشہورۃ وان یکون مخدومۃ بتبیین الراجح من المرجوح من
محتملاتہا وتخصیص عمومہا فی بعض المواضع وجمع المختلف منہا وتبیین علل احکامہا والا
لم یصح الاعتماد علیہا ولیس مذہب فی ہذہ الازمنۃ المتاخرۃ بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب
الاربعۃ۔ یعنے بے شک بیچ لازم پکڑنے ان چارون مذہبون کی بہت بڑی مصلحت
ہے اور ان سے مونھ پھیرنے مین بہت بڑا فساد ہے چنانچہ کئی وجہ سے اس امر کو ہم بیان
کیے دیتے ہین۔ اول یہ ہے کہ تحقیق تمام امت کا اتفاق ہے اس امر پر کہ شریعت مین
پچھلے پہلون پر اعتماد کرتے ہین چنانچہ تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے
تابعین پر۔ علی ہذا القیاس پچھلے علماء نے انہون سے پہلے پر اور عقل اسبات کی بھلائی
پر دلالت ہی کرتی ہے اسواسطے کہ شریعت نہین معلوم ہوسکتی مگر ساتھ نقل کرنے پچھلون کے
پہلون سے اون حکمون صریح کو جن مین استنباط کی ضرورت نہین یا ساتھ
استنباط کے یعنے جو حکم صریح نہین ہے اوسکی علت قرآن اور حدیث سے نکال کر
جسکو قوت اجتہاد حاصل ہو وہ بیان کرے۔ اور نقل کرنا ممکن نہین ہے مگر اسطرح سے
کہ پچھلے پہلون سے بلا فاصلہ برابر بیان کرتے چلے آوین اور جن امور مین استنباط
کی ضرورت ہے اون مین استنباط کرنیوالے یعنے مجتہد کو یہ امر ضروری ہے کہ اوس معاملہ
مین پہلے مجتہدون کے تمام مذہبون کو جانتا ہو تاکہ اون سب کے قولون کے مخالف کوئی
قول نہ کر بیٹھے اور مخالفت اجماع مین نہ مبتلا ہوجاوے اور اونہین کے کسی قول
کے مطابق اپنے قول کو مع دلیل بنا کرے۔ اور اپنے پہلون سے اسمعاملہ مین مدد
لے اسواسطے کہ تمام صناعتین جیسے صرف طب شاعری آہنگری نجاری زرگری۔
آجتک کسی کو اوس فن کے استادون سے سیکھے بغیر نہین حاصل ہوئی اور بغیر
سیکھنے کے حاصل ہونا نادر ہے کہ آجتک نہین ہوا۔ گو عقل کے نزدیک جائز ہو اسواسطے
پہلون کے قولون کا کہ جنپر اعتماد کیا جاوے سندون صحیح کے ساتھ مروی ہونا اور
مشہور کتابون مین اون کا جمع ہونا اسطرح سے کہ جتنے احتمالات اون قولون کے ہین
راجح ہونے اور مرجوح ہونے سے اور بعض موقع پر عام کے خاص بنانے سے اور

مختلف قولون کے جمع کرنے اور علت حکمون کی بیان وغیرہ سے ضرور ہے۔ اور ہمین
تو اون قولون پر اعتماد کرنا صحیح نہ ہوگا اور ان پچھلے زمانون مین بجز ان چار مذہبون
کے اور کوئی مذہب کسی تابعی کا یا کسی صحابی کا نہین ان صفتون کے ساتھ موصوف ہو کہ ہمیشہ پایا
جاتا ہے کہ قابل اعتماد ہو انتہی۔ اور بعد اسکے اور کئی دلیلین بیان کی ہین اور تحفہ مین بجوا
کہ بدرستی اعتماد و بحکم عبارت یا باجماع شیعہ وسنی کسی از ائمہ تالیف و تصنیف کتاب در تاصیل
اصول و تفریع فروع ہیچ علمی نکردہ تا بکتابت او وفن مدون او استغنا واقع شود بلکہ روایات
مسائل و احکام در یاران ائمہ منتشر بودہ اند و قواعد استنباط و جزئیات مخفی و مستور ماندہ لا
مجتہدے بباید کہ آنہمہ روایات را جمع سازد و قواعد را تنقیح نمودہ جدا نویسد و آئین و رسم اجتہاد را بنیاد
نہد پس معلوم شد کہ چنانچہ نسبت مذہبی باما معنی ندارد ہمچنان اتباع امام نیز بلا واسطہ مجتہد
غیر مجتہد را امکان ندارد لہذا مقلد را در اتباع شریعت پیغمبر از توسط مجتہد ناگزیر است انتہی (خلاصہ ترجمہ)
یعنے چونکہ کسی امام اہلبیت کا کوئی مذہب مدون نہین پایا جاتا لہذا اوس امام کی پیروی بھی بغیر پیروی مجتہد کے
غیر ممکن ہے اور شیخ عبدالعظیم بن ملا فروخ مکی رحمۃ اللہ نے قول سدید مین اور ملا احمد معروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ
نے تفسیر احمدی مین اور علاوہ انکے جمہور محققین نے بھی ایسا ہی تحریر فرمایا ہے اسیواسطے علامہ ابن ہمام
وغیرہ محققین تحریر فرماتے ہین نقل الامام الرازی رحمہ اللہ اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ
بل یقلدون من بعدہم الذین وضعوا ودونوا یعنے جب صحابہ کا اور ائمہ اہلبیت کا کوئی مذہب مشہور اور مدون
کتابون مین نہین پایا جاتا علامہ رازی علیہ الرحمۃ اجماع محققون کا اس امر پر نقل فرماتے ہین کہ عوام الناس کو تقلید
صحابہ سے منع کرنا چاہیے بلکہ اون کو لازم ہے کہ اون پچھلے مجتہدون میں سے کسیکی تقلید کرین جنکے مذہب
مدون اور مشہور ہین اب آپ کسی حدیث کی کتاب کو دیکھکر کسی حدیث کو جو بطریق احاد خود اوس کے
مدلول تک پہونچی ہے نقل کرکے فرمائین کہ کسی مجتہد سے ان ائمہ مجتہدین مین سے کیونکر اعتراض کرسکتے
ہین اور مخالف اجماع اہلسنت والجماعت کے بغیر حاصل ہونے قوت اجتہاد یا کشف صحیح اور بلا ضرورت شاقہ

حاشیہ: ہان مگر صاحب کشف صحیح ولی کامل ہی کوئی عمل مخالف اپنے امام کے خود ہی کرسکتا ہے جب اوسپر عمل یقینی طور سے کھلجاوے
مگر اپنے مریدون کو موافق اوسکے مذہب ہی کے عمل کرنے کا حکم دیگا یہی وجہ ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ اور حضرت
مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ سے امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا منقول ہے مگر انکے حنفی مریدون مین سے کسیکا مخالف امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ کے [illegible] عمل نہین پایا جاتا چنانچہ میزان مطبوعہ اکمل المطابع دہلی کے صفحہ ٢٥ مین جو مضمون حضرت شیخ
عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا اوسکا بھی یہی مطلب ہے فرماتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ ولی بحسب چشمہ شریعت کہلا
[illegible] تو وہ تمام مذہبون کو برابر دیکھتا ہے اندرین صورت وہ ولی تقلید امام معین کا مرید کو کسطرح حکم کریگا تو اسکا جواب

معتبر ہو کہ جو محققین فقہا کے نزدیک[۱۱] معتبر ہو اپنے مذہب کے مجتہدوں کے مخالف کسی حدیث پر کسطرح عمل کر سکتے ہین البتہ ہر ایک ایسے مقلد کو جو حدیث کے مشہور کتابون پر حاوی ہو اور انہین محدثون کی تقلید سے صحت اور ضعف حدیثون پر واقف ہو جہان تک حکم عام[۱۲] یا حکم خاص کلام اللہ کی مخالفت لازم نہ آوے یہ امر ضرور ہے کہ جس مسئلے مین فقہاء مرجحین کے تصریح صحت اور قوت نہ پاوے اپنے مذہب کے مجتہد مستقل[۱۳] اور مجتہد منتسب[۱۴] اور مجتہد فی المذہب[۱۵] کے قولون سے جس قول کو موافق حکم اوس

---

۱۱ چنانچہ انتصار الحق مین ہمارے مولانا عمدۃ العلما زبدۃ الاصفیا استاذی مولانا ارشاد حسین صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہین دوسری وجہ وجوب تقلید شخصی کی یہ ہے کہ اکثر چیزوں مین تقلید مذکور علی الاطلاق کے حکم استقلال دیجاویگا تو ایسے فتنے اور فساد بین المسلمین برپا ہونگے کہ انسداد اون کا دشوار ہوگا اور فساد اور فتنہ بالغرض حرام ہے ساتھ نصوص قطعیہ الفتنۃ اشد من القتل والفتنۃ اکبر من القتل وغیرہ کی مثلاً کسی حنفی المذہب نے اپنی زوجہ کو چھوڑ کر سفر کیا اور مفقود الخبر ہوگیا دوسرے حنفی نے چاہا کہ مین اوس کی زوجہ سے نکاح کر لون پس بموجب تقلید امام مالک علیہ الرحمۃ کا کہ بعد چار برس کے بدون وقوع ضرورت شرعیہ کے بلا رجوع کے طرف قاضی مالکی المذہب کے اور استفسار حکم اوس کے نکاح کر لیا بعد اوس کے اوس کے زوج اول اوس کا آگیا تو غور کرو کہ وہ زوج ثانی کا بیچ باب نکاح زوجہ اپنی کے ساتھ تقلید امام مالک علیہ الرحمۃ کے کیونکر مقبول کریگا اور تا بہ دور قتل اور فساد مین کمی نہ کریگا اسواسطے فقہا حنفیہ لکھتے ہین کہ جب کہ بیکو ضرورت ایسے امر کی واقع ہو تو چاہیئے کہ قاضی مالکی کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ قاضی بوقوع ضرورت بحکم حکم اوس نکاح نافذ کرے اور کسیکو گنجایش منازعت اور سرتابی باقی نہ رہے اور فتنہ اور فساد برپا نہ ہو اور اگر قاضی مالکی نہو جو نہو تو بضرورت قاضی حنفی وغیرہ کو فتوی دینا اوپر مذہب امام مالک کے جائز ہے چنانچہ ایسا ہی شامی وغیرہ فقہا محققین نے تحریر فرمایا ہے ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ ۱۲ مثلاً امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مذہب حنفی مین مطلقاً قرأت یعنے الحمد اور سورت کا پڑھنا امام کے پیچھے وقت قرأت امام کے جائز مقتدی کو مستحسن ہے اور یہ قول موافق ہے ظاہر معنی بعض احادیث صحیحہ کے اور امام اعظم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے وقت قرأت سری و جہری امام کے مطلقاً خواہ الحمد ہو یا کوئی سورت یا دعا مکروہ تحریمی ہے اور یہ قول موافق ہے حکم عام قرآن کے اسواسطے کہ کلام مجید مین بلا خصوصیت اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے جب پڑھا جاوے قرآن تم کان لگا دو اور چپ رہو اگرچہ جمہور صحابہ کے نزدیک یہ حکم فقط مقتدی کے ساتھ مخصوص ہے لیکن لفظ آیت سے حکم عام ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون صاحب تفسیر مدارک تحریر فرماتے ہین اور یہی مضمون تفسیر بیضاوی وغیرہ مین ہے پھر یہ حکم آیہ عام رکھو یا خاص چونکہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر بموجب ظاہر معنی بعض احادیث کے عمل کرنے سے مخالفت حکم کلام اللہ لازم آتی ہے اور نیز بعض دوسری حدیثون کے لہذا ایسے قول کو واجب العمل نہ سمجھنا چاہیئے ہان اگر بلا مخالفت قرآن وہ قول موافق حدیث صحیح ہو اوسکو قوی جان کر واجب العمل سمجھنا بیشک موافق رائے فقہاء محققین کے ہے تاکہ حتی الوسع کبھی فقہاء اور محدثین مین سے مخالفت نہو اسی بنا پر مولانا ولی اللہ علیہ الرحمۃ عقد الجید مین یا انصاف مین اور مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین کہ جبتک اپنے امام کی تقلید نہ ٹوٹے دوسرے امام کی موافقت کر لینا اولی ہے مثلاً حنفی اگر مس ذکر سے احتیاطاً وضو کر لے تاکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بے وضو نہ رہے اور شافعی اگر خون بہجانے کے بعد وضو کرے تاکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بے وضو نہ رہے تو اولی ہے اسواسطے کہ کسی امام کے نزدیک وضو پر وضو کر لینا ممنوع نہین ہے بلکہ نور علی نور ہے ۱۲ ابو محمد محمد دیدار علی غفر اللہ ولوالدیہ ۱۳ عقد الجید مین مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ امام بغوی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہین کہ مجتہد مطلق وہ ہے جو پانچ قسم کے علم حاصل کر لے اول علم قرآن کا دوم علم حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یعنے قرآن کے معانی مضامین کو بھی جانتا ہو اور جو شرطین امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیئے ہین بموجب اونکے محدث بھی ہو اور پھر قرآن اور حدیث کو اسطرح جانتا ہو کہ (بقیہ حاشیہ دیکھو صفحہ آیندہ مین)

حدیث صحیح کے پاوے جسکے صحیح ماننے مین انہی محدثون مین سے کسی محدث کی تقلید کی ہے اور اوسکے علم صحت کو موافق اصول اور قواعد اپنے امام کے پا لیا ہے ضرور اوس قول کو قوی سمجھے اور اپنے زمانہ کے عرف اور تعامل اور آدمیونکی حالت کے موافق اوسپر عمل کرے یہی معنی ہین اون قول کے جو صاحب درمختار تحریر فرماتے ہین وقد ذکروا ان المجتہد المطلق فقد فقد واما المقید فعلی مراتب واما نحن فعلینا اتباع مارجحوہ وصححوہ کما لوافتوا فی حیاتہم فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح وقد یختلفون فی التصحیح قلت یعمل بمثل ما عملوا من اعتبار تغیرات العرف واحوال الناس وما ہو الارفق وما ظہر علیہ التعامل وما قوی وجہہ ولا یخلوا الوجود ممن یمیز ہذا حقیقۃ لا ظنا وعلی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷)

کہ کون سی آیت حدیث ناسخ ہے کون سی منسوخ ہے کون سی مفسر ہے کون سی مجمل ہے علی ہذا اباحت اور حرمت اور کراہت کے ثبوت کا کیا طریق ہے وجوب فرضیت استحباب کی ثبوت کا کیا طریق ہے قرآن کو حدیث سے مقدم رکھتے ہین یا حدیث کو قرآن پر مقدم رکھتے ہین اور وہ کون سی حدیث ہے جسکو قرآن پر مقدم رکھتے ہین۔ سوم علم تمام علمار سلف کے قولون کا اسطرح پر کہ کون سا قول اجماعی ہے کون سا مختلف فیہ ہے۔ چہارم علم لغت اور مقدر قرآن اور اون حدیثون کا جسکا تعلق احکام شرع کے ساتھ ہے۔ پنجم علم قیاس یعنے جب کوئی حکم صراحۃً قرآن یا حدیث یا اجماع سے نہ ملے اوس کو ان سے علۃ حکم ڈھونڈھکر نکالے اور ہر ایک پر اسکو ظاہر کردی اور صحابہ کرام اور تابعین اور فقہار امت مرحومہ کے قول اور فتوؤن کو بہی جانتا ہو تاکہ مخالف اجماع مرکب کے نہو جاوے اور باعتبار اختلاف محل موقعی حالات مختلفہ مختلف طور پر جو مقاصد کلام عربی سے سمجھے جاتے ہین اون کو بہی سمجھتا ہو اور جو ان مین سے کسی ایک نوع کو بہی نہ جانتا ہو وہ تقلید کرے گو کسی ایک امام کے مذہب مین پہلے امامون سے کتنا کمال اور تبحر رکہتا ہو۔ پہر اس سے آگے رافعی اور نووی وغیرہ بے شمار علما کی تصریح کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہین کہ یہ مجتہد مطلق جس کی تفسیر بیان ہو چکی اگر اصول مین بہی تصرف کرے جن کے موافق اجتہاد کرتا ہے اور اون آیت اور حدیثون اور آثار صحابہ کو بہی تلاش کرے کہ جنکے موافق پہلے علمانے فتوے دیئے ہین متعارض دلیلون مین سے ایک کو دوسرے دلیل سے پسند کرے تمام احتمالون جو کسی آیت یا حدیث مین ہون ایک کو ترجیح دے جن واقعات مین پہلون سے کوئی فتوا نہ پایا ہو اوس حکم کو ان آیت حدیثون سے نکالے جب تو وہ مجتہد مستقل ہے ۱۲ ۵۴ اور جو اصول مین اپنے شیخ مجتہد کی تقلید کرے اور اپنے شیخ مجتہد کی فتوؤن کے دلائل اونہین اصول کے موافق حاصل کرے اور بموجب اون اصول کے استنباط احکام پر قادر ہو وہ مجتہد منتسب کہا جاتا ہے ۱۲ ۵۵ جو اس سے مرتبے مین کم ہو کر اپنے امام کے احکام جانتا ہو جس مسئلہ مین اپنے امام کا قول نہ پاوے اونہین دلائل اور اصول کے موافق اس مسئلہ مین فتوی دے سکے وہ مجتہد فی المذہب کہتے ہین انتہی خلاصہ ترجمہ مانی العقد الجید ۱۲ -

صرح العلامة فی المیزان بسرج لمن یمیز العبارة ومنہ انتہی۔ یعنے محققین نے لکہا ہے کہ مجتہد مطلق تو بیشک مفقود ہوگئے مگر مجتہد مقید سات مرتبے کے جو مشہور ہین اونکے موافق ہوتے رہے ہین اور ہوتے ہین چنانچہ ہم جو ساتوین درجے کے ہین ہمارے اوپر یہی لازم ہے کہ مرجحین فقہا جس قول کو راجح اور صحیح لکہ گئے ہین جیسے وہ لکہہ گئے ہین اوسیکے موافق عمل کرین جیسے اونکی زندگی مین ہمپر اونکے فتوے کے موافق عمل کرنا لازم تہا ویسے ہی اب لازم ہے ہان جس قول کو وہ بلا ذکر صحت اور ترجیح چہوڑ گئے ہین یا وہ بعض قول جنکی صحت مین اونکو بہی اختلاف واقع ہوا ہے مثلاً بعض نے ایک قول کو راجح اور صحیح کہا ہے اور بعض آخرین نے دوسرے قول کو تو ہم کو اونہی کے طریق پر عمل کرنا ضرور ہوگا کہ بموجب حالات زمانی اور عرف اور تعامل اپنے زمانے کے جس قول کو مناسب زمانہ سمجہین اور جس قول کی دلیل قوی[1] ہو اوسی پر عمل کرین اور یہی معنی تہے اوس قول کے جو ہم نے لکہا تہا کہ مین مذہب کا مقلد ہون سو آپکا یہ فرمانا کہ اس قول سے ہمارا مدعا ثابت ہوگیا آپ کا دل خوش کرلینا ہے ورنہ میری مراد یہی تہی کہ موافق اتفاق سواد اعظم کے مذہب کا مقلد ہون جسکی کیفیت پہلے بہی مین عرض کرچکا تہا اور اب تو خوب ہی واضح کرکے بیان کردی گئی باین ہمہ آپ کا مجہکو اپنی جماعت قلیل مین شریک کرلینا یہ آپ ہی کا کام ہے رہا مسئلہ امکان کذب سو اول تو حضرت یہ نیا مسئلہ آپہی کے مولویون مین سے مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنی کتاب صیانۃ الایمان مین لکہا تہا حنفی تو بفضلہ تعالی اس بات کے بہی قائل نہین کہ خداوند کریم سے خلف وعید یعنے عذاب کے وعدہ مین بہی مخالفت ممکن ہے ہان بعض مشائخ اشعریہ شافعیون مین سے اس امر کے قائل ہین مگر وہ خلف وعید یعنے عذاب کا وعدہ کرکے عذاب نکرنے کو کذب نہین سمجہتے بلکہ وہ اس امر کو عفو وکرم سمجہتے ہین کہ یہ نیک اور بہلی صفت ہے اور ثواب کا وعدہ کرکے اوسکے

---

[1] دلیل قوی سے یہان یہ مراد نہین ہے کہ خود اوس دلیل کی قوت اور ضعف بیان کرنے پر قادر ہو بلکہ یہان مراد اتنی ہی ہے کہ جس دلیل کو محدثین اور فقہا نے قوی لکہا ہے اوسکے مطابق جس مسئلہ کو پاوے اوسکو قوی سمجہے۔ جسکو اونہون نے ضعیف لکہا ہے اونکی تقلید سے جس مسئلہ کو اوسکے مطابق پاوے اوسکو ضعیف سمجہے اسواسطے کہ خود دلیل کو قوی ضعیف کہنا یہ کام مجتہد مستقل یا مجتہد فی المذہب کا ہے نہ کہ ساتوین درجے کے مجتہدون کا جو فی الواقع مقلد محض ہین۔ چنانچہ شامی در مختار کے شرح مین تحریر فرماتے ہین قولہ باقوی وجہ ای دلیلہ الحاصل لا المستحصل لانہ رتبۃ المجتہد۔ ١٢۔ م عفا اللہ ولوالدیہ۔

مخالف کرنا تو ذات خداوند کریم سے سبکے نزدیک باتفاق محال اور غیر ممکن ہے مہر مسئلہ امکان کذب کو
معاندون سے خصوصاً حنفیہ سے کیا علاقہ دیکھو نظم الفرائد مین ہے ذہب مشایخ الحنفیۃ الی انہ یمتنع
تخلف الوعید کما یمتنع تخلف الوعد کما فی العمدۃ للامام النسفی والشرح الکبیر للامام اللقانی وشرح الفقہ
الاکبر للشیخ علی القاری وذہب المشایخ من الاشعریۃ الی ان العقاب عدل اوعدبہ العاصی ولہ ان یعفو عنہ
لان الخلف فی الوعید لا یعد نقصاً کما فی المواقف وشرحہ الشریفی والتفسیر الوسیط للامام الواحدی و
شرح الجوہرۃ للامام اللقانی - اور یہی مضمون شرح عقائد نسفی کا ہے اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ
تو تفسیر آیۃ کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ مین ان سب کو اسطرح تحریر فرماتے ہین یعنی ہرگز خلاف
نخواہد کرد این عہد خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی ابدی است و کذب در کلام نقصانیست عظیم کہ
ہرگز بصفات او راہ نمی یابد و آنچہ بعضے از ظاہر بینان گفتہ اند کہ خلاف در وعید نقصانست
و در وعید بدکرم و لطف است مبنی است بر قیاس غائب بر شاہد در حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب
و نقصانست و خلاف خبر مطلقاً نقصانست خواہ نیک باشد خواہ بد زیرا کہ لطف و کرم او تعالی را ھماں
بسیار دارد جائز است کہ بعد لطف و کرم ہم نماید و خلف در وعید ہم نکند بخلاف آدمیان کہ بسبب
عجز البشری بغیر از خلف در وعید ایشان لطف و کرم کردن ممکن نمیشود و پس در حق ایشان خلف در وعید
بہ ترجیح نقصانے بر نقصانیست کہ اشد از نقصان اولست و در حق او تعالی نقصانے محض است
بے حاجت تکمیل فافہم - یعنی اللہ جلشانہ کبھی اپنے وعید کے مخالف نہین کرنیکا اسواسطے کہ اوسکی
خبرین اور اوسکا کلام سب ازلی ابدی ہے اور اوسکے کلام مین جھوٹ بہت بڑا نقصان ہے اور وہ جو بعض
ظاہر بینون کا قول ہے کہ عذاب کے وعدہ مین مخالفت کرنا جھوٹ نہین بلکہ یہ لطف و کرم ہے سو یہ بسم

مسئلہ مشایخ حنفیہ کا یہ مسلک ہے کہ جس طرح ثواب کا وعدہ کرکے اوس کی مخالفت خداوند کریم سے
ممتنع ہے اسیطرح عذاب کا وعدہ کرکے اوسکی مخالفت کرنا بھی ذات پاک خداوند کریم سے غیر ممکن اور ممتنع ہے چنانچہ
امام نسفی کی کتاب عمدہ مین اور امام لقانی کی شرح کبیر مین اور شیخ علی قاری کی شرح فقہ اکبر مین ایسا ہی ہے اور بعض مشایخ
اشعریون مین سے ایسا فرماتے ہین کہ عذاب کرنا مقتضائے عدالت کا ہے اسیوجہ سے گنہگارون سے وعدہ عذاب کا
کیا ہے مگر اگر وہ معاف کرنا چاہے معاف کرسکتا ہے اسواسطے کہ عذاب کے وعدے مین مخالف وعدہ کرنا موجب نقصان نہین
ہے جیسا کہ ایسا ہی مواقف و شرح مواقف اور تفسیر وسیط امام واحدی مین ہے اور ایسا ہی شرح جوہرہ امام لقانی مین ہے

انسان کی شان ہے کہ وہ بغیر مخالفت وعدہ کرم کر نہین سکتا اور وہ قادر مطلق بلا مخالفت وعدہ
کرم کر سکتا ہے۔ خلاصہ مطلب شاہ صاحب کا یہ ہے کہ بعض اشعریون نے بلحاظ اون آیتون حدیثونکے
جس مین علاوہ شرک کے تمام گناہونکے بخشدینکا وعدہ بموجب مشیت کے ہے جو یہ کہا ہے کہ عذاب
کا وعدہ کرکے عذاب نکرنا جھوٹ نہین کہلایا جاتا بلکہ اوسکو کرم اور عفو کہتے ہین اور کرم اور عفو وہ
صفت کمال ہین جنکے ساتہ خداوند کریم ہمیشہ موصوف ہے۔ یہ قول ہی ضعیف ہے چنانچہ حنفی انکی
جواب مین فرماتے ہین کہ جب تمام خبرین اللہ کے کلام ازلی الہی ہین لامحالہ عذاب کے وعدہ کی
آیتون کے ساتہ ہی ہرتبہ علم اللہ مین بخشش کے وعدے کی آیتون کو ماننا ضروری ہے لہذا جب اللہ
نے آیہ کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء مین یہ وعدہ کرم کا کرلیا
کہ سوا شرک کے جس گناہ کو ہم چاہین گے بخشدینگے بلاشبہہ تمام عذاب کے وعدکی آیتون کے
علی ہذا القیاس ایسی حدیثون کی کہ جو وحی غیر متلو کہلائی جاتی ہین یہی معنی ہوے کہ جس نے
مومن کو قصدا قتل کیا اوسکا بدلا ہمیشہ جہنم مین رہنا ہے اگر اللہ اوسکے گناہ کو بخشنا نہ چاہے
ورنہ بخشے اور جو کوئی برا عمل کرے گا اوسکا بدلہ دیا جاوے گا اگر اللہ اوسکو نہ بخشے اور بخشنا
نہ چاہے علی ہذا القیاس اندرینصورت جب عذاب کے وعدے کے ساتہ ہی یہ فرمادیا کہ یہ
وعدہ حتمی نہین ہے بلکہ اگر ہم چاہین گے یہ عذاب کرین گے اور اگر چاہین گے بخشدینگے
اگر بخشدیا اور عذاب نکیا خلف وعید کہان لازم آیا پہر کیا ضرور ہے کہ خلف وعید کو کرم
اور عفو قرار دیکر خدا پر تجویز کیا جاوے۔ اسی وجہ سے اون بعض اشعریون کو مولانا شاہ
عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے ظاہر بین قرار دیا ہے۔ اور علامہ شیخ زادہ علیہ الرحمہ اس مذہب کے
ضعیف ہونے پر یہ قول علامہ رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر سے نظم الفرائد مین نقل کیا ہے۔

واذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحة
ومعلوم ان فتح ہذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتہی بلفظہ۔ یعنے جب
بغرض اظہار شان عفو وکرم وعدہ عذاب کا کرکے اوسکے مخالف کرنا جائز سمجہا جاوے گا تو پہر یہی
کہہ سکین گے کہ بعض قصے اور خبرونکو بہی اللہ نے بغرض کسی مصلحت کے مخالف واقعہ کے بیان
کردیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ اور ایسے قولون سے قرآن مجید بلکہ ساری شریعت پر جو طعن وارد ہونگے

وہ سب جانتے ہین فقط پھر نہج حنفی شافعی اشعریہ ماتریدیہ کیسکے ضعیف بلکہ اضعف قول نے بھی بات ثابت نہین ہوتی کہ جس امر پر جھوٹ اور کذب کا اطلاق کرین اوس امر کو ذات خداوند کریم سے ممکن بھی سمجھین اسواسطے کہ جب کذب ممکن ہوگا تو ضرور ہے کہ خدا سے زوال صدق بھی ممکن ہوگا اور جو اور جو صفت زائل ہوسکے وہ صفت حادث ہوتی ہے اور خدا تعالی حادث صفتون سے پاک ہے جو کوئی اونکے واسطے صفت حادث ثابت کرے وہ مسلمان نہین۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسئلہ امکان کذب کا ان نئے مدرسین دیوبند مین پہیلا اور مولوی خلیل احمد کے قلم سے ہی بمقابلہ مولانا عبد السمیع صاحب مرحوم و مغفور رسالہ براہین قاطعہ مین نکل گیا اور غالبًا بن سوچے سمجھے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی اوسپر تقریظ لکھہ ڈالی اور پھر سکو بات کی تہہ تک پہونچی مولوی عثمان صاحب بن قاری رحیم بخش صاحب ساکن فیروزپور جہرکہ مولوی سید احمد صاحب مدرس دوم مدرسہ دیوبند سے جو یہ مسئلہ دریافت کیا گیا اونہون نے تو اوسکے جواب مین یہہ عبارت تحریر فرمائی تہی بجنسہ مولوی عثمان نے جو نقل کرادی تہی اوسکے مطابق نقل کیجاتی ہے (ذات جناب باری سے امکان کذب ممتنع بالذات اور قدرت ممتنع للجہات ان دونون مین منافات سمجہنا عقل کی کوتاہی اور ایمان کی تباہی) غالبًا یہ سب مدرسین حال مدرسہ دیوبند مولوی صاحب ممدوح کے تو شاگرد ہی ہونگے مگر اب تو حضرت مولویان دیوبند کے نزدیک وہ مولوی محمد قاسم صاحب جنکو تمام علماء دیوبند اور سہارنپور اور گنگوہ اور نانوتہ اور دہلی وغیرہ بالاتفاق اپنا پیشوا اور بہت بڑا محقق جامع شریعت و طریقت مانتے تہے اون کی تحقیقات کو سب سر اور آنکھون پر رکھتے تہے وہ بھی کچھہ نرہے اون کے مخالف بھی کئی مسئلے جاری کردیئے۔ دیکھو لطائف قاسمیہ مین جمعہ کے بعد چار فرض احتیاطًا پڑہنے کے بارے مین جو اونہون نے مولوی عبد السلام کو خط لکھا ہے اوس مین کیا کیا دلائل بیان کیئے ہین اور کس شد و مد سے لکھا ہے اور یہ حال کے مدرس اب کس زور شور سے اوس احتیاط الظہر کی ممانعت کررہے ہین۔ اور اوسی خط مین ہے کہ جو لوگ دیہات مین جمعہ پڑہ لیتے ہین اونسے بھی دست بگریبان نہ ہونا چاہیئے اور یہ لوگ جو ایسے گاؤن مین جمعہ پڑہنے والے ہین کہ جنپر شہر کی تعریف آخر صادق آتی ہے اون سے بھی کسدرجہ دست بگریبان ہورہے ہین اور اس مسئلہ

امکان کذب مین بہی یہ لوگ اون کی مخالف ہی معلوم ہوتے ہین اسواسطے کہ اون کے ان دو مجلون سے جو انہون نے تصفیہ العقائد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی مین بجواب سرسید احمد خان بہادر تحریر فرمائے ہین اون کا مسلک تو موافق جمہور اہلسنت ہی معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ بہ نسبت انسان کے جو عاجز ہے اگرچہ کذب یعنے جہوٹ بولنے کو بعض موقعون پر لغو بعض موقعون پر نیک داخل حسنات بعض موقعون پر قبیح اوس کتاب کے جواب پانزدہم مین لکہا ہے مگر خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تو صفحہ ۸ مین یہی لکہا ہے کلام خدا ندی اور کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے خلاف حقیقت اور مخالف واقع نہین ہوسکتا ایسے ہی حقیقت واقع دریافت کرنے کی صورت اس سے بہتر نہین کہ کلام خدا اور رسول کی طرف رجوع کیا جاوے اور پہر صفحہ ۳۲ سطر ۱۵ اوسی کتاب مین لکہا ہے ہان اگر خدا اور رسول کی طرف جہوٹ بولنے کا احتمال ہو تو البتہ ایسے تامل کی گنجائش ہے۔ انتہے بحمد اللہ الحاجہ علی ہذا اقتباس رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مین جو ان مسئلون کی متعلق جامع شریعت وطریقت علم الہدی مولانا حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے فیصلہ لکہہ بہیجا تہا اوسکی بہی مخالفت جب ان دیوبند کے مدرسین حال سے مشہور ہے باوجودیکہ حاجی صاحب ممدوح انکے اور ایک زمانے کے مسلم الثبوت پیشوا تہے۔ پہر اگر یہ ایسے علما مخالف جمہور اہل اسلام امکان کذب کے قائل ہوجاوین اون کا قول جمہور اہلسنت موجب طعن نہین ہوسکتا جو کوئی مخالف جمہور قول کرے گا اوسکا قول گمراہی سمجہا جاویگا اور اس امر مین زیادہ تحقیق مد نظر ہے تو ہمارے اس رسالہ اکردزہ کو فرصت سے دیکہنا۔ مگراب پہلے مجاویہ تو بتادو کہ کتب فقہ مین اس ولیس کو یعنی جو کا نو کا نو بولتا ہے جو پالیڈ کی چڑیا کے بچے وغیرہ کو چہوٹے بڑے آدمیون کے ہاتہ سے ٹکڑے وغیرہ کو اوڑتا ہوا اچک لیجاتا ہے کون سی فقہ کی کتاب مین حلال لکہا ہے حضرت من تمام فقہ کی کتابون مین اول یہ کلیہ لکہا ہے کہ ذوناب اور ذومخلب یعنے دانت والے اور پنجہ دار جانورون مین سے جو شکاری جانور ہین وہ سب حرام ہین چنانچہ ہدایہ مین ہو یہ حدیث نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل کل ذی مخلب من الطیور وکل ذی ناب من السباع دلیل حرام ہونے پنجہ دار اور دانت والے شکاری جانورونکی

نقل کی ہے اوسکی شرح مین صاحب غایۃ البیان تحریر فرماتے ہین مختصار لتقریر الحدیث کانہ قال

نہی عن کل ذی مخلب من سباع الطیر ونہی عن کل ذی ناب من السباع فیکون المحرم بہذا الحدیث

کل ذی مخلب من سباع الطیر لا کل طیر لہ مخلب یعنے یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ہر ایک پنجے دار پرندا ور دانت والے کو حرام فرمایا ہے اوسکے آخر مین چونکہ قید درندہ

کی لگا دی ہے لہذا مراد حدیث مین وہ پنجہ دار پرند اور دانت والے ہین جو شکاری ہین نہ کہ کل

پنجہ دار پرند اور دانت والے جانور اور من السباع کی قید جو حدیث مین ہے اوسکی شرح مین

صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہین والسبع کل مختطف منتہب جارح قاتل عاد عادۃ یعنے سبع کی

جمع سباع ہے اور ترجمہ اردو مین شکاری یا درندہ ہے اون جانورون کو کہتے ہین جو اوڑا کے

مثل چیل کوون کے لوگون سے گوشت روٹی وغیرہ چیزونکو اور مثل چہہا مینڈکی چڑیا کے

بچے وغیرہ چہوٹے یا ایسے بڑے جانورونکو ایک لیجاوین یا مثل بلی کتے کے لوگون سے بعض

چیزون کو چہین لین زخمی کر دین دوسرے جان دارون کو جان سے مار ڈالین حملہ کرین

اور یہ ہمارے معاملے سکہائے ہوئے نہین بلکہ بمقتضای عادت اون سے سرزد ہون اب

وہ جانور جو اُچک کر لیجانیوالے شکاری ہین چونکہ دو قسم کے تہے ایک وہ جو اوڑتے ہوئے پنجے

اُچک لے جاوین جیسے چیل شکرہ باز لہذا اون کو الگ اسطرح سے بیان کر دیا

وذو المخلب طائر یختطف بالمخلب یعنے پنجے کش وہ جانور ہین جو پنجے سے اُچک کر لیجاوین

اور ایک وہ جو چونچ سے گوشت وغیرہ چیزون کو مردار جانورونکے گوشت کو اپنے سے

چہوٹے جانور جیسے چہیا چڑیا کے بچے مرغی کے بچے مینڈک مینڈکی وغیرہ کو اوڑتے

ہوئے اُچک لیجاوین اور پنجے سے دبا دبا کر کہاوین جیسے یہ دیسی کوا یا بن دبائے چونچ سے ہی

کہاتے رہین یا ثابت ہی مردار کے پائے وغیرہ نگل جاوین جیسے گدھ ڈہینک الو چہپکا

چمگادڑ لہذا اس خیال سے کہ کہین اوس قید اتفاقی سے جو بعض فقہا نے ذو مخلب کی تعریف

مین مثل شارح وقایہ کے پنجے سے اُچکنے کے لگا دی ہے ان شکاری جانورون کو کوئی غیر

شکاری نہ سمجہ جاوے الگ بالتصریح شکاری کر کے بیان کر دیا کما فی چلپی حاشیہ شرح

الوقایۃ اعلم ان الغراب اربعۃ انواع نوع یاکل الحبوب فقط یقال لہ غراب الزرع کما سیاتی

فہو حلال اتفاقاً لانہ لیس من سباع الطیور ولا یاکل الجیف[1] ونوع یاکل الحب فہو حرام اتفاقاً ونوع

معدودۃ من سباع الطیر فہو حرام اتفاقاً ایضاً ونوع یجمع بین الحب والجیفۃ وہو حلال

عند الاعظم رحمہ اللہ وہو العقعق الذی یقال لہ بالفارسیۃ عکہ لانہ کالدجاجۃ وعن الثانی انہ یکرہ[2]

یعنے تحقیق کوے کی چار قسم ہین ایک وہ جو فقط دانہ کہاتا ہے اور اوسکو دشتی کوا کہتے ہین وہ
بالاتفاق سبکے نزدیک حلال ہے۔ دوسرا وہ جو فقط مردار سڑا ہوا گوشت کہاتا ہے وہ بالاتفاق
سب کے نزدیک حرام ہے۔ تیسرا وہ جو شکاری پرندون مین شمار کیا جاتا ہے وہ بہی اتفاقاً
سبکے نزدیک حرام ہے۔ چوتہا وہ جو مردار سڑا ہوا گوشت اور دانہ دونون کو کہاتا ہے وہ امام اعظم
رحمہ اللہ کے نزدیک حلال ہے اوسکا نام عقعق ہے اوسکو فارسی مین عکہ کہتے ہین اسواسطے
کہ وہ مثل مرغی کے ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ مکروہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ
کوون مین بہی دیسی کوا شکاری ہے جو چوہیا۔ گلہری کے۔ مرغی کے۔ چڑیا کے بچون کو شکار
کرتا ہے۔ علاوہ اس کے اگر کوئی کوا ایسا نہین ہوتا ہو جو پنجے سے چیل کی طرح شکار کرتا ہو
اور شکاری بہی اوسیکو کہتے ہون جو پنجے سے اُچکے تو اس کوے کی حلت کا فتوی دینے والے
بشہادت کتب معتبرہ بتلادین اور پہر روایت قاضیخان فکان الاصل عندہ ان ماخلط
النجاسۃ بشئی آخر کالدجاجۃ لاباس بہ کو مقابل مین لیکر آوین۔ علاوہ برین پہلے اپنے
بزرگون کی تحقیقات کو تو دیکہہ لین جناب مولانا شاہ اہل اللہ صاحب قدس سرہ برادر
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ محدث دہلوی ترجمہ کنز الدقائق مین جسکا اردو
ترجمہ مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی مرحوم برادر مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے مسمے باحسن المسائل کیا ہے اسطرح تحریر
فرماتے ہین جو کوا کہیتی کہاتا ہے اور ناپاکی نہین کہاتا حلال ہے مگر جو کوا ابلق کہ مردار

---

[1] غیاث اللغات مین ہے جیف بکسر اول و فتح دوم جمع جیفہ کہ بمعنی حیوان مردہ بو گرفتہ است از صراح و جیفہ بالکسر حیوان مردار بو گرفتہ از منتخب و لطائف و کنز اسیواسطے ترجمہ مین جیفہ کے معنی سڑے ہوئے گوشت کے کیئے گئے ہین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی علیہ۔

[2] پس امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قاعدہ ٹہیرا کہ جو جانور نجاست کو دوسری چیز کے ساتھ ملاکر کہاوے اوسکا کچہہ ڈر نہین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی علیہ۔

کہاتا ہے حرام ہے اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر دنکے سفید ہوتا ہے اسکا کہانا حرام ہے فقط اور فائدہ ترجمہ آیہ احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح کے آخر آیت ان اللہ سریع الحساب کے ترجمہ اردو کے آگے جو ایک کا ہندسہ دیکر موضح القرآن سے حاشیہ صفحہ ۱۴۳ قرآن مترجم بترجمتین مطبوعہ مطبع ہاشمی ۱۲۸۶ھ مین لکہا ہے اوس مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ حضرت نے جو چیزین منع فرمائین معلوم ہوا کہ وہ ستہری نہین جیسے پہاڑنے والا جانور چوپایہ یا پرند مثلاً شیر چیتا باز چیل اور اسی مین داخل ہوئے مردار خوار سارے کوا[۱] وغیرہ الخ۔ پہر آپنے اون بعض علماء دیوبند کے کوّے کہا لینے پر کہ جنہون نے فقط نجاست اور دانہ ملاکر کہانے والے جانورون پر مثل عقعق مرغی کے قیاس کرکے اس دیسی کوّے کو حلال کرلیا نہ اوس کے مردار خوار ہونے پر نگاہ ڈالی نہ شکاری ہونے کی طرف دیکہا نہ فاسق ہونے کا خیال کیا نہ اپنے ملک تمام ہندوستان کے بزرگون کی تحقیق کو مد نظر رکہا حنفیت کو کیسے منحصر کردیا۔ حضرت من اس دیسی کوّے فاسق مردار خوار شکاری کو تو تمام کتب فقہ مین حرام لکہا ہے اور جو کوا مختلف فیہ ہے جو فقط نجاست اور دانہ مثل مرغی کے ملاکر کہاتا ہے اوسکو عربی مین عقعق فارسی مین عکہ کہتے ہین اور اردو مین مہوکا کہتی ہین اوسیکو مالابدہ مین مکروہ لکہا ہے چنانچہ مالابدہ کی کتاب التقوی مین ہے وزاغ کہ دانہ ونجاست ہردو میخورد مکروہ است اوسکی نسبت صاحب غایۃ الاوطار کوّے ابلق اور کالے کی تین قسم بیان کرکے آخر مین فرماتے ہین تیسری قسم کا وہ کوا ہے جو کبہی نجاست کہاتا ہے کبہی

---

[۱] حالانکہ ابن ماجہ شریف مین حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت قاسمؒ اور زرقانی مین حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے حاشیہ زیلعی مسمی لشلبی مین حضرت عروہؓ سے باتفاق یہ مضمون جامع مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا من یاکل الغراب وقد سماہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسقا یعنے جب آنحضرت صلی اللہ نے کوے کو فاسق فرمادیا پہر کون کوّے کو کہاسکتا ہے۔ اور عمدۃ القاری مین علامہ عینی کا اور فتح الباری مین ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالی کا قول ہے کہ باتفاق علماء عقعق اور غراب الزرع یعنے مہوکا اور دشتی کوّے کے سوا جسکے پنجے اور چونچ سرخ ہوتے ہین سب کوّے غراب البقع کے حکم مین داخل ہین: باتفاق حرام ہے ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ۔

[۲] چنانچہ ابن ماجہ مین ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس کوّے کو فاسق فرماکر فرماتے ہین واللہ ما ہو من الطیبات ۱۲

دانہ کہا تا ہے - وہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تحریمی اور امام کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور اس امر کے اور زیادہ تحقیق منظور ہو تو رسالہ قول الصواب اور رسالہ زیغ زاغ کو لیجے اور ملاحظہ کیجیے اور اب اصل مدعا کی طرف توجہ فرمائیے اور اب بہی کوئی شبہہ باقی ہے تو بیان کیجے۔

محمدی —— مولانا جزاک اللہ یون ہٹ دہرمی کا تو ذکر نہین جیسا ہماری جماعت قلیل کا تھا ہے ورنہ یہ بات کی اسوقت تو میری پوری تشفی ہو گئی - مین تو آپ کو معمولی آدمی سمجہے ہوا تہا مگر آپ کی تحقیق سنکر تو آنکہین کہل گیئن اور بومین مثل اپنے ہم مشربون کے اپنے آپکو بڑا محقق سمجہتا تہا اوس کی کیفیت معلوم ہو گئی - اب مین دو روز کی اجازت چاہتا ہون کہ اس مدت مین رسالہ قول الصواب اور زیغ زاغ کو بہی دیکہہ لون گا - اور یہ تحقیق تقلید کی جو آپنے لکہوادی ہے اسکو بہی اپنے ہم مشرب مولویون کے ساتہ ملکر دیکہون گا تا کہ اور کوئی شبہہ پیدا ہو تو اوسکو بہی آپ سے رفع کر لون اور پہر اطمینان سے توبہ کر دون اور شاید میرے ساتہ اور بہی دو چار اس طریق سے توبہ کر لین - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مقلد وعلیکم السلام - مولوی صاحب اسکا مضائقہ نہین مگر دیکہو کہین ایسا نہو کہ آپ بلحاظ اپنے ہم مشربون کے چہپ بیٹہو اور نہ آؤ - کہو تو مین ہی پرسون آپکے مکان پر حاضر ہون خدا کرے آپ اسی انصاف پر قائم رہین -

محمدی —— مولانا اب ایسا نہین ہو سکتا - انشاء اللہ مین ہی ضرور حاضر ہونگا اب آپکی تقریر میرے دل مین کہب گئی ہے - والسلام علیک -

محمدی السلام علیکم -

مقلد وعلیکم السلام - ورحمۃ اللہ - فرمائیے کوئی اور شبہ تو نہین پیدا ہوا - اور اون دونون رسالون کو کیسا پایا -

محمدی مولانا ماشاء اللہ رسالہ یکر ورزہ تو آپ نے خوب ہی بلا تعصب انصاف کے ساتہ لکہا ہے اور یہ تقریر جو آپ نے مجکو لکہوادی یہ کیا کم کچہ کم ہے - مین یقین کرتا ہون کہ

علماء گنگوہ اور دیوبند بھی اگر اسکو دیکھ لین گے اور میدان انصاف مین ذرہ بھی قدم رکھتے ہونگے اپنی بات کی پچ اور اپنے سخن کا پاس چھوڑ دین گے اور بجز پاس سخن حق یہ ہے کہ غالبًا اون کا امکان کذب کا ہرگز عقیدہ بھی نہوگا۔ اور رسالہ قول الصواب اور زیغ ناغ بھی فی الواقع اسم بامسمی قول الصواب اور زیغ ناغ بھی ہے اور نساغ تھوری ہے مین نے سنا ہے کہ اب خود دیوبندی گنگوہی بھی اپنے دلون میں شرمندہ ہین ورنہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے رسالہ زیغ ناغ اور قول الصواب کا کچھہ تو جواب دیتے مگر کیا کرین اب جو بات مونہ سے نکل گئی وہ کسطرح لوٹے مگر غضب ہے کہ بعضے مرید سید ہے سادے تو اوسکو ایمان سمجھہ لیتے ہین چنانچہ مولوی حسن صاحب بن مولوی محمد مرید صاحب غفور تو میوات مین اسقدر جو کوّے کہانے کی ترغیب دے رہے ہین کہ گویا بغیر اسکے کہانے کے مسلمان ہی نہین نعوذ باللہ ایسے لوگ حنفیون کو بدنام کرتے ہین۔ اور یہ دلیلین تقلید کی جو آپ نے بیان کی یہ بھی لاجواب ہی ہین مگر باینہمہ اسکی کیا وجہ ہے کہ جب ان چارون امامون کے کل اقوال معہ بیان راجح مرجوح وغیرہ امور ضروری منقول چلی آتی ہین اور انہین مین سے کسی ایک امام کی تقلید پر سواد اعظم امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اتفاق بھی ہوگیا پھر مقلدین امام اعظم رحمہ اللہ بعض قول غیر امام کے کیون نہین عمل کرتے دیکھو فتاوا عالمگیری مین ہے دفی نوادر داؤد بن رشید عن محمد رحمہ اللہ فی رجل لیس بفقیہ ابتلی بنازلتہ فی امراۃ فسال عنہا فقیہا فافتاہ بامر من تحلیل او تحریم فعزم علیہ وامضاہ ثم افتاہ ذالک الفقیہ بعینہا وغیرہ من الفقہاء فی امراۃ اخری لہ فی عین تلک النازلۃ بخلاف ذالک فاخذ بہ وعزم علیہ وسعہ الامران جمیعا ولو کان ہذا الرجل سال لبعض الفقہاء عن نازلۃ فافتاہ بحلال او حرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجتہ حتی سال فقیہا آخر فافتی بخلاف ما افتی بہ الاول فامضاہ علی زوجتہ وترک فتوی الاول وسعہ ذلک ولو کان امضی قول الاول فی زوجتہ وعزم علیہ فیما بینہ وبین امراتہ ثم افتاہ فقیہ آخر بخلاف ذالک لا یسعہ ان یدع ما عزم علیہ ویاخذ بفتوی الآخر قال محمد رحمہ اللہ ہذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابیوسف رحمہما اللہ وقولنا یعنے نوادر مین امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر کسی ایسے شخص نے جو فقیہ یعنے مجتہد نہتھا

کسی فقیہ یعنے مجتہد سے کسی عورت کے معاملہ مین اپنے اوپر حرام ہونے کا فتویٰ لیکر اوس عورت کو اپنے اوپر حرام سمجھ لیا اور اپنے سے جدا کر دیا اور پھر دوسری عورت سے جب پہلے عورت کا سا ہی معاملہ واقع ہوا اور اوسمعاملہ مین دوسرے فقیہ یعنے مجتہد سے فتویٰ لیا۔ اونے اوسی معاملہ خاص کے اعتبار سے جسکی وجہ سے پہلے فقیہ نے پہلی عورت کو حرام کہدیا تھا اوس عورت کو حرام نہ بتایا بلکہ برخلاف فقیہ اول کے حلال رہنے کا فتویٰ دیا اور اوس نے بموجب قول دوسرے فقیہ کے عمل کیا اور اوس عورت کو جدا نکیا تو اسکو دونون فقیہون کے قول پر دو عورتون کے معاملہ مین عمل کرنا جائز ہے۔ البتہ ایک عورت کے ایک معاملہ خاص مین ایک فقیہ کے قول پر عمل کرنے کے بعد دوسرے فقیہ کے مخالف قول پر عمل درست نہین ہان فقیہ اول کے قول پر عمل کرنے سے پہلے اوسکے قول کو چھوڑ دے اور دوسرے کے قول پر جو فقیہ اول کے مخالف فتوےٰ دیتا ہے عمل کرے تو کوئی مضائقہ نہین اور پھر امام محمد فرماتے ہین یہی ہمارا قول ہے اور یہی ابو حنیفہ اور امام ابیوسف رحمہم اللہ کا انتہی۔ پس اس قول پر حنفیہ کیون نہین عمل کرتے اگر اسپر عمل کر لیا جاے مقلدین غیر مقلدین مین تھوڑا ہی فرق رہجاوے۔ کہ جسکا منشا تا کوئی مشکل نہین بلکہ واقع مین اس قول کا اور غیر مقلدون کا ایک منشا ہے وہ یہی کہتے ہین کہ ایک مجتہد کے تمام معاملات مین پابندی ضرور نہین بلکہ اگر عالم ہے تو جس مجتہد کی دلیل باعتبار قرآن اور حدیث کے قوی پاوے اوسکے قول پر عمل کرے ورنہ بموجب روایت عالمگیر یہ عمل کرتا رہے۔ ہان غیر مقلد ہر ایک شخص کو تلاش دلیل قرآن اور حدیث کی البتہ ضرور ہدایت کرتے رہتے ہین مگر یہ بات شاید کسیکے نزدیک بھی بُری نہوگی اسواسطے کہ اسصورت مین مجرد خواہش نفس کے موافق کسی مجتہد کے قول کو چھوڑا نجاوے گا۔ چنانچہ اسمضمون کی بھی روایتین شامی۔ میزان شعرانی وغیرہ مین موجود ہین۔ اور ایک معاملہ خاص مین ایک قول پر عمل کرکے اوسی معاملہ خاص مین جو دوسرے وقت بعض غیر مقلد دوسرے مجتہد کے مخالف قول پر عمل کر لیتے ہین یہ امر بھی موافق روایت ملے کو دو صفحہ ۱۵ سطر ۲۰ شامی مطبوعہ مطبع مجتبائی ہے البتہ ایک معاملہ مین ایک وقت مین بھی کئی مجتہدون کے مختلف قولون پر عمل جو کر لیتے ہین۔ مثلاً وضو مین مسح بموجب قول امام شافعی رحمہ اللہ ایکدو بال کا کر لیا۔ اور جب مس ذکر کر لیا تو بموجب قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ اوسی وضو سے نماز پڑھلی

سوا اول تو ایسا جب کرتے ہین جب اوس قول کو موافق قرآن و حدیث قوی پاوین- علاوہ برین اس مین کچھ خرابی ہو اور اتنی بات اون کو سمجھا ئی جاوے تو غالبًا مان بھی سکتے ہین- نہ یہ کہ مخالف قول خدا او رسول اور قول امام اعظم رحمہ اللہ ایک ہی امام کے مقلد بنجا دین-

مقلد- مولویصاحب مجکو افسوس اس بات کا ہے اور یہ افسوس فقط آپ پر ہی نہین- بلکہ آپکے تمام ہم مشربون پر ہے کہ جو بات ایک دفعہ خوب سمجھا دیجاتی ہے اوسکو بوجہ عصبیت آزادی کے جو غیر مقلدون مین حاصل ہے آپ صاحب اوسکو یکدم پھر بھول جاتے ہین اور وہی پہلا قصہ گانے لگتے ہین- مہربان من بموجب قول امام بخاری رحمہ اللہ اور قول مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ وغیرہم ابھی جو شرطین قرآن اور حدیث پر عمل کرنیکی مین نے آپکو لکھوادی ہین اور اون کو مع اپنے ہم مشربون کے آپنے دور روز تک دیکھا- کیا وہ ان سب غیر مقلدون مین اور آپ مین پائی جاتی ہین اور جب نہین پائی جاتی پھر اس قول کے کیا معنے کہ ایک واقعہ خاص مین بے اگر وہ کئی مجتہدون کے اقوال مختلف پر عمل کرتے ہین تو جب اون قولون کو موافق قرآن اور حدیث کی قوی پاتے ہین جب کرتے ہین اور جب بعد نظر ڈالنے کے اقوال مذکورہ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ پر آپ کا یہ قول بے معنی اور بیکار رہا تو اب اوس خرابی کو سمجھ لیجئے جو آپکے مذکورہ صورت مین لازم آتی ہے- کیونکہ حضرت جب کسی نے بموجب قول امام شافعی رحمہ اللہ وضو مین دو چار موے سر کا ہی مسح کیا تو باقی تین امامون کے نزدیک تو یہ وضو نہین ہوا اور جب اوس ذکر کر لیا یعنے پیشاب کی جگہ کو بلا فصل کپڑے وغیرہ کے چھو لیا تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ وضو نہ رہا- اب فرمائیے اگر اسی وضو سے اوس نے نماز پڑھ لی چارون امامون مین سے کس امام کے نزدیک یہ نماز جائز ہوگی جو اوس وضو سے پڑھی گئی کہ جو وضو کسی امام کے نزدیک بھی وضو نہتھا- رہی وہ عبارت شامی مذکورہ صفحہ ۱۵ شامی مطبوعہ مجتبائی جس سے آپکی ہم مشربون نے دو روز محنت کر کے آپکو شبہ مین ڈالا ہے وہ بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ جیسے مقلد مجتہد فی المذہب ہونکی حق مین ہے خلاصہ اوس عبارت کا یہ ہے کہ امام شرنبلالی فرماتے ہین کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا اوس سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ انسان پر ایک مجتہد کی پابندی ضرور نہین بلکہ ایک قسم کے دو حادثون مین کبھی اس امام کے قول پر عمل کرے کبھی دوسرے امام کے قول پر جو قول امام اول کے قول کے مخالف ہے

توبھی جائز ہے بلکہ ایک امام کے قول کے موافق مثلاً اگر اپنی نماز کو درست جانکر نماز پڑھ لے اور پھر معلوم
ہوا کہ اس امام کے نزدیک تو یہ نماز جائز اور درست نہین ہوئی مگر دوسرے امام کے نزدیک جائز اور
درست ہے تو اوس امام ثانی کی تقلید سے اگر اوس نماز کا اعادہ نکرے تو بھی جائز ہے چنانچہ
فتاوای بزازیہ مین امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب وہ حمام سے غسل کرکے نماز
جمعہ پڑھ چکے معلوم ہوا کہ جس کنوے سے وہ حمام بھرا گیا تھا اوس مین چوہا مر گیا تھا - امام ابو یوسف
رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسوقت ہم اپنے مدینہ والے بھائیون کے قول کی تقلید کرتے ہین جو وہ فرماتے
ہین کہ جب پانی قلتین کے مقدار کو پہونچ جاوے اوس مین نجاست اثر نہین کرتی - اب فرمایئے
امام شرنبلالی نے اپنے قول پر جو فعل امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے دلیل پکڑی اس قرینہ سے یہ امر
ظاہر ہے یا نہین کہ یہ قول بموجب ایک روایت غیر مفتی بہ کے امام ابو یوسف رحمہ اللہ جیسے مقلدون
کی شان مین ہے جو مجتہد فی المذہب ہین - ورنہ یہ روایت اور وہ روایت بحر الرائق اور فتاوای
بزازیہ کے کہ اگر قاضی مجتہد نہو اور مخالف اپنے مذہب کے کوئی حکم نافذ کر دے وہ حکم اوس کا
صاحبین یعنے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بھی نافذ ہو جاوے گا اور بعد نفاذ
اوسکے حکم کو کوئی دوسرا قاضی نہین توڑ سکتا بمقابلہ روایت ہدایہ جو ظاہر الروایت ہے ہرگز قابل
اعتبار نہین ہو سکتی اسواسطے کہ ہدایہ کی کتاب ادب القاضی مین ہے ولو قضی القاضی فی المجتہد
فیہ مخالفا لرایہ ناسیا لمذہبہ نفذ عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ وان کان عامدا ففیہ روایتان ووجہ
النفاذ انہ لیس بخطأ یقینا وعندہما لا ینفذ فی الوجہین لانہ قضی بما ہو خطأ عندہ وعلیہ الفتوی -
یعنے قاضی مجتہد نے اگر اپنے مذہب کو بھولکر مخالف اپنی رائے کے اوس مسئلہ مین جس مین اجتہاد کی
گنجائش ہے اور کسی دوسرے مجتہد کی رائے اسکی رائے کے مخالف تھی اوسی مخالف رائے کے موافق حکم جاری
کر دیا تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ حکم نافذ ہو جاوے گا اور اگر قصداً مخالف اپنے مذہب کے
حکم جاری کیا ہے تو ایک روایت مین امام کے نزدیک اب بھی وہ حکم نافذ ہو جاوے گا اسواسطے کہ
دوسرے مجتہد کی رائے مطابق ہونے کے وجہ سے وہ حکم یقینا خطا نہین ہو سکتا اور امام ابو یوسف
اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اور بموجب دوسری روایت کے جو امام سے مشہور ہے امام اعظم
رحمہم اللہ کے نزدیک بھی وہ حکم نافذ نہوگا اسواسطے کہ اسکے گمان مین تو وہ حکم جو مخالف اپنی رائے کے

موافق قول دوسرے مجتہد کے نافذ کیا ہے خطا ہے تہا اسواسطے بوجہ قوی ہونے دلیل دوسری روایت کے
جو امام سے منقول ہے اور اختیار کرنے صاحبین کے اس بھی روایت کو صاحبین ہی کی روایت مختار ہے
فتوی ہے اور مبسوط سے ہی صاحب شامی نے روایت مختار صاحبین پر ہے فتوی نقل کیا ہے چنانچہ
اسی بنا پر صاحب شامی روایت مذکورہ بحر الرائق اور فتاوی بزازیہ نقل کرکے فرماتے ہین کہ روایت بحر الرائق
قابل توجہ کرنے کے نہین ہے اور بزازیہ کی روایت اس امر پر محمول ہوسکتی ہے کہ روایت غیر مفتی بہ اور ضعیف
جیسے امام سے نفاذ حکم کے مروی ہے صاحبین سے بھی مروی ہو ورنہ صاحبین سے جب بموجب روایت
مفتی بہ ہدایہ اور مبسوط یہ ثابت ہو چکا کہ اگر قاضی مجتہد بھی مخالف اپنے مذہب کے حکم جاری کردے جاری
نہین ہوسکتا پھر صاحبین کے نزدیک قاضی مقلد کا حکم برخلاف فتوی امام کے کیونکر جاری ہوسکتا
ہے لہذا درمختار مین تو صراحۃً لکھدیا ہے۔ واما المقلد فلا ینفذ قضاءہ بخلاف مذہبہ اصلا کما فی القنیۃ
یعنے قنیہ مین ہے کہ قاضی مقلد کا حکم برخلاف فتوی اپنے امام کے ہرگز نافذ نہین ہوسکتا۔
اور مبسوط کا اون کتب ظاہر الروایت سے ہونا تو ظاہر ہی ہے جنکو مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ
صاحب شامی تصانیف مشہورہ مجتہدین فی المذہب سے مثل خبر متواتر اور مشہور کے معتبر اور مشہور تحریر
فرماتے ہین مگر ہدایہ بھی وہ معتبر کتاب ہے کہ صفحہ ۶۴ فصل فی المجتہد فی المذہب عقد الجید مین مولانا
شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہین کہ نوادر کے نسخے جو ہمارے زمانے مین پائے جاتے ہین انکی
روایتون کو امام محمد۔ امام ابو یوسف رحمہما اللہ کی طرف نسبت کرنا درست نہین ہے اسواسطے کہ طریق
مشہور سے یہ نسخے ہمارے زمانے مین نہین پہونچے۔ ہان کسی معتبر مشہور کتاب مین جیسے ہدایہ اور مبسوط
ہے اگر نوادر کی کوئی روایت پائی جاوے تو ان کتابون کے اعتبار کی وجہ سے وہ روایت مان لیجاویگی
اور شامی کی روایت مسائل نوادر اور کتب ظاہر الروایۃ کی نسبت جو ہے وہ بھی سن لیجیے تاکہ نوادر
کی روایت جو فتاوی عالمگیری سے آپ نے نقل کی ہے اوس کی حقیقت بھی آپ پر کھلجاوے
اور معلوم ہوجاوے کہ کتب فقہ سے فتوی دینا بھی بغیر استاد سے پڑہنے اور سیکھنے کے نہین درست
ہے۔ دیکھو شامی مین ہے کتب ظاہر الروایۃ کتب محمد الستۃ المبسوط والزیادات والجامع الصغیر
والسیر الصغیر والجامع الکبیر والسیر الکبیر وانما سمیت بظاہر الروایۃ لانہا رویت عن محمد بروایۃ
الثقات فہی ثابتۃ عنہ اما متواترۃ او مشہورۃ اما الثانیۃ مسائل النوادر وانما قیل لہا غیر ظاہر الروایۃ

الاہمام تبوعن محمد بروایات ثابتہ صحیحہ کالکتب الاولی یعنی مبسوط وغیرہ کو ظاہر الروایت اسوجہ سے کہتے ہین
کہ وہ مرتبہ خبر متواتر اور مشہور کو پہونچی ہین امام محمد رحمہ اللہ سے بذریعہ روایت ثقہ راویون کے اور نوادر
کے مسائل امام محمد رحمہ اللہ سے بذریعہ روایت صحیحہ نہین روایت کئے گئی اب فرمائیے بمقابلہ روایت ہدایہ
اور مبسوط نوادر کے روایت کیونکر معتبر سمجھی جاوے اگر فتاوی عالمگیریہ کا مبسوط اور ہدایہ کی برابر ہوتا تو
اوسکے اعتبار پر مان لیتے مگر اول تو شروح کے مقابل مین ہے مرتبہ فتاوی کا کم ہے اور پھر مبسوط
اور ہدایہ کے مقابلہ مین تو کچھہ بہی نہین۔ مگر خیر اگر اوس روایت کو معتبر مان بہی لین تو کیا اوس
عبارت کے یہ معنی نہین ہوسکتے کہ مراد فقیہ اول اور فقیہ آخر سے مجتہدین فی المذہب مثل امام محمد ابو یوسف
امام زفر وغیرہ ہین کہ جن سبکے اقوال سے مذہب حنفی مرکب ہے یا مجتہد فی المسائل یا حافظ روایات فقہ
اسواسطے کہ عرف فقہا مین انکو بہی فقیہ کہتے ہین اور یہ سب زمرہ مقلدین مین داخل ہین اور انہین
جو باہم بعض روایات مین اختلاف ہے بموجب قواعد رسم المفتی ان مین سے کبہی کسیکی روایت پر کبہی
کسی دوسرے کی روایت پر بسبب ظہور قوت اور ضعف دلیل کے یا بوجہ فتوی مختلف دینے دو مفتیون کے
جو دونو حنفی ہین بموجب اختلاف روایت اور اختلاف اپنی اپنی سمجہہ کے عمل کرلینا عین تقلید امام ابو حنیفہ
ہے ایک مذہب کے مختلف فقیہون کے مختلف فتوے پر عمل کرنے سے جب وہ فتوی بروایت صحیح ثابت
ہوجائے اوس مذہب کے تقلید سے نہین نکلتا اسواسطے کہ انکا کوئی حکم مخالف راے امام نہین ہوتا

چنانچہ علامہ شامی در رسے نقل فرماتے ہین۔ اذا حکم الحنفی بمذہب ابی یوسف او محمد ونحوہما من اصحاب
الامام فلیس حکما بخلاف رایہ یعنے اگر حنفی امام ابو یوسف یا محمد وغیرہ اصحاب امام کے کسی قول کے موافق
فتوے دیدے تو وہ حکم مخالف راے امام نہین ہوتا۔ اور میزان شعرانی وغیرہ کی روایتون کا بلکہ
جتنی اس قسم کی روایتین ہین اُن سبکا حال ہم جواب سابق مین روایت امام بخاری رحمہ اللہ اور شاہ
ولی اللہ علیہ الرحمہ اور روایت میزان وغیرہ کے ساتہہ مفصل پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ یہ سب
روایتین مجتہد فی المذہب کی شان مین ہین نہ ہر خاص و عام کی شان مین اب بہی اگر کوئی شک رہا ہو
اور کہدو۔ اور یاد رکہو کہ اس قسم کے شبہہ مین ڈالنے والے اقوال بہت ہین اور غالبًا حتی الوسع
اس قسم کے سارے ہی قولونکو مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنی تحقیقات کے معیار الحق مین جمع
کردیا ہے مگر اونکی تحقیقات کی جوابات دندان شکن نہایت تحقیق کے ساتہہ ہمارے مولانا سید العلما

سندالاصفیا سیدی ومولائی استادی مولانا ارشاد حسین صاحب فاروقی مجددی قدس اللہ سرہ نے انتصار الحق مین مع نقل بہت سے اقوال متقدمین فقہا کے وجوب تقلید مین خوب ہی بسط کے ساتہہ بیان کیے ہین اگر آپکو یا آپکے احباب کو ایسے قولونکی پوری طور سے تحقیق منظور ہو تو یہ انتصار موجود ہے بنظر انصاف دیکہو مگر اسکی دیکہنے کے واسطے کچہہ علم کی بہی ضرورت ہے لہذا جو شبہہ ہو ہم سے رفع کرتے جاؤ اور محمد حسین کے کہنے سے کہ انتصار کا بہی جواب ہو چکا ہے تقلید نکرو بلکہ اوس جواب کو منگوا کر پاس رکہہ لو مولانا ممدوح سے بہی بعض نے آپکے زمانہ حیات مین ذکر کیا تہا مگر مین نے مولانا امداد حسین صاحب قدس سرہ برادر کلان حضرت مولانا سے اوسی زمانہ مین سنا تہا کہ مولانا ممدوح قدس سرہ نے اوس جواب کو منگوا کر ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ عقلا کے نزدیک یہ جواب خود مصنف کی لیاقت فہم ظاہر دکہا رہا ہے۔ اسکے جواب الجواب کی کیا حاجت ہے۔ پہر تم اوسکو بہی منگوالو اور دونون کو دیکہتے جاؤ پہر ہم بہی دیکہین کہ بعد سمجہہ لینے انتصار کے پہر اس قسم کے قولون سے بہ نسبت وجوب تقلید کوئی شبہہ کسطرح پیدا ہوتا ہے۔

محمدی۔ مولانا۔ جب ایک ہی مذہب کے مقلد وہی جو مجتہد منتسب یا مجتہد فی المذاہب ہین مختلف روایتین مخالف قول امام کے منقول ہین اور آپ اول فرما چکے ہین کہ یہ سب اصول مین امام ہی کے مقلد ہین اور آپ بحوالہ شامی فرما چکے کہ انسے کوئی بہی روایت مخالف رائے امام منقول نہین اندرینصورت یہ بات لازم آتی ہے کہ امام کے نزدیک جو بعض چیزین اور بعض امور حرام ہین وہی بعض حلال بہی ہین اور جو بعض چیز ناپاک ہین وہ پاک بہی ہین اور جو بعض امور فرض ہین وہ جائز بہی ہین اور یہ بات بالکل خلاف عقل ونقل ہے مسلم ہین ہے۔ والحق فی موضع الخلاف واحد۔ یعنے جس مسئلے مین اختلاف ہو وہان حق تو ایک ہی بات ہوتی ہے یہان کیا کیجے کہ ایک ہی امام کے نزدیک جو بعض چیزین حلال ہین وہی بعض حرام ہین۔ اب مقلد ان دونون باتون مین سے کسکو حق سمجہے اور اپنے امام کے ایسے مختلف قولون مین سے کس پر عمل کرے کس پر فتوی دے

مقلد اوسی طریق پر عمل کرے اور اوسی طریق پر فتوی دے جسطریق کو ہم ابہی بجواب سوال ہشتم صفحہ ۳۹ مین بیان کر چکے ہین اور ہر ایک قول کی دلیلین جو کتب فقہ اور حدیث مین موجود ہین اون مین سے ہر ایک دلیل کی قوت اور ضعف پہچاننے کی اگر قوت نہ ہو تو اتنی بات ضرور مد نظر

رکہنا چاہیئے کہ جبتک مشہور کتابون کی روایت بالے غیر مشہور کتابون کی روایت پر جبتک یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ روایت کس معتبر کتاب سے نقل کی ہے اور بدون دیکہنے شروح کے مختصر کتابونپر مثل کنز اور نہر کے بہی فتوی ندے۔ چنانچہ شامی مین ہے فلا یجوز الافتاء بما فی الکتب الغریبۃ یعنے غیر مشہور کتابون پر فتوی دینا جائز نہین وفیہ انہ لایجوز الافتاء من الکتب المختصرۃ - اور پہر اصحاب متون جبں روایت کی تصحیح کرین اوسکو مقدم سمجہے و. نہ پہر متون کی روایتون مین ہے مسائل ذوی الارحام مین امام محمدؒ کے قولون کو اور قضا مین امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قولونکو مقدم رکہنا چاہیئے - اور بصورت مقابلہ شروح اور متون تو پہر متون ہی مقدم رکہی جاوینگی چنانچہ علامہ شامی بحوالہ شرح بیری تحریر فرماتے ہین - وہذا عند عدم ذکر اہل المتون للتصحیح والا فالحکم بما فی المتون کما لایخفی لانہا صارت متواترۃ - یعنے یہ قاعدہ کہ مسائل ذوی الارحام مین امام محمد رہ کے قولون کو اور قضا مین امام ابو یوسف رہ کے قولون کو مقدم رکہنا چاہیئے جب ہی کہ اصحاب متون کسی قول کی تصحیح نہ بیان کرین ورنہ شروح وغیرہ پر متن ہی مقدم رہتا ہے اسواسطے کہ متون کی روایت بطریق تواتر منقول ہوتی چلی آئی ہین - اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ ایک ہی چیز کا حلال ہی اور حرام ہی ہونا ایک ہی امام کے نزدیک خلاف نقل وعقل ہے سو بیشک یہ امر باعتبار ایک زمانے اور ایک قسم کے لوگون کے ایسا ہی ہے ورنہ باعتبار مختلف زمانون کے مختلف شہرونکے مختلف مرتبے کے لوگون کے اور بدلنے حالات آدمیون کے شرعی حکمون کا مختلف ہوتا رہنا ظاہر ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ ابتداء زمانہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین عورتونپر پردہ مطلقا فرض نہاجب منافقون کی اور زانیون کی فتنہ انگیزی ظاہر ہوئی اور بجہت عادت قدیم ایام جہالت ادہر عورتین بے حجاب نکلتی رہین اُدہر یہ شریر لوگ اپنی عادت بد سے باز نہ آئے - اللہ جلشانہ نے بمقتضاے حکمت کاملہ آہستہ آہستہ حکم حجاب نافذ فرمانا شروع کردیا اسواسطے کہ یکدم پرانی عادت کا چہوٹنا بموجب قانون قدرت بہت نادر ہے اور اول عورتونکی نسبت تو یہ حکم نافذ فرمایا - یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیہن من جلابیبہن قال القاضی عبداللہ بن عمر فی تفسیر البیضاوی یغطین وجوہہن وابدانہن بملاحفہن اذا برزن لحاجۃ یعنے اے ہمارے رسولؐ اپنی بیویون بیٹیون اور نیز مومنون کی بیویون سے کہدو کہ اپنی

چادرون مین لپیٹے رہا کرو۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ انسے کہدو جب کسی ضرورت کے واسطے باہر نکلو تو اپنے موںھ کو اور تمام بدن کو چادرون سے ڈھانک لیا کرو چنانچہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ ہی بموجب تفسیر بیضاوی ترجمہ آیت اسطرح تحریر فرماتے ہین کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نکاحیون کو اپنی بیٹیون کو اور مسلمانون کی عورتون کو کہ جب گہر سے باہر نکلین تو نیچے چہوڑین سر سے اپنی چادرون کو جو موںھ اور بدن ڈہکے اور بدکارون اور منافقون کی نسبت آیہ مذکور کے ساتہ ہی یہ حکم نازل ہوا۔ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لایجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا ہ یعنے باوجود عورتون کے چہپ کر نکلنے کے اب بہی اگر منافق اور دلون کے بیمار اور بدخبری اوڑانے والے مدینہ مین باز نہ آوینگے تو پہر ہم تم کو ایسا اونکے پیچہے ڈالینگے کہ پہر وہ تہوڑے دن ہی مدینے مین ذرہ بہت بہت ہی مین رہین اور جہان ملین پکڑے جاوین اور مارے جاوین پہر جب بعض عورتون کی طرف سے قصور ظاہر ہوا اور بعض مومنون کو بہی دیکہا گیا کہ عورتون کی طرف بلا ضرورت بھی دیکہنے لگتے ہین اور ظاہر ہے کہ جتنی فساد زنا وغیرہ کے دنیا مین برپا ہوتے ہین اونکی بنا مرد عورت کا آپس مین ایکدوسرے کو دیکہنا ہی ہے فرمادیا۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم وا طہر ان اللہ خبیر بما یصنعون ہ یعنے اے محبوب ہمارے مومنون کو کہدو کہ اپنی نگاہون کو غیر عورتون سے بند رکہین اور شرمگاہون کی زنا سے حفاظت کرین یہ بات اونکی لیئے بہت ہی خوبی اور پاکی کے ہے بیشک اللہ آگاہ ہے اونکے تمام کرتوتون سے خواہ آنکہہ سے کسیکو دیکہین یا کسیکے آواز پر کان لگاوین یا برا قصد کرین چنانچہ قاضی بیضاوی اسکی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین۔ لایخفی علیہ اجالۃ ابصارہم واستعمال سائر حواسہم وتحریک جوارحہم وما یقصدون بہا فلیکونوا علی حذر منہ فی کل حرکۃ وسکون۔ یعنے اللہ پر اونکی آنکہونکی گردش اور اونکے تمام حواس کے عمل اور اعضا کی حرکتین اور ارادے پوشیدہ نہین ہین لہذا اونکو چاہیئے کہ ہر حرکت اور سکون مین اوس سے ڈرتے رہین اور پہر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کو اور مؤکد کردیا۔ چنانچہ مشکوۃ مین شعب الایمان بیہقی سے مروی ہے ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کی لعنت ہو جیاوسپر جو کسی کی

عورت کو دیکھے یعنے کیسے اوتنے جسم کو دیکھے جسکا ڈھانکنا فرض ہے اور اوسپر جسکا وتنا بدن دیکھا جاوے
یعنے بلا عذر اور اضطرار ایسی طرح ہو جاوے کہ اوسکو کوئی دیکھہ ہی لے اور ظاہر ہے کہ مرد کی عورت
یعنے وہ بدن کہ جسکا ڈھانکنا فرض ہے امام کے نزدیک زیر ناف سے گھٹنے تک ہے اور مالک رحمہ اللہ کے
نزدیک فقط شرم گاہ اور سرین ہی ہین مگر عورت کا بدن تو اتفاقاً سارا ہی عورت ہے چنانچہ
ترمذی شریف مین ہے۔ عن ابن مسعودؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال المرأة عورة
فاذا خرجت استشرفها الشیطان۔ یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہے کہ عورت تو ساری ہی عورت ہے۔ یعنے اوسکا سارا ہی بدن سر سے پاؤن تک
واجب الستر ہے جب وہ نکلتی ہے شیطان اوس کے تاک جھانک مین رہتا ہے۔ صاحب لمعات
اس کی شرح مین فرماتے ہین لیغویہا ولیغوی بہا یعنے اسکی غرض ہے کہ اوسکو بھی بہکاوے اور
اوس کے ساتھ کسی اور کو بھی گمراہ کرے اور نیز مشکوٰة شریف۔ اور طحاوی شریف اور مسند امام
احمد رضی اللہ عنہ اور ترمذی شریف اور ابوداؤد اور دارمی مین حضرت بریدہ حضرت علی سے روایت
کرتے ہین کہ قال قال لی النبی صلے اللہ علیہ وسلم النظرة الاولی لک والآخرة علیک۔ یعنے حضرت
علی فرماتے ہے کہ مجھسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی پہلی نظر تو واسطے تیرے ہے
یعنے جو اچانک پڑ گئی وہ تو معاف ہے اور دوسری نظر اوپر تیرے ہے یعنے موجب وبال و نکال
ہے۔ مقصود اس حدیث مین حضرت علی کے مخاطب بنانے سے یہ ہے کہ سب مسلمان سمجھہ لین کہ جب
حضرت علی جیسے عارف باللہ شیر خدا کو ایسا حکم ہوتا ہے تو دوسرے پھر کس گنتی شمار مین ہین اور پھر
مومن عورتون کے واسطے آیہ مذکورہ سے آگے اسطرح ارشاد فرمایا۔ وقل للمومنات یغضضن من
ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن۔ قال القاضی فی تفسیر البیضاوی فی تفسیر ہا
کالحلی والثیاب والاصباغ فضلا عن مواضعہا لمن لا یحل ان تبدی لہ الا ما ظہر منہا عند مزاولة
الاشیا کالثیاب والخاتم فان فی سترہا حرجا والمستثنی ہو الوجہ والکفان لانہا لیست بعورة
والاظہر ان ہذا فی الصلوة لا فی النظر فان کل بدن الحرة عورة لا یحل لغیر الزوج والمحرم النظر
الی شئ منہا الا لضرورة[1] کالمعالجة وتحمل الشہادة۔ یعنے اے ہمارے محبوب کہدو تم مومن عورتوں کو

[1] چنانچہ درمختار مین بھی ایسا ہی لکھا ہے حیث قال وینظر من الاجنبیة ولو کافرة الی وجہہا وکفیہا فقط للضرورة
یعنے کسی ضرورت سے اجنبی عورت کا مونھ اور دونون ہتھیلیون کا دیکھنا جائز ہے۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۵۸ مین دیکھو)

کہ اپنی آنکھوں کو غیر مردوں سے بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کسیکو نہ دکھاویں۔ صاحب تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں کہ مراد زینت سے زیور اور کپڑے رنگین اور مہندی کا رنگ ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایسی ممانعت ہے تو عورتوں کو کسی عضو کا دکھانا کب درست ہو سکتا ہے اور موبنھا اور دونوں ہتھیلیوں کو جو لکھا ہے کہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یہ عورت نہیں اوس کے یہ معنی ہیں کہ نماز میں انکا کھلا رہنا جائز ہے نہ کسیکے دیکھنے میں اسواسطے کہ آزاد عورت کا تو سارا ہی بدن واجب الستر ہے بلا ضرورت علاج یا کسی عورت کے گواہ بننے کے کسیکو عورت کا کوئی عضو بجز خاوند او محرم کے دیکھنا جائز نہ عورت کو دکھانا جائز چنانچہ آخر آیت میں تو فرما دیا ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن یعنے عورت کو پانو مار کر بھی نہ چلنا چاہیئے کہ کبھی زیور کی آواز سنکر کوئی دیکھے لنہی مگر یہ بھی نہ جانے کہ یہ عورت زیور پہنے ہوئے ہے۔ اسیواسطے پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا کہ لا تباشر المراۃ فتنعتہا لزوجہا کانہ ینظر الیہا رواہ البخاری ومسلم عن عبد اللہ بن مسعودؓ۔ یعنے بخاری اور مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ننگے بدن عورت عورت سے بھی میل جول نہ رکھے اسواسطے کہ پہر وہ اپنے شوہر سے اسکا ذکر کریگی اور ایسا ہو جاویگا کہ گویا اوسکا شوہر اسکو دیکھ ہی رہا ہے۔ اور مسلم شریف میں ہے۔ عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت۔ یعنے حضرت عقبہؓ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷)

اور نیز ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔ ولا یجوز ان ینظر الرجل الی الاجنبیۃ الا الی وجہہا وکفیہا۔ یعنے اجنبی عورتوں کا سوا موبنھ اور دونوں ہتھیلیوں کے قطعا دیکھنا جائز نہیں۔ پہر اس سے آگے تحریر فرماتے ہیں۔ فان کان لایا من الشہوۃ لا ینظر الی وجہہا الا لحاجۃ لقولہ علیہ السلام من نظر الی محاسن امراۃ اجنبیۃ عن شہوۃ صب فی عینیہ الآنک یوم القیامۃ فان خاف الشہوۃ لم ینظر من غیر حاجۃ تحرزا عن المحرم وقولہ لایامن یدل علی انہ لا یباح اذا شک فی الاشتہاء۔ یعنے اگر یہ جانے کہ دیکھنے سے محاسن شہوت پیدا ہوگی تو بلا غرض موبنھ کو بھی نہ دیکھے بسبب فرمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص کسی اجنبی عورت کے حسن کو شہوت سے دیکھیگا تو سیسہ اوس کی آنکھوں میں قیامت کے روز ڈالا جاویگا اسیواسطے خوف شہوت ہے تو بلا حاجت نہ دیکھے حرام سے بچنے کی غرض سے اور قول صاحب ہدایہ کا لایامن دلیل ہی اس امر کی کہ اگر شہوت کا شک بھی ہو تو اوس کے موبنھ کو نہ دیکھے۔ وفی غایۃ البیان من انہ روی اصحاب السنن عن ابن عباس ان اللہ کتب علی ابن آدم حظہ من الزنا ادرک ذلک لا محالۃ فزنا العینین النظر واللسان المنطق والنفس تتمنی وتشتہی والفرج یصدق ذلک او یکذبہ۔ یعنے غایۃ البیان میں ہے کہ موبنھ کو بھی نہ دیکھے اسواسطے کہ اصحاب سنن ترمذی نسائی وغیرہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک اللہ نے جو حصہ آدمی کا زنا سے لکھدیا ہے وہ ضرور اوسکو پائیگا پہر آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا اجنبی عورت سے بات [illegible] اور نفس خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ سچا یا جھوٹا کر دیتی ہے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ

فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے کہ خبردار کبہی غیر عورتون مین نہ جایا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ جیٹہہ دیور ہی۔ یعنے جہان اوس کے بہا ہی ہو۔ کیا نہ جاوین۔ فرمایا وہ تو موت ہین یعنے اون سے تو ایسا ڈرنا چاہیئے جیسے موت سے ڈرتے ہین لہذا جب تک مرد وعورت ان تاکیدون کے پابند رہے بغرض امور ضروری اور بنجگانہ نماز کی عورتون کو گہر سے نکلنے کی اجازت رہی۔ پہر جس قدر ان تاکیدون کے پابند ے مین نقصان ہونے لگا عورتون پر تشدد پردہ کا بڑہتا گیا۔ چنانچہ اول تو یہ حکم تہا کہ اذا استاذنت احدکم امراتہ الی المسجد فلا یمنعہا رواہ البخاری ومسلم عن ابن عمر مرفوعاً یعنے بخاری اور مسلم مین ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسیکی بیوی مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو اوسکو مسجد سے منع نکرنا چاہیئے اور سب عورتین نماز کو آتی تہین تو یہہ دستور تہا کہ عورتین سلام پہیرتے ہی چلدیتی تہین اور حضور تہوڑی دیر معہ نمازیون کے ٹہیرے۔ تہے تاکہ مردون سے پہلے بغیر مردون کے میل جول کے عورتین اپنے گہر پہنچ جاوین چنانچہ بعینہٖ یہی مضمون اس روایت بخاری شریف سے ثابت ہے۔ عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سلم قام النساء حین یقضی تسلیمہ ویمکث ہو فی مقامہ یسیرا قبل ان یقوم قال الزہری واللہ اعلم ان ذالک کان لکی ینصرف النساء قبل ان یدرکہن من الرجال۔ اور اسی غرض سے کہ عورتون کو کوئی نہ دیکہے صبح کی نماز تو ایسے وقت پڑہتے تہے کہ تاریکی سے[1] ایک عورت دوسری عورت کو لوٹتے وقت بہی نہ پہچانے کما فی البخاری عن عائشۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یصلی الصبح فینصرفن نساء المومنین لا یعرفن من الغلس او لا یعرف بعضہن بعضاً۔ پہر بعض عورتون کی حالت کے اعتبار سے یہ حکم رات کی نماز ہی کے ساتہ مخصوص رہگیا کما روی البخاری فی صحیحہ عن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا استاذنکم نساءکم باللیل الی المسجد فاذنوا لہن۔ یعنے صحیح بخاری مین حضرت عمر سے

[1] حالانکہ اصل مین اگر عورتونکے حجاب وغیرہ کی ضرورت نہو روشنی مین صبح کی نماز پڑہنا مستحب ہے چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ مین ہے اخرج اصحاب السنن الاربعۃ وابن حبان من حدیث رافع بن خدیج من روایۃ محمود بن لبید عنہ اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر وقال الترمذی حسن صحیح وعند النسائی بسند صحیح ما اسفرتم بالفجر فانہ اعظم للاجر وفی الطحاوی باسناد متعددۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فکلما اسفرتم بالفجر فہو اعظم للاجر۔ یعنے ترمذی ابو داؤد ونسائی ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان اور طحاوی شریف مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز صبح کو روشنی مین پڑہا کرو۔ اسواسطے کہ جتنا روشنی مین پڑہوگے اوتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔ ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ

مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رات کے وقت جب تمہاری بیویں مسجد کا اذن طلب کرین تو اون کو اجازت دے دیا کرو۔ پہر تہوڑے دن بعد خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو ایسی طرز خاص کے ساتھ منع فرمایا کہ جو بغرض ثواب مسجد مین آیا کرتی تہین وہ خود نہ آوین۔ چنانچہ شعب الایمان بیہقی مسند امام احمدؒ اور طبرانی اور منتخب مین حضرت ابو حمید سے مروی ہے کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو اسطرح ارشاد فرمایا کہ صلوٰتکن فی بیوتکن افضل من صلوٰتکن فی حجرکن وصلوٰتکن فی حجرکن افضل من صلوٰتکن فی دورکن وصلوٰتکن فی دورکن افضل من صلوٰتکن فی مسجد الجماعۃ۔ یعنے نماز تمہاری کوٹہون تمہارون مین مکان کی ایک طرف پڑہنے سے افضل ہے اور مکان مین ایکطرف پڑہنا انگنائی مین یعنے گہر کے احاطے مین پڑہنے سے افضل ہے اور انگنائی مین مسجد جماعت سے افضل ہے۔ تاکہ ہر عورت سمجہہ لے کہ جب گہر مین مسجد سے زیادہ ثواب حاصل ہے۔ اب جو کوئی بحیلۂ ثواب مسجد مین جاوے گی ہر شخص جان لیگا کہ یہ طالب ثواب نہین بلکہ محض حیلہ جو ہے۔ اسپر بہی جب بعض عورتین آتی رہین غالبًا وہ وہی تہین جو زیب و زینت سے مسجد مین آتی تہین یا بغیر اختلاط مردون کے آنا ممکن نہتا اور پہر آتی رہین لہذا اول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایسے طرز کے ساتھ منع فرمایا کہ گران بہی نہ گذرے اور مسجد ا[illegible] عورتین آپ ہی نکلنا چہوڑ دین چنانچہ فرما دیا۔ لو ادرک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء

لمنعہن مسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل رواہ البخاری والمسلم والامام مالک فی موطاہ۔ یعنے جو کیفیت عورتون نے پیدا کی ہے اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیفیت کو ملاحظہ فرماتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتون کو ممانعت مسجد کی آمد و رفت سے کردی گئی تہی ان کو بہی مسجد آنے سے ضرور منع فرمادیتے لہذا پہر عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے مین جوان عورتون کو بالکل ہی منع فرمادیا چنانچہ احیاء العلوم مین ہے۔ وقال عمر رضی اللہ عنہ اعروا النساء[1] یلزمن الحجال

[1] اس حدیث کو طبرانی نے جامع صغیر مین بہی نقل کیا ہے اور اعروا اگر بروزن ادعوا پڑہا جاوے تو اوس کے یہ معنی ہون گے کہ قصد کرو عورتون کی طرف کہ وہ اپنے گہرون کو لازم پکڑین اور اگر اعروا بروزن ارضوا پڑہا جاوے تو یہ معنے ہون گے ننگا رکہو عورتون کو۔ کما فی المجمع عراہ یعروہ اذا قصدہ ومن عری یعری خلع ثوبہ اور تین مین معنی بموجب کیمیاء سعادت کے لکہی گئی ہین ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ ۔

یعنے عورتون کو اچھے کپڑے پہننا تاکہ وہ گہرون کو لازم پکڑین۔ اور اوسی احیار مین ہے کہ کان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یسدون الکوی والثقب لئلا تطلع النسوان الی الرجال۔ یعنے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روشندان اور سوراخون اور دیوارون کو بند کردیا کرتے تہے کہ کبہی عورتین مردون کی طرف نہ جہانکین ورای معاذ امرأتہ تطلع الکوۃ فضربہا ورای امرأتہ قد دفعت الی غلامہ تفاحۃ قد اکلت منہا فضربہا یعنے حضرت معاذ نے اپنی بیوی کو روشندان سے جہانکتے دیکہکر مارا اور اون کے بیوی نے سیب اپنا جہوٹہا اپنے غلام کو دیدیا تہا جب بہی مارا۔ اور ہدایہ کی اس عبارت کی شرح مین ویکرہ لہن حضور الجماعات یعنے الشواب منہن لما فیہ من خوف الفتنۃ صاحب نہایہ تحریر فرماتے ہین واحتج اصحابنا بنہی عمر عن الخروج لما رأی من الفتنۃ یعنے یہ جو ہدایہ مین ہے کہ بخوف فتنہ جوان عورتون کو نماز ون کی جماعت مین حاضر ہونا مکروہ ہے دلیل اس کراہیت کی ہمارے اصحاب کے نزدیک منع کرنا حضرت عمر[1] کا ہے عورتونکو باہر نکلنے سے جب صورت فتنہ ملاحظہ فرمائی اور اس سے بہی تصریح کے ساتہ یہی مضمون امام نووی شافعی نے شرح مسلم شریف[2] مین تحریر فرمایا ہے اور پہر متاخرین فقہا نے زیادہ صورت فساد اہل زمانہ

---

[1] احیاء العلوم مین ہے کہ وہ جو بعض احادیث مین آیا ہے کہ حضرت عمر نے جب حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا۔ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ یعنے اللہ کی لونڈیون کو مسجدون سے مت منع کرو اور اوس کے جواب مین حضرت عمر کی بیٹی نے کہا کہ ہم منع کرینگی تو حضرت عمر نے اونکو مارا اور غصے ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تہی کہ اون کے مونہہ سے حدیث کے مقابلہ مین مخالف بات نکل گئی تہی اور اس بات کے نکلنے کی وجہ یہ تہی کہ وہ زمانہ کی حالت بدلنے سے واقف ہوگئی تہی جب نتیجہ آخرکار زمانہ کی حالت دیکہکر حضرت عمر نے بہی منع فرماہی دیا ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ۔ [2] نووی شرح مسلم شریف مین ہے قولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا اماء اللہ مساجد ہذا وشبہہ من احادیث الباب ظاہر فی انہا لا تمنع المسجد لکن بشروط ذکرہا العلماء ماخوذۃ من الاحادیث وہو ان لا تکون متطیبۃ ولا متزینۃ ولا ذات خلاخل یسمع صوتہا ولا ثیاب فاخرۃ ولا مختلطۃ بالرجال ولا شابۃ ونحوہا مما یفتتن بہا۔ یعنے یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ عورتون کو مسجد جانے سے نہ منع کرو علما نے اس حکم کو چند شرطون کے ساتہ جو دوسری حدیثون سے ماخوذ ہین مقید کیا ہے اور وہ شرطین یہ ہین کہ خوشبو لگاکر۔ بنا وسنگار کرکر۔ آواز دار زیور پہن کر۔ اچہے کپڑے پہن کر۔ مردون مین ہل مل کر نہ نکلین۔ اور جوان بہی نہ ہون۔ اور علاوہ اس کے کوئی ایسی بات نہ ہو کہ جس سے خوف فتنہ ہو۔ اور جب یہ شرطین نہ پائی جاوین۔ بموجب اذا فات الشرط فات المشروط۔ پہر اون کو اجازت دینا جائز نہین۔ اور منع کرنا ضروری ہے۔ ۱۲۔ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ۔

دیکھنا بموجب منشار قرآن وحدیث جو منع کرنا مرد وعورتون کا ہے باہم ایک دوسریکے دیکھنے سے بغیر منع کرنے عورتون کے باہر نکلنے سے دشوار دیکھکر نکلنے سے بالکل ہی مطلقاً ممانعت فرمادی

چنانچہ در مختار مین ہے۔ ویکرہ حضورہن الجماعۃ والجمعۃ و عیدو وعظ مطلقا ولو عجوزا ولیلا علی المذہب المفتی بہ لفسا والزمان اھ یعنے جمعہ۔ جماعت۔ عید۔ بقرعید۔ وعظ وغیرہ کے مجمومین اگرچہ بڑہیا ہون اور رات کا وقت کیون نہو عورتون کو بموجب اوس روایت کے جسپر فتوی ہے حاضر ہونا مکروہ ہے علی ہذا بخاری مسلم منتخب کنز العمال وغیرہا کی روایتون سے ظاہر ہے کہ اگرچہ حافظ قرآن زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین بہت تہے مگر قرآن مجید اس ہیئت کذائی کے ساتہ ایک جگہ نہین لکہا گیا تہا یون مختلف بکری کے شانون کہجور کے پتون وغیرہ پر لکہا ہوا بہتون کے پاس تہا لہذا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسطور پر ایک جگہ جمع کردینے کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو رائے دی اونہون نے بہی اول اس راے پر سخت انکار کیا آخر جب اس امر کو سوچ سمجہکر حضرت عمر کے ساتہ متفق الراے ہوگئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید سے جمع کرنے قرآن کی نسبت ارشاد فرمایا تو وہ ہون نے اتنا سخت انکار کیا کہ فرمانے لگے۔ قسم ہے اللہ کی اگر ادہر سے اودہر پہاڑ کو اوٹہا کر رکہدینے کا مجکو حکم فرماتے تو مجکو بہاری نہ معلوم ہوتا جتنا یہ حکم مجکو بہاری معلوم ہوا اسواسطے کہ بظاہر یہ حکم زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف معلوم ہوتا تہا مگر اللہ نے مثل سینۂ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے جب میرے سینے کو بہی کہول دیا اور مصلحت اس کی سمجہہ مین آگئی اگرچہ بعض صحابہ کے ناسخ منسوخ آیتین سب یاد تہین مگر مین نے منسوخ آیتون کو علیحدہ اور غیر منسوخ آیتون کو معہ اختلاف ساتون قرارت متواترہ ترتیب وار جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا ایک جگہ جمع کرنا شروع کردیا اور چونکہ حضرت زید حافظ قرآن بہی تہے اور کاتب وحی بہی۔ بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہے کہ فرماتے ہین کہ سورہ توبہ کی اخیر آیت کو مین نے ہر چند اور لوگون سے تلاش کیا مگر بجز حضرت ابو خزیمہ کے اورکسیکے یاد نہ نکلی۔ اور ایک روایت معتبر مین یہ بہی آیا ہے کہ حضرت عمر ہر آیت پر باوجود شاہد عدل ہونے فصاحت و بلاغت قرآن کے بغرض مزید احتیاط دو دو صحابہ سے ہر آیت پر شہادت بہی لے لیتے تہے چنانچہ آخر آیت توبہ کی جب تک

حضرت زید بہی شاہد رہے نہ لکہی گئی جب حضرت ابوخزیمہ بہی شاہد گذر گئے درج فرما دی گئی اور اللہ نے جو قرآن مین فرمایا ہے ونحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اُسکا پورا ظہور ہوگیا۔ پہر حضرت عثمان کے زمانے تک جسکی جسطرح مقدم موخر یاد تہا یا جسکے پاس جسطرح لکہا ہوا تہا ویسے ہی رہنے دیا اس مرتب قرآن کو بوجہ حصول مقصود شہرت نہ دی گئی مگر جب وہ زمانہ آیا کہ باعتبار اختلاف قراءت اور تقدم تاخر آیت لوگ جہگڑنے لگے بعض ناواقفی سے بعض دعاؤن کو بہی قرآن سمجہنے لگے بعض بعض سورتون قرآن پر دعاء ماثورہ ہونیکا دہوکہ کہانے لگے۔ بخاری شریف مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ نے حضرت عبدالرحمان بن حارث زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر سعید بن عاص سے اوس قرآن مرتب کی نقلین کرا کے تمام اطراف مین بہیجدین اور بموجب صلاح حضرت حذیفہ بن یمان رضی جو شیعون کے نزدیک بہی امین امت ہین اور مختلف ترتیبون کو جلوا دیا۔ یہان سے یہ بہی معلوم ہوگیا کہ بعض شاذ روایتون مین جو بعض سورتون کو دعا اور بعض دعاؤن کو قرآن کہدیا ہے وہ ایسی ہی غیر معتبر روایتین ہین چنانچہ مولوی انبار علی خاتم المجتہدین شیعہ بہی تفسیر عمدۃ البیان مین آخر کار یہی لکہہ گئے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ قرآن پورا قرآن ہے نہ کچہہ کم ہوا نہ زیادہ ہوا اور نہ ہوسکے۔[۱] اسیطرح ابتدائی زمانۂ اسلام مین قرآن مجید کو بغیر زبر زیر۔ علامت آیت۔ رکوع۔ وغیرہ لکہنا امر ضروری سمجہا جاتا تہا مگر جب اسلام نے عالم مین شہرت پائی برعایت اہل عجم ان تمام امور کے ساتہ قرآن کا لکہا جانا ضروری ہوگیا چنانچہ زیلعی۔ شامی۔ درمختار مستخلص۔ وغیرہ مین ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ جردوا القرآن یعنے قرآن کو زیر و زبر علامت رکوع وغیرہ سے خالی رکہو یہ حکم اون کے زمانہ کے ساتہ مخصوص تہا اب ان سب باتون کا قرآن کے ساتھ ہونا ہونا ضروری ہے لہذا یہ سب پہر باتفاق کلیہ لکہتے ہین وکم من شئ تختلف باختلاف الزمان والمکان یعنے بہت باتین ہین جو اختلاف زمانی اور مکان سے بدل جاتے ہین۔ اور مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ تفسیر آیہ کریمہ فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون مین

[۱] اور تفصیل وارمعہ عبارات حدیث وغیرہ اس مضمون کہ ہم نے اپنی کتاب مختصر المیزان مین لکہا ہے ۱۲ منہ عفر اللہ لہ ولوالدیہ

تحریر فرماتے ہین کہ بموجب اسی آیت کے ابتدا زمانۂ صحابۂ کرام مین قرآن کے فروخت کرنے کو اور اوس کی لکہائی لینے کو بہت بڑا گناہ سمجہتے تہے مگر زمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مین پہر سب جواز کے قائل ہوگئے۔ چنانچہ حضرت محمد بن حنیفہ اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ فرماتے تہے لا باس بشراء المصاحف وان یعطی الاجر علی کتابتہا ولا باس بہ انما یاخذون اجور ایدیہم وانما بیع الورق وعمل یدیہ۔ یعنے قرآن کے خریدنے اور قرآن کی لکہائی دینے لینے مین کچہ ڈر نہین۔ اسواسطے کہ اصل مین قیمت ورقون کی اور ہاتہون کی محنت کی ہے۔ بہرنہج جب یہ امر خوب ثابت ہوگیا کہ باعتبار اختلاف زمانے کے اختلاف حالات لوگونکی حکمون کا بدلنا ائمہ اہلبیت اور صحابہ کرام سے ثابت ہے تو اب ہم اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہین کہ ان چارون مجتہدون کو اللہ نے وہ قوت جامع عطا فرمائی تہی کہ گنجینۂ قرآن وحدیث سے جس مین ہر ایک قسم کی مختلف حکم باعتبار مختلف زمانون کے مختلف حالات لوگون کے مختلف ولایتونکے قیام قیامت تک کے موجود تہے اوس ہر ایک کی سمجہہ اونکے موقع محل اور اونکی کنہ کے سمجہنے سے عاجز تہے باعتبار اپنے زمانے اور دوسرے زمانون کے اور مختلف قسم کے لوگون کے اور مختلف عرفون کے اعتبار سے بہی مختلف حکم قرآن اور حدیث اور قول وفعل صحابۂ کرام سے استنباط کرکے بیان فرماگئے اور جو حکم اپنے زمانے کے موافق پایا اوسکو خود اختیار فرمایا اور دوسرے مختلف قولون مین سے بسبب اختلاف زمانے اور اختلاف حالات اور عرف لوگون کے اپنے شاگردون کو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی۔ بلکہ عام مقلد مفتیون کو بہی تا قیام قیامت ان قولون مین سے اختیار فرمانے کی اجازت آجتک۔ درج کتب فقہ چلی آتی ہے جسکو ہم ابہی صفحہ ۳۹۔ اور صفحہ مین بیان کرچکے ہین لہذا دس پانچ نظیرین بہی اس قسم کے مختلف حکمون کے باعتبار مختلف زمانون مختلف حالات لوگون کے بموجب مذہب حنفیہ ہم بیان کیئے دیتے ہین۔ ہدایہ مین ہے کہ تثویب یعنے فجر کی اذان کے تکبیر سے پہلے دو دو دفعہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح پکار دینا اچہی بات ہے اسواسطے کہ یہ وقت نیند اور غفلت کا ہے۔ اور علاوہ فجر کے اور نمازون کی اذان کے بعد یہ امر مکروہ ہے اور یہ صبح کی نماز کے بعد پکار دینا کا رواج بہی بعد زمانہ صحابہ کرام کے بسبب بدل جانے

لوگون کی حالتون کے علمار کوفی سے شروع ہوا ہے اور غالباً فجر مین مستحسن اور دوسرے وقتون مین مکروہ
ہونےکی وجہ علمار کوفہ امام اعظم رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک اس قسم کی حدیثین صحیح ہونگی جنسے
ثابت ہے کہ بعد اذان فجر کے حضرت بلال[۵] دروازہ حجرۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر
حضور کو تیاری جماعت سے خبردی جایا کرتی تہی اور علاوہ فجر کے ظہر اور عشا کے بعد تثویب یعنی
یعنے اذان کے بعد پہر دوبارہ لوگون کو حی علی الصلوۃ وغیرہ بعض الفاظ معینہ کیساتھ
اطلاع تیاری جماعت کے دینے پر حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی سے انکار سخت منقول
ہے مگر جب اُمرا اور قاضی اور مفتیون کو دیکھا گیا کہ بغیر اطلاع کے دوبارہ بعد اذان کے
بوجہ زیادتی کامون قضا اور فتوی نویسی کی جماعت سے رہجاتی ہین۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ
نے اپنے زمانے مین سب نمازون کے واسطے بعد اذان کے ان الفاظ کے ساتہ قاضی مفتی
امرا کو بوجہ مشغول رہنے اونکے مسلمانون کے کامون مین اجازت دے دی۔ السلام علیک
ایہا الامیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح الصلوۃ یرحمک اللہ۔ اور وہ امر
مکروہ اسصورت سے جائز ہوگیا اور پہر متاخرین فقہائے دین کے کامون مین لوگونکی سستی دیکہکر
عموماً سب مسلمانونکے واسطے تیاری جماعت سے اطلاع دینے کے لیئے حی ایہا المومنون۔ وغیرہ الفاظ
کے پکار دینے کا بعد اذان کے فتوے دیدیا۔ اور اس اطلاع کے مستحسن ہونے کی ایسے ضعف کے زمانے
مین سب قائل ہوگئے تاکہ کبہی بعد اذان جماعت کے دیر سے کہڑے ہونے کے خیال مین بوجہ اپنی
سستی کے جماعت سے لوگ نرہجاوین اور سنت موکدہ کے تارک نبجاوین اور چونکہ یہ تینون فتوے

سلہ ۵ کما روی النسائی سنے باب ایذان المؤذنین الائمۃ بالصلوۃ عن کریب قال سالت ابن عباس رضہ
کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باللیل فوصف انہ صلے احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر ثم
نام حتی استثقل فرایتہ ینفخ واتاہ بلال فقال الصلوۃ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقام فصلے
رکعتین وصلے بالناس یعنے لنسائی باب ذکر مین نماز کے اطلاع کردینے موذنون کے مین اماموں کو
حضرت کریب سنے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی رات کی نماز کا حال جو حضرت عبداللہ بن عباس رضہ سے پوچہا تو اونہون نے فرمایا گیارہ رکعت
معہ وتر کے پڑہکر آپ سوگئے یہان تک کہ آپ کے سانس مبارک کی آواز آنے لگی اور بلال رضی
عنہ نے آکر آواز دی کہ نماز یا رسول اللہ پس آپ نے کہڑے ہوکر دو رکعت پڑہین یعنے دو سنت
پڑہین اور پہر آدمیون کے ساتہ نماز پڑہی۔ اور یہی مضمون بخاری اور مسلم کی روایت مین آیا ہے
۱۲ منہ غفراللہ لہ ولوالدیہ

امام ہی کے اصول کے موافق ہیں لہذا امام ہی کے قول سمجھے گئے اور تینوں فتوؤن کے عامل امام
اعظم رحمہ اللہ کے مقلد رہے اسیطرح ہدایہ مین ہے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ
کے نزدیک وضو کا گرا ہوا پانی نجس ہے مگر آپکے شاگرد حسن فرماتے ہین کہ مثل پیشاب کے نجاست
غلیظہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک
اور ایک روایت مین امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہے مگر دوسری ناپاک چیز اوس سے پاک
نہین ہو سکتی۔ امام زفر رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ اگر وہ پانی مستعمل ایسا ہے کہ باوجود وضو کے
پھر تازہ وضو کا گرا ہوا ہے جب تو پاک ہی ہے اور دوسری چیز کو بھی پاک کر سکتا ہے۔ اور اگر بے وضو
کے وضو کرنے سے گرا ہوا ہے تو پاک ہے مگر دوسری چیز کو پاک نہین کر سکتا اور موجب روایت مذکورہ
شامی یہ ہم کہہ چکے کہ کسی شاگرد کا قول مخالف رائے امام کے نہین تو اب صورت توفیق یہان یہ ہے
کہ چونکہ امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ مرتبہ تہا کہ بموجب صحیح حدیثوں کے جو ثابت ہے کہ ہر قطرہ وضو
کے ساتہ تمام گناہ ہاتہ پاؤن موہنہ کے دہل جاتے ہین آپ وضو کے گرے پانی مین ہر قسم کے گناہ کی
نجاست[1] کو جدا جدا پہچانتے تہے آپ نے اپنے واسطے اور اپنے ہم مرتبہ لوگون کے واسطے بوجہ
دیکھ لینے نجاست گناہون کے اوس پانی مین حکم نجاست کو اختیار فرمایا۔ اور بوجہ غایت احتیاط
صغیرہ کبیرہ گناہون کی نجاست کے اعتبار سے چونکہ اوسکو اپنے حق مین نجاست غلیظہ سمجہا تہا
امام حسن شاگرد امام نے بہی بہ نیت احتیاط اسکو اختیار کیا اور اسی قول کو امام سے روایت

[1] چنانچہ میزان شعرانی مین ہے وکان الامام ابو حنیفۃ رحمہ اللہ اذا رای ماء المیضاۃ یعرف سائر الذنوب التی خرجت فیہ من الکبائر والصغائر فلہذا جعل لماء الطہارۃ اذا تطہر بہ المکلف ثلثۃ احوال۔ یعنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ چونکہ وضو کے پانی مین تمام گناہون کو گرا ہوا دیکھتے دیکھتے تہے اور پہچانتے تہے کہ یہ صغیرہ گناہ ہے یہ کبیرہ ہے یہ مکروہ اور خلاف اولی ہے۔ آپنے وضو کے پانی کی نسبت تین حکم فرمائے۔ اور یہ توصیح حدیثون مین آیا ہی ہے کہ وضو کے آخر قطرے یا اول قطرے کے ساتہ سارے ہی گناہ جہڑ جاتے ہین اسواسطے کہ وضو حکما توبہ ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رضے اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آپ وضو کرتے آپ کی حالت نہایت خوفناک ہو جاتی۔ جب وجہ پوچہی فرمایا کہ میان وضو دربار خدا کا تہیہ ہے۔ مجکو خوف ہوتا ہے کہ کبہی ایسا نہ ہو کہ دربار مین جب حاضر ہون کوئی امر ناپسندیدہ مجہہ مین باقی رہجاوے اور دربار سے نکال دیا جاؤن۔ پہر مومن سے بہت بعید ہے کہ وضو کرے اور سب گناہون سے تائب نہ ہو۔ ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ

کرتے ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے بوجہ مبتلا ہونے کے قضا مین اور قرب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر نظر ڈالکر کہ غالب حال مسلمانون سے یہ امر بہت بعید ہے کہ کبیرہ گناہ سے نہ بچے اور اگر مبتلا گناہ کبیرہ زنا شراب خوری وغیرہ ہو بہی جاوے تو یہ امر بہت ہی نادر ہے کہ مسجد مین آوے اور توبہ کرکے اوس گناہ سے پاک ہو کر نہ آوے۔ البتہ صغیرہ گناہون سے بچنے والے بہت کم ہین لہذا باعتبار گناہون صغیرہ کے جنکی نجاست نجاست خفیفہ کے مشابہ ہے امام نے جو قول باعتبار صغیرہ گناہون کے پانی مستعمل وضو کی نسبت حکم نجاست خفیفہ کا کیا تہا اوسی قول کو امام سے روایت فرماتے رہے تاکہ محتاط لوگ اوس سے بچے رہین اور عوام وقت مین نہ پڑین اور چونکہ باعتبار مکروہ او خلاف اولی امور کے پانی مستعمل وضو کا امام کے نزدیک پاک تہا اور دوسری چیز کے پاک کرنے کے قابل نہین رہتا تہا اور باعتبار دلیل ظاہر کے عوام الناس ظاہر بینون کے قابل یہی قول تہا امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کے لوگونکی سب حالت دیکہکر اسی قول پر فتوی دینا مناسب سمجہا اور جب دیکہا کہ جنکے گناہونکی نجاست حکمی نظر نہین آتی اور بوجہ سستی کے امور دین مین اونکے غالب حال سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تنگی سے نماز ہی چہوڑ بیٹہین گے فرمادیا کہ جو لوگ فقط نجاست ظاہری کو دیکہتے ہین او اوسی سے بچ سکتے ہین اونکے ظاہری پاک بدن پر استعمال کرنے سے ظاہر مین پانی ناپاک نہین ہوتا مگر چونکہ اوسکی ساتہ گناہون سے پاک ہونے اور قابل دربار خداوندی بننے کا ارادہ کیا گیا ہے لہذا وہ اس قابل نہین رہا کہ اوس سے پہر دوبارہ حضوری دربار خدا کی قابلیت حاصل کی جاوے اور کپڑے ناپاک وغیرہ کو اوس سے پاک کرکے دربار خدا مین ساتہ لیجانے کے قابل بنا لیا جاوے اور یہ قول ظاہر حدیث[ف] کے بہی موافق تہا لہذا یہی قول مفتی بہ رہا اور ان تینون حکمون پر باعتبار اپنے اپنے مرتبے کے عمل کرنیوالے امام ہی کے مقلد رہے اور وہ جو ہدایہ اور کبیری وغیرہ کتب فقہ مین ہے والمرفقان والکعبان یدخلان فی الغسل عندنا خلافا لزفر رح یعنے کہنی اور ٹخنے ہمارے نزدیک مثل ہاتہ پاؤن کے حکم دہونے مین درمیان وضو کے برابر ہین۔ مگر امام زفر کہنی کے دہونے کو فرض نہین جانتے۔ اس اختلاف کی وجہ اختلاف عرف معلوم ہوتا ہے۔ غالبا امام زفر رحمہ اللہ کے اہل زمانہ یا اہل شہر کے نزدیک ہاتہ کہنی سے ورے تک پر بولا جاتا ہوگا جیسا کہ

ف بہایہ مین ہے قولہ ظاہر لما روی من سعد بن ابی وقاص انہ مرض فعودنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصب الماء علیہ فافاق وکذا فی حق جابر ولو کان نجسا لما صبہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ

ہمارے زمانے مین بہی برازنا پنے مین ہاتہ کہنی سے ورے تک کو کہتے ہین اور امام کے اور دوسرے ائمہ کے شاگردون کے عرف مین مثل عرف زمانہ صحابہ کرام ہاتہ کا لفظ انگلیون سے بغل تک پہ مثل عرف علم ہمارے زمانہ کے بولتے تہے لہذا امام نے بموجب قاعدہ عربیت فرمادیا کہ کہنی چونکہ جنس ہاتہ سے ہے لہذا کہنیون کا بہی ہاتہون کے ساتہ دہونا فرض ہے چنانچہ جب یون کہتے ہین کہ مین نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑہ لیا تو چونکہ اول اور آخر قرآن ایک جنس مین ہین لہذا سب یہی سمجہتے ہین کہ سارا ہی قرآن مع اول اور آخر کے پڑہ لیا البتہ جب یون بولتے ہین کہ مین صبح سے رات تک سویا چونکہ رات جنس صبح سے نہین ہے سب یہی سمجہتے ہین کہ دن بہر سویا اور رات آتی ہی جاگ اوٹہا چنانچہ بموجب اسی عرف کے ثم اتموا الصیام الی اللیل کے یہی معنی سمجہے گئے کہ دن بہر روزہ رکہو اور رات آتے ہی افطار کرلو لہذا اپنے زمانہ یا اپنے شہر کے عرف کے موافق چونکہ کہنی جنس ہاتہ سے نہ تہی امام زفر رحمہ اللہ نے ایسا فرمایا ورنہ باعتبار قاعدہ[1] پیروی عرف کے جیسکے امام قائل ہین ویسے امام زفر رح مقلد ہین۔ ہان اتنی بات ضرور ہے کہ عرف صحابہ کے مقابل مین چونکہ دوسرے عرف کا اعتبار کم ہے اور پہر عرف عام کے مقابلہ مین امام زفر کا قول سبکے نزدیک غیر مفتی بہ رہا۔ اسیطرح بعض موقع پر اختلاف باعتبار زمانہ اور مکان تجربہ کے ہے یا اختلاف لوگون کی حالتون کے۔ چنانچہ یہ جو تنویر الابصار مین ہے والحلال منہا نبیذ التمر والزبیب ان طبخ ادنی طبخة وان اشتد اذا شرب بلا لہو وطرب والخلیطان ونبیذ العسل والتین والبر والشعیر والذرة طبخ اولا والمثلث وحرمہا محمد مطلقا وبہ یفتی۔ یعنے چہوارون کا اسیطرح کشمشون کا اور اسیطرح ملی ہوئی کشمش چہوارون کا پانی مین بہگو کر نکالا ہوا عرق اگرچہ پکا لیا جاوے تو کچہ تیزی لے آوے اور علی ہذا شہد انجیر گیہون جو جوار کو اگر پانی مین ڈالکر چہوڑ دیا جاوے اور پہر ان کا عرق لے لیا جاوے پہر خواہ پکاؤ یا نہ پکاؤ اسیطرح انگور کا عرق جب اتنا پکا لیا جاوے کہ دو تہائی جلجاوے گو پہر تیزی بہی لے آوے ان سب کا بغرض قوت اور دوا اور ہضم طعام بغیر ارادہ کہیل کود کے پینا امام ابو یوسف اور امام اعظم رحمہما اللہ کے نزدیک حلال ہے اور امام محمد

[1] چنانچہ اشباہ مین ہے قالوا فی الاصول فی باب ما ترک بہ الحقیقة تترک الحقیقة بدلالة الاستعمال والعادة ہکذا ذکر فخر الاسلام فاختلف فی عطف العادة علی الاستعمال فقیل ہما مترادفان وقیل المراد من الاستعمال نقل اللفظ عن موضعہ الاصلی الی معناہ المجازی شرعا وغلبة استعمالہ فیہ ومن العادة نقلہ الی معناہ المجازی عرفا ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ۔

رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً ان سب کا پینا حرام ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہی اور وجہ اسکی یہی معلوم ہوتی ہے کہ امام
اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے غالباً انکو سردی کے زمانہ مین یا سرد ملکون مین تجربہ کرکے دیکھا ہوگا
کہ بوجہ سردی کے تیزی لانیکے بعد بھی یہ نشہ نہین کرتی۔ یا انکے زمانہ کے لوگ محتاط ہونگے لہذا فرمادیا
کہ یہ حلال ہین اور امام محمد رحمہ اللہ نے غالباً گرم ملک یا گرمی کے زمانہ مین تجربہ کیا ہوگا۔ یا پچھلے
زمانے کے لوگون کو بے احتیاط دیکھا اور آپ کو یہ تو معلوم ہی تھا کہ ان مین کسیوقت نشہ ضرور
پیدا ہوجاتا ہے اور اسیوجہ سے انکو شراب کی قسمون مین شمار بھی کرتے ہین لہذا مطلقاً آپ نے
حرمت کا فتوی دیدیا اور بموجب حالت پچھلے زمانہ کے لوگون کے اور مختلف ملکون کی گرمی
سردی کے اعتبار سے اسی قول پر فتوی رہا۔ ورنہ وقت نشہ پیدا کرنے کے یہ سب چیزین بلکہ غرض
لہو ولعب کے بھی باتفاق سبکے نزدیک حرام ہین چنانچہ صاحب درمختار اسی عبارت کی شرح مین تحریر فرماتے
ہین فلو شرب بالغلب علی ظنہ انہ مسکر فیحرم لان السکر حرام فی کل شراب یعنے اگر گمان غالب
اس امر کا ہو کہ نشہ آگیا ہے تو شیخین کے نزدیک بھی ان کا پینا حرام ہے اسوجہ سے کہ تمام
پینے چیزون مین نشہ ہے تو حرام ہے۔ اور بعض مقام پر بجرد اختلاف حالات شہر کے اعتبار سے
بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ مین اول یہ تحریر فرماکر کہ چھوٹا یا بڑا جانور اگر
کنوین مین پھٹ جائے یا پھول جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے گا مگر اگر کنوان چشمہ دار ہے
تو جتنا اوسمین پانی موجود ہے اوس تمام پانی کے نکلجانے کا گڑھا کھود کر یا اندازے کی لکڑی ڈالکر
اندازہ کرا کے سب پانی نکلوا ڈالین۔ مگر امام محمد فرماتے ہین کہ دوسو سے تین سو ڈول تک
نکلوا دینا ہی کافی ہے۔ اسکے بعد علامہ برہان الدین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین کہ امام محمد
کا یہ قول بموجب مشاہدہ اپنے شہر کے کنوون کے ہے۔ اور نہایہ مین ہے کہ صاحب مبسوط بھی
ایسا ہی تحریر فرماتے ہین اور امام محمد اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ سے باعتبار کوفے کے کنوون
سے سو ڈول کی بھی روایت منقول ہے۔ بہرنہج مقصود یہ ہے کہ کوفہ کے کنوین چشمہ دار
تھے اور بوجہ ہونے پانی کے بہتا ہوا سو ہی ڈول پانی موجود رہتا تھا اور بغداد کے
کنوون مین باوجود چشمہ دار ہونیکے دو سو تین سو ڈول ہے چنانچہ ایسے کنوین علاقہ الور مین بھی
ہین۔ موضع جہیانہ تحصیل الور مین ایک کنوان ہے جس مین بوجہ چشمہ دار ہونے کے تہا

کی وجہسے دو تین ہاتہ ہی پانی رہتا مگر اتنا کثرت سے پانی ہے کہ آٹھ لاؤن سے بہی نہین ٹوٹتا۔
ایسا ہی دوسرا کنوان قصبہ اکبرپور مین متصل چاند پہاڑی کے ہے اسیواسطے صاحب کبیری
ان روایتون کے بعد فرماتے ہین۔ فعلی ہذا لا ینبغی الفتوی بمائتین ونحوہا مطلقا بل
ینظر الی غالب آبار البلد وہو الا یسیر علی الناس والاول وہو اعتبار مقدار الماء فی کل بیر
علیحدۃ احوط یعنے جب پانی کم وبیش ہی چشمہ دار کنوؤن مین ہوتا ہے تو اس صورت مین دوسو غیرہ
کی روایت پر عموما فتوی نہ دینا چاہیئے بلکہ اکثر شہر کے کنوؤن کو دیکہکر اگر وہان کے کنوؤن مین دوسو
ہی ڈول پانی ہو دوسو کا فتوی دے زیادہ ہو زیادہ کا کہ یہ امر آسانی کا ہے ورنہ احتیاط پہلے
ہی قول مین ہے کہ ہر کنوین کا جدا جدا اندازہ کیا جاوے اور بعض موقع پر اختلاف کی محض
رعایت اور احتیاط معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ جو ہدایہ مین ہے وان اختلط اللبن بالطعام
لم یتعلق بہ التحریم وانکان غالبا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقالا اذا کان اللبن غالبا یتعلق بہ التحریم
یعنے کسی عورت کا دودہ اگر کہانے کی چیز مین ملگیا اور اوسچیز کو کسی دوڈہائی برسکی لڑکی نے کہالیا
گو دودہ بہ نسبت کہانے کی چیز کے زیادہ ملگیا ہو مگر اوس دودہ کی وجہ سے وہ لڑکی اوس عورت کے
لیسر پر جسکا وہ دودہ تہا امام اعظم رح کے نزدیک بوجہ نا ہونے حرمت رضاعت کے حرام
نہوگی۔ اور صاحبین کے نزدیک بوجہ ثبوت حرمت رضاعت حرام ہوجاوے گی۔ ہان اگر
کہانے کی چیز سے دودہ کم تہا تو آپکے نزدیک بہی حرمت رضاعت ثابت نہوگی وجہ اسکی یہی
معلوم ہوتی ہے کہ صاحبین نے باعتبار مقولہ مشہور للاکثر حکم الکل غلبہ کا لحاظ کرکے اوس
سبکو دودہ کا حکم دیدیا اور احتیاطا حرمت رضاعت کا قول کیا ورنہ حق یہ ہے کہ عرف مین
کہانے کی چیز کے اندر گو کتنا ہی دودہ ملجاوے اوسکو کوئی دودہ نہین کہتا اور رضاعت
لغت مین دودہ پلانے کو کہتے ہین نہ دودہ کے کہانا کہلانے کو لہذا بوجہ قوت دلیل قول امام
ہی مفتی بہ رہا۔ اور بعض مسائل اس قسم کے بہی ہین کہ فی الواقع امام اعظم رحمہ اللہ اور
اونکے شاگردون کے درمیان بالکل اختلاف نہین ہے بلکہ پچہلے بعض مشائخون نے
امام کی اور امام کے بعض شاگردون مین باعتبار چند مسائل کے ظاہری اختلاف دیکہکر
اوس اختلاف کے جو علت سمجہہ مین آئی اوسکو امام کی طرف نسبت کردیا ہے۔ چنانچہ ہدایہ

وغیرہ مین قیل کہکر یہ جو ضعیف طریق سے نقل کردیا ہے کہ امام کے نزدیک نمازی کا بعد التحیات وغیرہ کے اپنے اختیار کے ساتہ نماز سے نکلنا فرض ہے اور صاحبین کے نزدیک فرض نہین ہے صاحب درمختار تحریر فرماتے ہین والصحیح انہ لیس بفرض اتفاقا قالہ الزیلعی وغیرہ واقرہ المصنف وفی المجتبی وعلیہ المحققون۔ یعنے صحیح روایت یہی ہے کہ امام اور صاحبین وغیرہ کسیکے بہی نزدیک نمازی کا فعل منافی نماز کے ساتہ نماز سے نکلنا فرض نہین ہے۔ یہ قول زیلعی کا ہے اور مصنف نے بہی اسی بات کو مقرر رکہا ہے۔ اور مجتبی مین ہے کہ اکثر محققون کا یہی قول ہے۔ اور شامی مین ہے اعلم ان کون الخروج بصنعہ فرضا غیر منصوص عن الامام وانما استنبطہ البردعی من المسائل الاثنی عشریۃ الآتیہ یعنے خروج بصنعہ کی فرض ہونی پر امام سے کہین تصریح نہین پائی جاتی بلکہ وہ جو بارہ مسئلون مین امام اور صاحبین کا اختلاف ہے اون سے بردعی یہ سمجہے گئے ہین۔ اور یہی مضمون بعینہ کبیری مین ہے۔ اور اون بارہ مسئلون کو مع وجہ اختلاف اور صورت توفیق کے مفصلا ہمنے جواہر السنیہ مین بیان کیا ہے اسواسطے کہ تمام اس قسم کے مسائل مختلف کی توجیہات بیان کرنے کا یہ موقع نہین اگر اس امر کی تحقیق مدنظر ہے تو ہماری کتاب جواہر السنیہ کو ملاحظہ کیجے۔ اور اب یہ فرمائیے کہ اندرین صورت اگر کسی فقیہ حنفی نے ایک شخصکو حلت کا فتوی دیا اور دوسرے فقیہ حنفی نے اوسیکو یا دوسرے شخصکو بنظر احتیاط حرمت کا فتوی دیدیا۔ ایک شخص کی آجکی حالت کے اعتبار سے وضو کے گرے ہوئے پانی کو طاہر بتادیا اور چندروز کے بعد اوس شخص کو اہل کشف سمجہکر اوس سے یہ سنکر کہ مین وضو کے گرتے پانی مین نجاست گناہون کو دیکہتا ہون نجس فرمادیا اور اوس نے دونون قولون پر موجب اختلاف اوقات عمل کرلیا کیا خرابی لازم آئی اور یہ مفتی اور مستفتی تقلید اپنے امام سے نکلکر مخالف سواد اعظم مومنین کسطرح بنے ہان جو اختلافات اس قسم کے ہین کہ وہ فی الواقع اختلافات ہین جیسے ان چارون امامون کے مسائل اجتہادی مین باہمی اختلافات چونکہ یہ چارون مجتہد مستقل ہین سو کوئی بہی انمین سے کسیکا باعتبار اصول اور قواعد کے مقلد نہ باعتبار فروع کے۔ لہذا بلا ضرورت معتبرہ فقہا مخالف طریق مفتی بہ محققین کے بلا حصول کشف صحیح کے چشمہ شریعت پر مثل غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ وغیرہ

اولیاء اللہ کی ان مین سے کسی ایک کے مقلد کو نہ دوسرے امام کے مقلد مفتی سے فتوی لینا جائز نہ
دوسرے امام کے تحقیق کے موافق عمل کرنا درست نہ ایک امام کی تقلید چھوڑکر دوسرے امام کی
تقلید اختیار کرنا چنانچہ عارف باللہ حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ میزان مطبوعہ اکمل المطابع
کے صفحہ ۲۵ مین تحریر فرماتے ہین۔ فان قلت فاذا انفک قلب الولی عن التقلید ورای
المذاہب کلہا متساویۃ فی الصحۃ لاعترافہا کلہا من بحر الشریعۃ کشفا ویقینا فکیف یأمر المرید
بالتزام مذہب معین لایری خلافہ فالجواب انما یفعل ذلک مع الطالب رحمۃ بہ وتقریبا
للطریق علیہ یجمع شتات قلبہ ویدوم علیہ السیر فی مذہب واحد فیصل الی عین الشریعۃ التی
وقف علیہا امامہ واخذ منہا مذہبہ فی اقرب زمان لان من شان المجتہد ان لا یبنی قولہ علی قول
مجتہد آخر ولو سلم لہ صحۃ مذہبہ حفظا لقلوب اتباعہ عن التشتت وقد قالوا حکم من یتقید بمذہب
مدۃ ثم بمذہب آخر مدۃ وہکذا حکم من سافر یقصد موضع معین لیعبد ثم کلما بلغ ثلث الطریق
اداہ اجتہادہ انہ لو سلک الی مقصدہ من طریق کذا لکان اقرب من ہذا الطریق فرجع عن
سیرہ ولیعود فاقصد ابتداء السیر من اول تلک الاخری فاذا بلغ ثلثہا مثلا اداہ اجتہادہ الی
ان سلوک غیرہا ایضا اقرب بمقصدہ ففعل کما تقدم لہ وہکذا فمثل ہذا ربما افنی عمرہ کلہ فی السیر ولم
یصل الی مقصدہ الذی ہو مثال عین الشریعۃ التی وصل الیہا امامہ وغیرہ من اصحاب
تلک المذاہب علی ان انتقال الطالب من مذہب الی مذہب غیرہ قدح فی حق ذلک الامام الذی
انتقل عن مذہبہ علی تفصیل سیأتی ان شاء اللہ ولو صدق ہذا الطالب فی صحۃ ہذہ الاعتقاد
فی ان سائر الائمۃ المسلمین علی ہدی من ربہم لما طلب الانتقال من مذہب الی غیرہ بل کان
یشہد ان کل مذہب عمل بہ وتقید علیہ اوصلہ الی باب الجنۃ الخ۔ خلاصہ اس تمام عبارت کا یہ ہوا کہ
جب ولی کامل چشمہ شریعت تک پہنچکر ہر حکم کی اصل کو کشفی طور سے دیکھنے لگتا ہے وہ تقلید کی
حاجت نہین رکھتا خود مجتہد ہوتا ہے اور یقیناً جان لیتا ہے کہ سب مجتہد اسی چشمہ سے لیتے
ہین اسیواسطے اپنے مریدونکو جس مذہب کی پابندی سے چشمہ شریعت یعنے اطاعت واقعی خدا و
رسول کی طرف جاری ہی اوسی مذہب کی پابندی کا حکم کرتا ہے تاکہ وہ مقصد اصلی اوس مثال کی جگہ
ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے مجتہد کا مذہب اختیار کرنے والونکی شان مین فقہاء اہل کشف فرماتے ہین

تہنچاوین وہ فرماتے ہین کہ جسطرح کسی مقام خاص کا ارادہ کرنے والا اوسمقام کے ایک راستہ کو تہائی دو تہائی طے کرکے لوٹ آنے والا۔ اور دوسرا راستہ اچہا سمجہکر اوس سے چلنے والا اور پہر اسطرح اوس دوسرے راستے کو کچھ طے کرکے پہر لوٹکر تیسرے راستے سے چلنے والا اوسمقام خاص تک کبہی نہین پہونچسکتا۔ اسیطرح ایک مجتہد کی پیروی چہوڑکر بغیر حاصل ہونے مرتبہ کشف صحیح اور اجتہاد کے دوسرے مجتہد کی پیروی کرنے والا چشمہ شریعت تک نہین پہونچ سکتا۔ علاوہ برین ایک مجتہد کی پیروی چہوڑنا دلیل ہے وس مجتہد کی ناقص سمجہنے کے کسواسطے کہ اگر تمام مجتہدون کے مذہبون کو حق اور چشمہ شریعت تک پہونچانے والا جانتا تو پہر بلا سود اوس مذہب سے کیون لوٹتا۔ پہر اسکے بعد صفحہ ۲۶ مین تحریر فرماتے ہین کہ اب جو بعض اولیاء کامل باوصف کمال مقلد رہے ہین چنانچہ حضرت عبدالقادر گیلانی رحمہ اللہ حنبلی تہے اور حضرت محمد شاذلی رحمہ اللہ حنفی۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس مرتبہ کمال سے پہلے حنبلی یا شافعی تہے اور بعد حاصل ہونے اس مرتبہ کمال کے اون کا اجتہاد بہی ہو بہو اپنے امام کے مطابق رہا۔ اور اگر کل امور مین یا بعض امور مین ایسے اولیاء اللہ کا اوس امام کے جسکے پہلے مقلد تہے بعد حاصل ہونے مرتبہ کمال اور اجتہاد کے مخالف اجتہاد واقع بہی ہوا تو بوجہ ادب اوس امام کے کسی پر اپنے اجتہاد کو ظاہر نہ فرمایا کہ کہین لوگ خصوصًا مرید جس امام کی تقلید کر رہے تہے اوسکو چہوڑکر مصداق مثال مذکور کے نہ ہوجاوین[1]۔ لہذا یہ اولیاء اللہ اوسی امام کے مقلد مشہور رہے ورنہ واقع مین اس مرتبہ کے لوگ خود مجتہد ہوتے ہین۔ پہر اس فصل کے بعد دوسری فصل مین تحریر فرماتے ہین کہ جتنے مجتہد گذرے ہین وہ سب ولی اللہ اور اصحاب کشف صحیح تہے۔ اس تقریر سے الصوفی لامذہب لہ جو بعض کتب مین لکہا ہے اوسکی حقیقت بہی آپ پر کہل گئی ہوگی وہ ایسے ہی صوفیون کی شان مین ہے جنکا ذکر آپ سُن چکے اور مثل اون کے ہندوستان مین خواجہ صاحب

[1] اور ان چارون اماموں سے پہلے کوئی ایسا مجتہد نہ تہا کہ جس نے تمام مسائل باب باب اور فصل فصل کرکے جمع کردیئے ہون اور تمام لوگ اوس کے مقلد ہو گئے ہون۔ لہذا یہ اپنے اجتہاد کو ظاہر فرماتے رہے۔ اور جنکا اعتقاد جس مجتہد کی قوت دلائل پر ہو اوسیکی وہ تقلید اختیار کرتے ہر شاید چونکہ وہ لوگ پہلے کسی کی تقلید معین نہین کرتے تہے اس مثال کے مصداق نہ ہوے ۱۲
منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ

حضرت نظام الدین اولیا حضرت مرزا مظہر جانجانان قدس سرہم گذرے ہین یہی وجہ ہے کہ بعض ان میں
بموجب اپنے اجتہاد کے فاتحہ خلف امام پڑہتے تہے - نہ کہ آجکل کی نری صوفیت کے مدعیون کی شان مین
اور وہ جو منار مین ہے کہ اختلافی مسائل مین حق تو ایک ہی امر ہوتا ہے اوس کے یہ معنے ہین کہ اللہ
کے نزدیک توفی الواقع حق ایک ہی امر ہوتا ہے مگر جب اللہ نے بمقتضائی فضل وکرم فرما دیا
کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنے اللہ طاقت سے زیادہ کسی جان کو تکلیف نہین دیتا
لہذا جب ولی کامل اور مجتہد نے بموجب اپنے کشف اور اجتہاد کے جس امر مین حکم صریح قرآن
اور حدیث سے نہ پایا اوس کے دریافت کرنے مین اپنی کوشش پوری کرلی اور بعد کوشش
جو حکم اوسپر ظاہر ہوا وہ بموجب آیہ کریمہ مذکورہ اوسی پر عمل کرنے کا اور فتوے دینے کا مکلف ہے
اور اوسکے اور اوسکے مقلدون کے حق مین وہی امر حق ہے جسطرح دوسرے مجتہد اور ولی کے حق مین
بعد اجتہاد جو حکم اس حکم کے مخالف ظاہر ہوا ہے وہی حق ہے اپنی دلیل اور اجتہاد اور کشف کے
موافق جیسے اوس امر کے اعتبار سے جسکی اوسکو تکلیف دی گئی تہی یہ مصیب ہے وہ دوسرا
مجتہد بہی مصیب ہے گو باعتبار اوس حکم کے جو اللہ کے نزدیک ایک ہے ان دونون کے حکم مین احتمال
خطا رہے - چنانچہ توضیح مین ہے قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ کل مجتہد مصیب والحق عند اللہ تعالی
واحد لقولہ تعالی ففہمناہا سلیمان الآیہ - سمی عمل کلیہما حکما وعلما لکن خص سلیمان باصابۃ المطلوب
وتنصیف الاجر یدل علی ہذا الخص یعنی امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ حق تو اللہ کے نزدیک ایک ہی حکم
ہوتا ہے مگر مجتہد کو مصیب کہا جاتا ہے اسواسطے کہ آیہ کریمہ وداود وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث
اذ نفشت غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ۵ ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما مین داود
اور سلیمان دونون کے عمل اور اجتہاد کا نام اللہ نے علم اور حکمت ہی رکہا باآنکہ فرما دیا کہ حق وہی

سلہ مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک قوم کی بکریون نے دوسری قوم کی کہیتی خراب کردی تہی داود علیہ السلام نے
اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ کہیتی کی عوض مین وہ سب بکریان کہیتی والوں کو دلوادی جائین اور جب سلیمان علیہ السلام
سے پوچہا گیا اپنے فرمایا کہ بکری والے اوس کہیت کو جبتک پانی دیکر دیوار وغیرہ درست کرکے ویسا ہی نہ بنا دین
کہیتی والے اونکی بکریون کے دودہ اور پشم وغیرہ سے نفع اٹہا دین . اللہ فرماتا ہے جسوقت اون دونون نے
اپنے اپنے اجتہاد سے حکم دیا - ہم حاضر تہے اور دونون ہی صاحب علم اور حکمت تہے مگر ہمارے نزدیک جو امر
حق تہا سلیمان کو وہ ہم نے سمجہا دیا یعنے داود علیہ السلام اوسکو نہ پہونچے - ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ

حضرت داؤد سلیمان علیہ السلام نے اپنے اجتہاد سے فرمایا تھا اور باوجود خطا جو احادیث سے ثابت ہے
کہ مجتہد کو ایک حصہ ثواب تو ملتا ہی ہے اور اگر حق کو پہونچ گیا تو دو حصہ ثواب اس سے بھی ہی ثابت
ہوتا ہے کہ اپنی کوشش اور دلیل اور اپنے کشف کے اعتبار سے تو ہر مجتہد مصیب ہی ہوتا ہے
پیغمبر اللہ رسول کا بعض احکامات کو محتاج اجتہاد رکھنا اور صراحۃً نہ بیان فرمانا یہ بھی اس امت
کے واسطے موجب رحمت ہے اور یہی معنی ہیں حدیث اختلاف[1] امتی رحمۃ کے جو مشہور چلی آتی ہے
جسکو جامع صغیر میں سیوطی نے اور نصر مقدسی نے کتاب الحجہ میں اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ
میں اور حلیمی اور قاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہم رحمہم اللہ نے بھی نقل کی ہے جیسے اس
امت مرحومہ پر یہ بھی مقتضائی رحمت ہی ہے کہ بہت سے حکموں کو بیان ہی نفرمایا بلکہ جب
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ پوچھ کچھ کرنے لگے تو یہ ارشاد ہوا۔ یا ایہا الذین آمنوا
لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسألوا عنہا حین ینزل القرآن تبد لکم عفی اللہ
عنہا واللہ غفور حلیم۔ یعنے اے لوگو ایمان والو بہت باتوں کی پوچھ کچھ نہ کرو اگر وہ بدل
دیے جاوینگے تو تم کو برا معلوم ہوگا اور قرآن کی اوترنے کے زمانے میں اگر پوچھوگے تو بدل ہی
بیجاوینگی اللہ نے اون باتوں کو تم کو معاف کیا وہ بردبار بخشنے والا ہے چنانچہ بموجب اسی آیت کے
اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے کہ جن امور میں شارع علیہ السلام سے امر و نہی کچھ بھی منقول
نہیں وہ مباح اور جائز ہیں اور یہ امر تمام کتب اصول سے ظاہر ہے تاکہ تو پوچھنے کے اگر وہ امر
مباح نرکھا جاوے تو امت مرحومہ کے لوگ تنگی میں نہ پڑجائیں اور اگر تمام احکام صریح غیر محتاج
اجتہاد بیان کردیے جاویں تو کبھی بوجہ مخالفت بہت لوگ خرابی میں نہ گرفتار ہوجاویں اور
بوجہ انکار کفر تک نوبت نہ پہونچے اور بصورت اجتہاد گو ہر مجتہد اور اوسکے مقلدین کے
حق میں بموجب تقریر مذکور الصدر وہی ایک امر حق ہے جو اوسکے اجتہاد سے ثابت ہو جنکہ
احتمال اس امر کا باقی رہتا ہے کہ واقع میں بھی حق ہے یا نہیں لہذا جس امر کا فرض یا حرام
ہونا اجتہاد سے ثابت ہو اوسکا منکر باتفاق کافر نہیں ہوتا چنانچہ تمام کتب اصول و فقہ
توضیح تلویح بحرالرائق شامی درمختار وغیرہ سے ثابت ہے کہ حرام اور فرض قطعی تو وہ ہے

---

[1] یعنی میری امت کا اختلاف موجب رحمت ہے ۱۲ منہ غفرلہ ولوالدیہ۔

جو نص صریح محکم مفسر قرآن یا حدیث متواتر قطعی الثبوت سے ثابت ہو ایسے فرض اور حرام کا منکر
بالاتفاق جمہور کافر ہو جاتا ہے اور حرام اور فرض عملی کا منکر کسیکے بہی نزدیک کافر نہین ہوتا
اسواسطے کہ حرام اور فرض عملی اونکو کہتے ہین کہ جنکا ثبوت دلیل قطعی قطعی الثبوت سے نہو
بلکہ آیت یا حدیث قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ہو جنسے واجب اور
مکروہ تحریمیہ ثابت ہوتا ہے مگر فرض اور حرام ہونے ان امور کی وجہ کسیے مجتہد کے نزدیک یہ ہوتی
ہے کہ اوس مجتہد کے نزدیک یہ دلیل ظنی کسیوجہ سے مرتبہ قطعیت کو پہونچ جاتی ہے جیسے
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسح سر مین چوتہائی سر کی مقدار اگرچہ ثابت تو خبر احاد
ظنی الثبوت ہی سے ہے مگر یہ خبر امام صاحب کو ایسے طرق سے پہونچی ہے کہ مرتبہ دلیل
قطعی کو پہونچ گئی لہذا امام کے نزدیک اگر چوتہائی سر سے کم مسح کیا جاوے گا وضو صحیح
نہوگا بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے کہ اون کے نزدیک بموجب آیہ کریمہ وامسحوا برؤسکم مطلق
سر کا مسح خواہ ایک بال ہی کی مقدار کیون نہو فرض ہے نہ کہ چوتہائی سر کا یا کل سر کا۔ اور
جس عورت کا شوہر پردیس جا کر ایسا بے پتہ ہو جاوے کہ اوسکے مرنے جینے تک کی خبر نہ ملے
امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی خبر احاد سے جو اون کے نزدیک دلیل قطعی کے مرتبہ کو بذریعہ
قیاس وغیرہ پہونچ گئی ہے ثابت ہے کہ جبتک اوسکے مرنے کا یقین کامل بسبب اوسکے ہم عمرون
کے مر جانے یا اوسکی عمر نوّے یا سو سے زیادہ ہو جانے کی نہ ہو جاوے اوس عورت کو کسی سے
نکاح جائز نہین نہ قاضی کو اگر وہ چاہے اجازت دینا درست مگر امام مالک رحمہ اللہ کے
نزدیک بعد چار برس کے قاضی کو شوہر مذکور کے نکاح سے جدائگی کا حکم دینا جائز ہے تاکہ
وہ بعدہ بعد گذرنے چار مہینے دس روز عدت موت شوہر کے کسی سے نکاح کرالے۔ علی ہذا بطرح
بعض احکام کو محتاج اجتہاد باقی رکہنے مین مقصود خداوند کریم یہ ہے کہ حکم صریح کے مخالفت سے
امت مرحومہ کے لوگ کافر نہ ہو جاوین یہ بہی مقصود ہے کہ امت مرحومہ تنگی مین نہ پڑجائے
اور وقت ضرورت معتبرہ دوسرے مذہب کے قاضی سے فتویٰ لیکر خلاصی کے حاصل
کر لینے کی گنجائش رہے چنانچہ قرآن مجید مین اللہ جل شانہ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید
بکم العسر یعنے اللہ تمہارے ساتہ آسانی کا ارادہ کرتا ہے نہ کہ سختی کا اور دوسری جگہ ارشاد

ہوتا ہے وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنے معاملہ دین مین اللہ نے تپر کوئی تنگی اور حرج کی بات نہین مقرر کی اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ اور صاحب اشباہ والنظائر المشقۃ تجلب التیسیر یعنے جہان مشقت واقع ہو شریعت سے وہان آسانی حاصل ہو جاتی ہے قاعدہ مسلمہ حنفیہ لکھکر انہین آیت حدیثون کو اس قاعدہ کے اصل بیان فرماکر فرماتے ہین کہ تمام تخفیف اور رخصت کے باتین شریعت کی اسی قاعدہ پر مبنی ہین۔ ہان اس مین شک نہین کہ جو حکم نص صریح سے ثابت ہو اوسکو اگر کوئی موجب مشقت اور حرج سمجھے چونکہ شریعت مین پہلے ہی شارع علیہ السلام کو آسانی مد نظر ہے اوسکا اعتبار نہ ہوگا۔ چنانچہ اسی قاعدہ مذکور کی بحث مین صاحب اشباہ تحریر فرماتے ہین المشقۃ والحرج انما یعتبر فی موضع لا نص فیہ اما مع النص بخلافہ لا۔ یعنے مشقت اور حرج کا وہان اعتبار کیا جاوے گا جہان نص کے مخالفت لازم نہ آوے اور نص کے مخالف مشقت اور حرج قابل اعتبار نہین ہوتا لہذا اسی قاعدے کے ذیل مین علامہ زین العابدین رحمہ اللہ اول تحریر فرماکر کہ علما فرماتے ہین کہ تمام رخصت اور تخفیف اور آسانی کے حکم اسی قاعدے سے نکلتے ہین بہت مسائل آسانی کے جو کتب فقہ مین درج ہین اور جن مین مخالفت نص نہین لازم آتی تحریر فرماتے ہین اور درمختار کی اس عبارت کی شرح مین ولا یفرق بینہ وبینہا ولو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالک شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین وقلت نظیر ہذہ المسئلۃ عدۃ ممتدۃ الطہر التی بلغت برؤیۃ الدم ثلثۃ ایام ثم امتد طہرہا فانہا تبقی فی العدۃ الی ان تحیض ثلث حیض وعند مالک تنقضی عدتہا بتسعۃ اشہر وقد قال فی البزازیۃ الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاہدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورۃ واعترضہ فی النہر وغیرہ بانہ لا داعی الی الافتاء بمذہب الغیر لامکان الترافع الی مالکی یحکم بمذہبہ وعلی ذالک مشی ابن وہبان فی منظومتہ ہناک لکن قدمنا ان الکلام عند تحقق الضرورۃ حیث لم یوجد مالکی یحکم بہ یعنے یہ جو درمختار مین ہے کہ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو جاوے بعد چار برس کے حکم اوسکے اور اوسکے شوہر کے درمیان نکاح سے جدائی کا امام اعظم رح کے نزدیک قاضی کو فتوی نہ دینا چاہیئے۔ بخلاف امام مالک رحمہ اللہ کے کہ اونکے نزدیک قاضی کو یہ فتوے دینا جائز ہے تاکہ بعد عدت وفات بعد حاصل کرلینے حکم جدائی نکاح کے شوہر مفقود سے

وہ عورت کسی سے نکاح کرلے) مین کہتا ہون مثل اسی مسئلے کے مسئلہ عدت اوس عورت کا ہے جسکو
ابتدائً تین دن خون حیض آکر برسون بند ہے اور مدت طہر مدت دراز مین ختم ہو تو امام اعظم
رحمہ اللہ کے نزدیک بعد طلاق کے جبتک تین حیض نہ آلین اوسکو کسی سے نکاح جائز نہین اور
امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ایسی عورت کی عدت نو مہینے ہین طلاق سے نو ماہ بعد اوسکو
نکاح کرلینا جائز ہے۔ مگر صاحب فتاواے بزازیہ جو حنفی المذہب ہین فرماتے ہین کہ ہمارے
زمانے مین امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر فتوی ہے۔ اور علامہ زاہدی حنفی فرماتے ہین کہ بوجہ
ضرورت کے ہمارے بعض اصحاب بہی امام مالک رحمہ اللہ کے قول پہ فتوی دیتے تہے۔ مگر
صاحب نہر نے اسپر اعتراض کیا ہے کہ جب بوجہ ضرورت کے قاضی مالکی سے بموجب مذہب امام
مالک رحمہ اللہ فیصلہ کرالینا ممکن ہے پہر قاضی حنفی کو اپنے مذہب کے مخالف فتوی دینے
کی کیا حاجت ہے مگر ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ جس جگہ قاضی مالکی نہو وہان تو قاضی حنفی کو
بموجب مذہب امام مالک رحمہ اللہ فتوی دینے کی عند الضرورت ضرورت ہوگی چنانچہ شامی اسے
پہلے یہ لکہہ چکے ہین۔ قال القہستانی لو افتی فی موضع الضرورۃ (بمذہب مالک) لا باس علی
ما اظن یعنے قہستانی فرماتے ہین کہ ضرورت کی جگہ قاضی حنفی بموجب مذہب امام مالک رحمہ اللہ
اگر فتوی دیدے میرے گمان مین کچہ ڈر نہین ہے اور قول علامہ زاہدی سے معلوم ہوتا ہے کہ
عند الضرورت امام اعظم امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بہی امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر
فتوی دیدیا کرتے تہے اسواسطے کہ اصطلاح فقہا مین جب یہ کہتے ہین کہ ہمارے اصحاب ایسا
فرماتے ہین تو اوس سے مراد یہی تینون امام ہوتے ہین۔ چنانچہ شامی مین ہے المشہور اطلاق
اصحابنا علی ائمتنا الثلاثۃ ابی حنیفۃ و صاحبیہ کما ذکرہ فی شرح الوہبانیۃ۔ اور اس صورت
مین تو فتوی دینا قاضی حنفی کا عند الضرورت بعینہ تقلید امام ہی ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ان دونون
مسئلون مذکور مین مخالفت نص ہی نہین ہے اسواسطے کہ نص[۱] اوس لفظ کی قسمون سے ہے

[۱] چنانچہ نور الانوار وغیرہ کتب اصول سے ثابت ہے کہ لفظ اگر ایک معنی پر دلالت کرے بغیر
دلالت کرنے کے افراد پر تو اوس کو خاص کہتے ہین جیسے لفظ زید کا ہے اور اگر ایک معنی پر دلالت کرے مع
دلالت کے اوپر افراد کے تو اوسکو عام کہتے ہین جیسے لفظ انسان کا ہندی کا کہ معنی تو اوسکے اتنے ہی
ہین کہ ہند کا رہنے والا مگر ساتہہ ہی اسپر بہی دلالت کررہا ہے کہ ہندی کے ہزارون فرد ہین (باقی دیکہو صفحہ)

جس کی ایک معنی ہون اور لفظ قروء آیہ کریمہ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء مین اور لفظ والمحصنات آیہ کریمہ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین دونون ماؤل ہین جو اوس لفظ کی قسم سے ہین جسکے معنے متعدد ہون اسواسطے کہ قروء کے معنے لغت مین حیض اور طہر دونون کے ہین مگر امام کے نزدیک بتاویل حیض[۱] کے معنی لیے گئے ہین اور محصنات کا لفظ قرآن مجید ہین چار[۲] معنون مین مستعمل ہوا ہے مگر اس جگہ بذریعہ تاویل وہ عورتین مراد ہین جنکی شوہر موجود ہون اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ضرورت سے مراد ان فقہا کے ہموقعہ پر ضرورت معتبرہ ہے نہ مطلقا محض حیلہ جوئی چنانچہ قاعدہ مذکور المشقۃ تجلب التیسیر کے تحت مین علامہ زین العابدین رحمہ اللہ نے منجملہ قسمون مشقت کے سفر اور مرض یعنے تنگی اور بیماری کو لکھکر اوسکی مثالین اس قسم کی بیان کی ہین جنسے بضرورت حرام کا حلال اور ناپاک کا پاک ہو جانا شریعت سے ثابت ہے مثل جواز دیکھنے طبیب کے پیشاب پاخانہ کی جگہ تک کو عند الضرورت علاج کی غرض سے اور مثل معاف ہونے معذور کے ایسے کپڑون کی نجاست کے کہ جو بوجہ بار بار بہنے نجاست کے جب دھو کر پہنے جاوین پھر ناپاک ہو جاوین اور پاک نہ رہ سکین۔ اور دوسرے قاعدے اذا ابتلی ببلیتین فاختار اہونہما اور الضرورات تبیح المحظورات جو موجب حدیث صحیح لاضرر ولاضرار مرویہ

(بقیہ صفحہ ۷۸)

پھر یہ لفظ جو ایک معنی بتلاوے خواہ وہ معنی خاص ہون یا عام اگر اوس معنی کا ظہور متکلم کے انداز بیان سے نہو بلکہ خود اوس لفظ سے وہ معنی ظاہر ہون اور احتمال تاویل باقی رہے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر متکلم کے انداز بیان سے بھی وہ معنی اور زیادہ ظاہر ہون تو اوسکو نص کہتے ہین اور اگر لفظ کے کئی معنی ہون خواہ کئی معنی لغوی ہون یا منقول شرعی یا عرفی تو اگر وہ سب معنی برابر رہا ہون جب تو اوسکو مشترک کہتے ہین اور سب معنون مین سے تاویل سے کسی ایک معنی کو ترجیح ہو تو اوسکو ماؤل کہتے ہین مثل لفظ قروء و محصنات کے ۱۲

[۱] چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے فمذہب الشافعی رحمہ اللہ انہا الاطہار روی ذالک عن ابن عمر وزید وعائشۃ والفقہاء السبعۃ ومالک وربیعۃ واحمد رضی اللہ عنہم فی روایۃ وقال علی وعمر وابن مسعود انہا الحیض وہو قول ابی حنیفۃ والثوری والاوزاعی وابن ابی لیلی وابن شبرمۃ واسحاق رضی اللہ عنہم ۱۲

[۲] کما فی التفسیر الکبیر اعلم ان لفظ الاحصان جاء فی القرآن علی وجوہ احدہا الحریۃ وثانیہا العفاف وثالثہا الاسلام ورابعہا کون المرأۃ ذات زوج یقال امرأۃ محصنۃ اذا کانت ذات زوج وقولہ تعالی والمحصنات من النساء یعنی ذوات الازواج والدلیل ان المراد ذالک انہ تعالی عطف المحصنات علی المحرمات فلابد ان یکون الاحصان سببا للحرمۃ ومعلوم ان الحریۃ والعفاف والاسلام لا تاثیر لہ فی ذالک فوجب ان یکون المراد منہ المزوجۃ ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ

موطا امام مالک اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور دار قطنی اور ابن ماجہ لکھی ہین اوسکے ذیل مین اس قسم کی مثالین لکھی ہین مثل جواز کہا لینے مردار کے وقت خوف جان جانے کے اور جواز کہہ لینے کلمہ کفر کے وقت خوف جان کے اور مثل جواز لے لینے کے قرضخواہ کو قرضدار کے مال سے بلا اجازت جب وہ قرض ادا کرنے سے انکاری ہو جاوے اور مثل جواز بیٹھکر نماز پڑہ لینے کے اشارون سے ایسے زخمی کے لیئے جسکا زخم سجدہ رکوع کرنے سے بہنکلے۔

محمدی مولانا۔ میری پوری تشفی ہوگئی ہی مگر آپ کی اس تقریر نے مجکو اور خرابی مین ڈال دیا کہین گناہون کی نجاست ہی جو ایک امر غیبی ہے کسیکو نظر آسکتی ہے پہر وہ ہی اس تفصیل کے ساتہ کہ ایک وضو کا گرا پانی اور پہر اوس مین کبیرہ گناہونکی نجاست الگ صغیرہ کی الگ خلاف اولی کی الگ اور بجز اس قرآن اور حدیث کے وہ اور چشمہ شریعت کا کیا چیز ہے جسپر ولی کامل پہنچکر تقلید کا محتاج نہین رہتا۔ کیا ولایت بجز اتباع قرآن اور حدیث کسی اور چیز کا نام ہے۔ تفسیر مسمی بجواہث التفسیر مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۴۸ مین آیہ کریمہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ کے تحت مین مولوی حمید اللہ صاحب تو جو بڑے محدث ہین بہت حدیثین لکہکر ایسا تحریر فرماتے ہین کہ بزرگون کی تعریف مین ایسی باتین ہرگز نہ کہنی چاہئین کہ جو وہ کہتے ہین وہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی اونکے پاس کسی مطلب کے واسطے جاتا ہے اونکو اوسکے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون کوس کا حال یا بارش کا حال معلوم کر لیتے ہین۔ اپنے مریدون کو توجہ سے پہونچا دیتے ہین۔ کوئی کہتا ہے فلان بزرگ کی قبر پر جاکر فلان بزرگ سبق پڑہ آیا کرتے تہے کچہ دریافت کرنا ہو تو مراقبہ کرکے دریافت کر لیا کرتے تہے فلان بزرگ روز مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہو کر جو دریافت کرنا ہوتا دریافت کر آتے تہے اس قسم کی سب باتین قرآن حدیث کے خلاف ہین۔ مولانا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین تو اللہ یہ فرماتا ہے قل ما کنت بدعا من الرسل ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ یعنے کہدو اے ہمارے محبوب پیغمبرون مین سے مین ہی نیا پیغمبر نہین ہون مین نہین جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتہہ کیا کیا جاوے گا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ارشاد ہوتا ہے تو پہر اور کس گنتی شمار مین ہین۔

مقلد مولوی صاحب۔ ان حضرات کی تصنیفات تالیفات دیکھتے رہوگے تو یہ کیا ایسے سیکڑون
شبہون میں جو مخالف جمہور محققین ہین گرفتار رہوگے کیا آپ کو نہین معلوم مولوی حمید اللہ صاحب
مؤلف اس تفسیر کے اول دو جسکے محمدی ہین اور یہ آیت پڑہکر جو آپنے اعتراض کیا ہے یہ بہی محی الف
جمہور انہی لوگون کی تحقیق کے موافق ہے۔ کیون حضرت! جس پیغمبر کو اپنے ہی مآل کار کی خبر نہین
پہر اوس کی پیروی سے کیا فائدہ۔ الغیاذ جون ہی کے اس قسم کی تحقیقات کی ہی بدولت تو مخالفین اسلام
پر سیکڑون اعتراضات ماشاءاللہ کر ہی رہے ہین۔

محمدی الصاحب یہ بہی سہی مگر اس تفسیر مین انہون نے فقط حدیثین ہی حدیثین لکہی ہین چنانچہ
نام اسکا حدیث التفاسیر ہے۔ کیا اون کی لکہیہ سے حدیثین بہی قابل اعتبار نہین رہین اور
جو آیت مین نے پڑہی ہے اوس مین تو اونکی تحقیقات ہی تو صرف ترجمہ آیت کے ایک حرف بہی نہین
بیان کیا پہر اگر نفس ترجمہ پر مخالفین اعتراض کرین کرو۔ قرآن تو نہین بدلا جاتا۔

مقلد مولوی صاحب۔ ماشاءاللہ آپ بڑے سیدہے آدمی ہین کیا حدیث التفاسیر نام رکہنے
سے جو کچھ اپنی طرف سے اونہون نے لکہا ہے وہ بہی حدیث ہی ہو جاوے گا۔ ذرا انصاف سے
اتنا ہی فرمادین کہ یہ مضمون صفحہ ۴۱۴ کا جو آپنے اوس تفسیر سے لکھوایا کونسی آیت حدیث کا
مضمون ہے حضرت مین حافظ اسمعیل صاحب محمدی غیر مقلد بن مولوی عبد الغفار صاحب
ولایتی حنفی مرحوم کے بیان سے جو ہمارے محلہ ہی مین رہتے ہین اور باہر مولوی مشہور ہین مین نے
ہی اس تفسیر کو منگوا کر دیکہا تہا اوس مین وہ آیت جسکی تفسیر مین مولوی حمید اللہ صاحب
نے یہ مضمون لکہا ہے وہ تو یہ ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ۔ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام
وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت جسکا ترجمہ اوسی قرآن مین جسکے
حاشیہ پر یہ تفسیر ہے یہ لکہا ہے کہ اللہ جو ہے اوس پاس ہے قیامت کی خبر اور اوتارتا ہے مینہ
اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ مین اور کوئی جی نہین جانتا کیا کرے گا کل اور کوئی جی نہین
جانتا کس زمین مین مرے گا اور فقط اسکی تفسیر مین یہ ایک حدیث مشکوۃ کا ترجمہ لکہا ہے
کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی یہ دعوی کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون
پانچ چیزون کی خبر رکہتے ہین اوس شخص نے بڑا افترا یعنے بہتان باندہا۔ اب آپ ہی غور فرمائین

بموجب ظاہر معنی اس آیت اور حدیث کے جتنی غیب کی خبرین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مثل نکلنے دجال اور دابۃ الارض اور آفتاب کے جانب مغرب سے اور علاوہ اسکے سیکڑون خبرین
بیان فرمائی ہین سب ہی غلط ہوئی جاتی ہین اور آپکو یہ بھی کہنا درست نہین کہ اسکام کو
ہم کل کرین گے اور کل فلان شخص دہلی یا قندہار سے آوین گے اون کا خط آگیا ہے اور محمود وہان
جاکر فلان کام کرتا ہے لہذا تمام مفسرون محدثون نے اس قسم کی آیت حدیثون کے یہی معنی کیے
ہین کہ بغیر کسی سبب الہام وحی وغیرہ کے بغیر اللہ کے معلوم کرائے بذاتہ جو کوئی کہے کہ رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ان پانچ باتونکی خبر رکھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ
اوس نے بڑا بہتان باندھا ورنہ بہت آیت حدیثون سے ثابت ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب کو
جو کچھ ہورہا ہے اور جو کچھ ہو گا اور ہوچکا سبھی کا علم عطا فرما دیا تھا چنانچہ اللہ جلشانہ اپنے
حبیب کو ارشاد فرماتا ہے وانزل علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم یعنے اللہ نے تجھپر
کتاب اور حکمت کو نازل فرمایا اور جو کچھ تم نہین جانتے تھے وہ تم کو سکھا دیا اور ظاہر ہے کہ ازل
سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہو گا بغیر اللہ کے سکھائے آپ کچھ بھی نہین جانتے تھے اور جب عموماً فرما دیا
جو کچھ تم نہین جانتے تھے وہ سب ہم نے تم کو سکھا دیا تو معلوم ہوا کہ سب ہی باتون کا علم ازل سے ابد تک
اللہ نے حضور کو سکھا دیا چنانچہ بوجہ عام ہونے لفظ ما کے صاحب تفسیر بحر الحقائق وغیرہ معتبرین
تحریر فرماتے ہین وعلمک مالم تکن تعلم آن علم ما کان وما یکون است کہ حق سبحانہ در شب
اسری بدان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراجیہ آمدہ است فعلمت
ما کان وما سیکون اور اس مضمون کی صحیح حدیثین بہت مروی ہین۔ بخاری شریف مین ہے
عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق
حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذالک من حفظہ ونسی من نسیہ۔ یعنے
حضرت عمر فرماتے تھے کہ ایک جگہ ہمارے درمیان رسول اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر شروع

سلہ اور اس مضمون کو بہت تفصیل کے ساتھ معہ کیفیت اس قسم کی آیت حدیثون کی اور بہت سی
اون آیت حدیثون کی جو آپ کے عالم ما کان وما یکون ہونے پر دال ہین ہم نے اپنے رسالہ علم الہدی فی علم
خاتم الانبیا مین بیان کیا ہے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ۔ سلہ یعنے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا۔ ۱۲ منہ
سلہ یعنے سکھایا گیا مین جو کچھ ہوا اور ہو گا ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ۔

پیدایش سے جنت اور دوزخ مین داخل ہونے تک کے تمام واقعات کی خبر بیان فرما دی وہ خبر جن
کو یاد رہ گئین رہ گئین جو بہول گیا بہول گیا۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقات مین اس حدیث کی
شرح مین علامہ طیبی اور علامہ عسقلانی سے نقل فرماتے ہین کہ ماحصل اس حدیث کا یہ ہوا کہ
شروع پیدایش سے آخرت تک کے واقعات تمام مخلوق کی حضور نے بیان فرما دیئے اور سب
باتون کا ایک جگہ بیان کر دینا یہ بہت بڑا معجزہ ہے اور اسی مضمون کی حدیثین مشکوۃ اور مسلم
شریف مین بہت ہین اور مسند امام احمد رح مین دو سندون معتبر سے اور شفاء قاضی عیاض
رح مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہ قال لقد ترکنا محمد صلے اللہ وسلم وما یحرک طائر
جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما۔ یعنے حضرت ابوذر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اس حالت مین ہم کو چہوڑ کر تشریف لے گئے کہ آپ کا یہ حال تہا کہ اگر آسمان مین کوئی پرندہ
پر مارتا تو اوسکا بہی علم ہم سے بیان فرما دیتے تہے لہذا امام بغوی امام رازی صاحب تفسیر
روح البیان وغیرہ محققین مفسرین رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی تفسیرون مین تحریر فرماتے ہین
کہ آیہ کریمہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور اس قسم کی تمام آیت حدیثین اوس زمانے کے ساتھ
مخصوص ہین کہ جبتک حضور کو علم تمام ماکان و مایکون کا عطا نہین کیا گیا تہا ورنہ پہر جب
تمام ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا آپ کا تو ذکر ہی کیا کرنا ہے آپکے تمام غلامون کے
مآل کار کی نسبت بہی یہ ارشاد فرما دیا کہ وبشر[۵۱] المومنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا۔ اور دوسری
جگہ ارشاد ہوتا ہے لیدخل[۵۲] المومنین والمومنات جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ویکفر
عنہم سیأتہم وکان ذالک عند اللہ فوزا عظیما۔ چنانچہ حضرت انس اور قتادہ اور حسن اور عکرمہ
رضی اللہ عنہم کا تو یہی قول ہے کہ آیہ کریمہ ما ادری ما یفعل بی اس آیت کے ساتہ منسوخ ہوگئی
اور یہان سے اوس قول کی گمراہی بہی معلوم ہوگئی جو بعض کہدیا کرتے ہین کہ ہمین کیا معلوم کہ

---

۵۱ اور بشارت پہونچا دو تم اے ہمارے حبیب اسبات کی کہ مومنون کے واسطے اللہ کیطرف سے
بہت بڑا فضل ہے ۱۲ منہ غفرلہ ۵۲ تو کہ داخل کرے اللہ مومن مرد اور عورتون کو جنتون مین
جنکے نیچے نہرین جاری ہین ہمیشہ رہینگے وہ اون مین اور کفارہ کر دے اون سے گناہون اونکے کا اور ہے
یہ نزدیک اللہ کے بہت بڑی رسائی ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ۔

خواجہ صاحب۔ بڑے پیر صاحب ایمان پر ہی مرے بلکہ ہم جو اونکو بزرگ جانتے ہین یہ ہمارا حسن
ظن ہے اسواسطے کہ جنکا انتقال کلمہ پر ہوا اون کے ایمان پر مرنے مین کیا کلام ہے اور جب مرتے
دم ادہر سے بیہوشی ہوجائے اوسوقت کے کفر اور ایمان کا اعتبار نہین اوسوقت تو کافر بھی ایمان
لے آتا ہے چنانچہ لم یک ینفعہم ایمانہم کی تفسیر مین علامہ رازی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہین۔ انہ الوقت
الذی یعاین فیہ نزول ملائکۃ الرحمۃ والعذاب لان فی ذالک الوقت یصیر المرء ملجاء الی الایمان
فذالک الایمان لاینفع انما ینفع مع القدرۃ علی خلافہ حتی یکون المرء مختارا اما اذا عاینوا علامات الآخرۃ
فلا۔ یعنے یہ جو آیت مین ہے کہ وقت دیکھنے ہمارے خوف کے اون کو ایمان کچہ نفع نہ دے گا اس سے
مراد وہ وقت ہے جب جانکنی کی حالت مین عذاب کے فرشتون کو دیکھکر ایمان لے آوے اسواسطے
کہ اوسوقت تو ایمان لانے پر آدمی مجبور ہوتا ہے اعتبار اوسوقت کا ہے جسوقت ایمان لانے اور
کافر رہنے پر قدرت اور اختیار رکہتا ہو چنانچہ کتب عقائد مین جو لکھا ہے کہ کافر کبھی مومن
اور مومن کبھی کافر ہو مرتا ہے نعوذ باللہ منہا۔ اور اعتبار خاتمہ کا ہے اسکے یہی معنی ہین کہ اختیار
اور قدرت کے وقت مرتے دم کبھی مومن کفر کے کلمے کہنے لگتا ہے اور کافر ایمان کی باتین کرنے لگتا
ہے نہ یہ کہ بیہوشی کے بعد بہی مومن کافر اور کافر مومن ہو جاتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ اولیاء اللہ کا قبر
سے نکلکر سبق پڑہا دینا بعض اولیاء اللہ کا روزمرہ یا کبھی کبھی مجلس رسول صلے اللہ علیہ
وسلم مین حاضر ہونا وغیرہ وغیرہ امور مذکورہ سوال شریعت سے ثابت ہین یا نہین سو حضرت
جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین علمی بعد وفاتی کعلمی
فی حیاتی رواہ الحافظ المنذری وابن عدی فی الکامل یعنے میرا علم جیسا زندگی مین تہا
ویسا ہی بعد وفات کے ہیگا۔ روایت کیا اسکو حافظ منذری اور ابن عدی نے کامل مین
اور ابو یعلی بذریعہ ثقہ راویون کے حضرت انس سے نقل کرتے ہین انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے
کہ سب نبی زندہ ہین اپنی قبرون مین نماز پڑہتے رہتے ہین ذرا جذب القلوب اور مدارج وغیرہ معتبر
کتابون کو ملاحظہ کیجے اور طبرانی اور تیسیر محمدیہ مین ہے کہ طبرانی بروایت راویان ثقہ نقل فرماتے ہین کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان یعنے کوئی بندہ

درود میں پہنچا مجہپر مگر پہونچ جاتی ہے آواز اوسکی مجکو جہان کہین بہی وہ ہو اور اسی مضمون کے
سعادین یہ دوسری حدیث دلائل مین ہے قیل لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارایت صلوٰۃ المصلین
علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالہما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم و
تعرض علی صلوٰۃ غیرہم عرضا یعنے جب آپ سے عرض کیا گیا کہ جو آپ سے غائب ہین اور آپکے بعد پیدا
ہونگے اونکے درود کی کیا حالت ہے آپنے فرمایا کہ میری محبت والون کے درود تو مین سنتا ہون
اور اون کو پہچانتا ہون اور دوسرون کے درود میرے سامنے پیش کردی جاتی ہے اور عام
اولیاء اللہ کی شان مین یہ حدیث مشکوۃ شریف اور صحیح بخاری شریف مین موجود ہے۔ عن
ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل
حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی
یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ یعنے حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے فرمایا کہ ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے مجہسے میرا بندہ ساتہ
نوافل کے یعنے اون عبادتون کے ساتہ جو فرض عبادت سے زائد ہین یہان تک کہ مین اوس سے
محبت رکہنے لگتا ہون اور جب مین اوسکو چاہنے لگتا ہون مین اوسکی وہ قوت سماعت ہوجاتا
ہون کہ جس کے ساتہ سنتا ہے اور وہ قوت بصارت ہوجاتا ہون کہ جس کے ساتہ دیکہتا ہے
اور اوسکی وہ ہاتہ ہوجاتا ہون جس سے پکڑتا ہے اور وہ پاؤن ہوجاتا ہون جس سے چلتا ہے اور اگر
مجہسے مانگتا ہے بے شک اوسکو دیتا ہون پہر تاویلی مطلب تو بہت کچہ شراح نے لکہے ہین
مگر واقعی مطلب اس حدیث کا وہی ہے جو اس مرتبہ کے لوگون نے لکہا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ
فرماتے ہین ؎ اللہ اللہ گفتہ اللہ میشود ٭ این سخن حق است باللہ میشود ٭ گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ٭ اور عام مومنون کی شان مین زمین پر سیر کرنے کی نسبت
بعد موت کے احیاء العلوم مین ہے ۔ وقال مالک بن انس بلغنی ان ارواح المومنین
مرسلۃ تذہب حیث شاءت یعنے مومنونکی روحین چہوٹی رہتی ہین جہان چاہین وہان جاسکتے ہین
اور معجم کبیر طبرانی اور جامع صغیر سیوطی مین ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
وہ فرماتے ہین ان للہ تعالی عبادا اختصہم بحوائج الناس یفزع الناس الیہم فی حوائجہم ۔ یعنے

اللہ کے بہت بندے ہین جنکو اللہ نے لوگون کی حاجتون کے واسطے خاص کر لیا ہے لہذا گھبرا کر لوگ اونکی طرف اپنی حاجتون کے واسطے جاتے ہین اور حصن حصین مین مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند بزار سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے واذا انفلتت دابتہ فلینادوا عینوا عباد اللہ یعنے جب بھاگ جاوے جانور کسیکا پس چاہیئے لپکار سے مدد کرو میری اے بندو خدا کی اور اس حدیث کی اگرچہ بعض طریق ضعیف ہین مگر کثرت طرق سے مرتبہ حدیث حسن کو پہونچی ہوئی ہے اور ترمذی شریف مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کم من اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ یعنے بہت لوگ ایسے ہین کہ ظاہر مین بال بکھرے ہوئے غبار آلودہ رہتے ہین اور مرتبہ یہ رکھتے ہین کہ اگر اللہ کی بھروسہ پر قسم کہا بیٹھین تو اللہ اونکی قسم کو پوری کر ہی دیتا ہے اور منتخب کنز العمال مین ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اوسنے کہا جمرہ یعنے چنگاری۔ آپنے پوچھا باپ کا کیا نام ہے کہا شہاب یعنے شعلہ۔ پوچھا کس قبیلے سے ہے کہا حرقہ۔ جسکے معنے جلن کے ہین فرمایا مکان کہان ہے کہا حرۃ النار مین جسکے معنے آگ کے گرمی کے ہین پوچھا وہ کہان ہے کہا قریہ۔ ذات لظی مین یعنے اوس گانوںمین جسکا نام شعلہ والا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر والون کو جاکر سنبھال وہ سب جلگئے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اوسی منتخب مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل کوفہ سے فرمایا تھا کہ اے اہل کوفہ تم سب مین جو بہتر ہین وہ سات آدمی قتل کیئے جاوینگے اور حجر بن الادبی معہ اپنے یارون کے اون مین سے ہین چنانچہ آپ کی پیشین گوئی کے موافق اونکو معاویہ بن عذرا نے شہید کیا خود مولوی حمید اللہ اسمضمون کے آگے جو آپ نے اپنے اعتراض مین حدیث التفاسیر سے لکھوایا ہے لکھتے ہین کہ حضرت عمر کی آواز یاساریۃ الجبل اثنا خطبہ مین مدینہ منورہ سے کوسون پر آپکے سپہ سالار کے کان مین پہونچگئی تھی پھر اسمضمون کے لکھنے کی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیون لکھا ہے۔ مولوصیاحب حسب بموجب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ثابت ہے کہ مخالف عادت کے اولیاء اللہ سے بہت باتین برخلاف عقل ناقص عوام کے ہوسکتے ہین اور اولیاء اللہ کی کرامت کا جمہور اہلسنت کے نزدیک حق ہونا ثابت ہے۔ پھر ایسے مضمونون سے آپ جیسے منصفون کا شبہہ مین پڑجانا بڑے

تعجب کی بات ہی کہ آپ نے قرآن مجید مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر مین نہین پڑھا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے فرمانے سے حضرت آصف بن برخیا علیہ السلام نے جنکا ولی
ہونا متفق علیہ بات ہے پلک جھپکنے سے پہلے آپکی فرماتے ہی سیکڑون کوس سے بطریق کرامت
حضرت بلقیس کے تخت کو حضرت سلیمان کے پاس بیٹھے ہوئے لاکر حاضر کردیا۔ اور جذب القلوب
مین مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین و قضیہ سماع سعید بن المسیب
در ایام واقعہ حرہ اذان از حجرہ شریفہ تا سہ روز کہ مردم مفارقت مسجد نبوی کردہ بودند مشہور است
یعنے یہ قصہ تو مشہور ہی ہے کہ ایام حرہ مین جب بوجہ ظلم یزید لوگ مسجد نبوی کو چہوڑ کر چلے گئے
تہے حضرت سعید بن المسیب جو مشہور تابعی ہین فرماتے ہین کہ مین روز تک روضہ منورہ
سے برابر پانچون وقت کی اذان کی آواز آتی تہی۔ اور مدارج النبوت مین بعد لکہنے بہت سی قسم
کی روایات معتبر کی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین وامام حجۃ الاسلام
غزالی رحمہ اللہ در کتاب خود المنقذ من الضلال میگوید کہ ارباب قلوب مشاہدہ مے کنند در
بیداری ملائک را و ارواح انبیا را و میشنوند از ایشان آوازہا و اقتباس مے کنند از ایشان انوار
و استفادہ مے کنند فوائد و بدانکہ صاحب مواہب بعد از نقل اقوال مشائخ در رویت
شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در یقظہ بر قاعدہ علم و اقوال علما رفتہ از شیخ بدرالدین
حسن بن اہدل نقل کردہ کہ وقوع رویت شریف در یقظہ مر اورا صلے اللہ علیہ وسلم تواتر شدہ
بدان اخبار و حاصل بآن علم قوی ست و منفی است ازان شک و شبہہ۔ اجی حضرت جن
لوگون نے ہمارے مولانا فضل الرحمن قدس سرہ اور ہمارے حضرت سائین توکل شاہ قدس سرہ
کی کچہہ بہی صحبت اُٹہائی ہے اونکو یقینی طور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی

سلہ یعنے اہل دل جاگنے کی حالت مین فرشتونکو اور انبیا کی روحون کو دیکہتے ہین اور اون کی آوازین سنتے ہین اور
اون سے بہت سے انوار اور فائدے حاصل کرتے ہین اور صاحب مواہب لدنیہ نے بہت سے مشائخ کے قول
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نسبت حالت بیداری مین نقل کرکے بہت سے عالمون کے قولون
اور علمی قاعدہ کے موافق شیخ بدرالدین حسن ابن اہدل سے نقل کیا ہے کہ بیداری مین آنحضرت کی زیارت
کرنیکی نسبت اسقدر خبرین منقول ہین کہ مرتبہ تواتر کو پہونچ گئین اور علم یقینی حاصل ہوگیا اور
کمیطرح کے شک وشبہ کی گنجایش نہین رہی ۱۲ منہ عفر اللہ ولوالدیہ۔

مجلس مین حاضر ہونے والے اب بہی موجود تہے اور موجود ہین۔ مگر حق یہ ہے کہ بیت محرم دولت بود
ہر سرے ٭ بار بسیحانکث بہر خرسے ٭ تو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ جو مسلم فریقین ہین
در الثمین فی مبشرات سید الامین مین تحریر فرماتے ہین کہ میرے والد فرماتے تہے کہ مین نے اپنے استاد
عبد اللہ قاری سے سنا کہ مین اور میرے استاد قاری زاہد ایک روز قرآن کا دور کررہے تہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ہمارے قرآن کو سنکر دعا دی پہر فرماتے
تہے کہ مین نے اپنی ان دونون آنکہون سے حضور کو دیکہا اور انوار العارفین مین تو شاہ صاحب
ممدوح بعض اولیاء کے حالات مین بہی لکہتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ تمام دنیا اسوقت ہمارے سامنے
ایسی موجود ہے جیسی ہتیلی ہاتہ کی۔ اور دوسرے بہت سے اولیاء اللہ کے حال مین ایسے
مضامین بہت سے علماء معتبر نے لکہے ہین۔ پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت
یا امام اعظم رحمہ اللہ کے گناہون کی تفصیل وار دیکہنے کے نسبت اور اولیاء اللہ کے چشمہ
شریعت تک پہونچ جانے اور حقیقت شریعت دیکہنے کے نسبت اعتراض کرنا ایسے ہی لوگون
کا کام ہے جو ان سب محدثون بزرگوارون کو بدعتی اور مخالف قرآن و حدیث سمجہین نعوذ باللہ
منہا۔ اور کیا حدیث جبرئیل مین مرتبہ احسان کا آپ نے نہین پڑہا۔ اسی مرتبہ کو نو ولایت اور رسائی
چشمہ شریعت کہتے ہین۔ چنانچہ اوسی حدیث سے ظاہر ہے کہ ظاہری نماز روزے کو اسلام
کہتے ہین اور دل سے تصدیق کرنے کو ایمان اور جب تمام اخبار اور احکام شریعت کو ایسا
دیکہنے لگے جیسے آنکہون سے دیکہتے ہین اس مرتبہ کا نام احسان اور متاخرین کی اصطلاح مین
تصوف ہے اب بہی اگر کوئی شک رہا ہو اور کہدو۔

محمدی مولانا مجکو تو اب کوئی شبہہ نہین رہا۔ اللہ آپکو جزائے خیر دے۔ مگر اپنے پُرانے
یارون کا آدمی کو ہر طرح لحاظ ہوتا ہے **مصرعہ** جب آنکہین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے
لہذا ایک دن کی اجازت آپ سے طلب کرتا ہون۔ اب تو دیکہون ہمارے ہم مشرب
مولوی کیا کہتے ہین اور ذرا اپنے مولانا محمد فاضل کو بہی ایک بار یہ مناظرہ سنا آؤن تاکہ
پہر میری توبہ پر کسیکو دم مارنے کی گنجائش نرہے۔ تو جاتا ہون۔ السلام علیکم۔

مقلد وعلیکم السلام۔ بہتر ہے اللہ کہین آپ کو توفیق توبہ دے اور ہم مشربون کے لحاظ سے

رہائی بخشی دیکھو موت بہت قریب ہے وہان کوئی ہم مشرب کام نہین آوے گا۔

محمدی السلام علیکم۔ لو حضرت حاضر ہون۔

مقلد وعلیکم السلام۔ فرمایئے اب کیا ارادہ ہے۔ آپکے مولوی محمد فاضل صاحب نے کیا فرمایا۔

محمدی مولانا فرمانا کیا تہا بہت خفا ہوئے بہت کچہ لن ترانیین ماری۔ یہ بہی فرمایا کہ تو بھی بدعتی اور شر کون سے جا ملا مگر یہ سب باتین اونکی بے سود ہتین البتہ ایک دو اعتراض آپ کی دلیل اتباع سواد اعظم پر سخت کیئے ہین اون کا جواب اور دیدو۔ پہر مین تو غیر مقلدی۔ اور طریق وہابیہ سے توبہ کیئے لیتا ہون اون کے معاملہ کو وہ جانین۔

مقلد فرمایئے وہ کیا اعتراض ہین ہم کو آپ جیسے منصفون کا جو سوچ سمجہکر ان مضامین کو بنظر انصاف دیکہین اطمینان مقصود ہے معاند سے ہم کو بحث نہین نہ اوسکی رد وبدل سے غرض واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۵

محمدی ۔ مولانا اول اعتراض تو مولوی محمد فاضل صاحب کا یہ ہے کہ آپنے تقلید اور اتباع سواد اعظم پر جو دلیل پیش کی اور پہر سواد اعظم کے متفق اور مجتمع ہونے کی وجہ سے تقلید شخصی ایک مجتہد کو ان چارون مجتہدون مین سے اس زمانہ والون پر اور اپنے اوپر وجوب تقلید شخصی کو ثابت کیا۔ ان دلائل کے اور علاوہ اسکے اور جو دوسرے امور پر دلائل بیان کئے ہین اونکی بیان کرنے مین آپ مجتہد ہین یا مقلد۔ اگر دعوی اجتہاد کا ہے تو اور مسائل مین خود اجتہاد کرکے عمل کرنے سے انکار کی کیا وجہ مجتہد پر تو آپکے نزدیک بہی دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہے اور پہر وہ شرطین اجتہاد کی کون کون سی ہین جو آپ مین بہ نسبت ثبوت تقلید شخصی تو پائی جاتی ہین اور باقی جمیع مسائل کے اعتبار سے نہین پائی جاتی اور اگر بیان کرنے دلائل مذکور مین آپ مقلد ہین تو پہر کسکے۔ اگر اوسی سواد اعظم کے جسکی تقلید کے دلائل آپ بیان کر رہے ہین تو آپ پر دور لازم آتا ہے یعنے جس سواد اعظم کی تقلید کا ثبوت آپ نے بیان کیا وہ بیان اسبات کو چاہتا ہے کہ ثبوت سے پہلے تم اوسکے مقلد ہو تاکہ اوس تقلید کے ذریعہ سے سواد اعظم کی تقلید کا ثبوت دو اور یہ امر ہر عاقل کے نزدیک باطل ہے یا یون کہو کہ اس زمانہ کے سواد اعظم کی دلیل تقلید وہی دلیل ہے جو اس زمانہ سے پہلے زمانہ کے

سواد اعظم کی دلیل تقلید تھی پھر جب اوس سے پہلے سواد اعظم کی تقلید کی دلیل پوچھی جاویگی تو ہوگئے اوس سے پہلے سواد اعظم کی جو دلیل تقلید تھے تو یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور آپ مبتلائے بلائے تسلسل ہو جاوینگے اور پھر یہ بھی آپکو بتانا ضرور ہوگا کہ یہ دلیل اول سواد اعظم کی آپ تک کس ذریعہ سے پہونچی اور کون کون کتابون مین اب تک منقول ہوتی چلی آئی۔ اور اعتراض دوئم یہ ہے کہ وجوب تقلید شخصی جس سواد اعظم کے اجماع اور اتفاق کی وجہ سے آپ نے ثابت کیا ہے اوس سواد اعظم سے اگرانہین آجکل کے عوام اور خواص مسلمانون کی جماعت مراد ہے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اجماع قابل حجت نہین اسواسطے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اہل اجماع مجتہد ہوتے ہین اور آپ فرما ہی چکے کہ سنہ چار سو کے بعد مجتہد مستقل کا ہونا بالکل موقوف ہوگیا ہے مگر مین کہتا ہون کہ اکثر کتب فقہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ مقلد جو مجتہد فی المذہب یا مجتہد منتسب ہو وہ بھی نہین ہوتے پھر آج کل کے عوام دخواص کے اجماع سے حنفیون کے نزدیک ثبوت وجوب تقلید کا کسطرح ہو سکتا ہے۔ اور اگر سواد اعظم سے مجتہدین فی المذہب کے سواد اعظم مراد ہے تو باعتبار لفظ سواد اعظم کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بڑی جماعت مجتہدون کی اوسپر متفق ہو جائے گو چھوٹی جماعت مجتہدون کی اوسکی مخالفت کرتی رہے۔ حالانکہ امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک اجماع کے واسطے ایک زمانہ کے تمام مجتہدون کا اتفاق شرط ہے اور تقلید کے معاملہ مین تو اگر آپ کتابون کو ملاحظہ فرمائینگے تمام مراتب کے مجتہدون کی بڑی جماعت کے نہ چھوٹی کے مختلف اقوال پائینگے انتہے۔

مقلد مولوی صاحب کیا آپکے مولانا محمد فاضل صاحب معقولی بھی ہین اکثر محمدیون سے ہم تو یہی سنتے تھے کہ تمام علوم صرف۔ نحو۔ منطق۔ ہیئت۔ فلسفہ وغیرہ بجز علم قران و حدیث کے بدعت ہین مگر خیر الحمد للہ آج معلوم ہوگیا کہ آپ کے مولانا محمد فاضل استاد کل منطقیون کے قواعد کے تو مقلد ہین گو تقلید مجتہدین دین سے انکار رکھتے ہین چونکہ یہ بات آپکے سوچنے کے قابل تھی اسواسطے موجہ سے نکل گئی۔ اب اصل مدعا کی طرف متوجہ ہو جیئے اور سنیئے مولوی صاحب کیا تمام قران و حدیث کی سمجھہ آپکے مولانا کے نزدیک اجتہاد اور تقلید شخصی ہی مین منحصر ہے

کیا آپ نہین جانتے کہ بعض آیات کلام اللہ ایسی بھی ہین جنکے سمجھنے مین نہ کسیکی تقلید کی ضرورت ہے نہ اجتہاد کی حاجت کیا اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ کتب علیکم الصیام وغیرہ آیات سے جو نماز پڑہنے زکوٰۃ دینے اور روزہ رکہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ ان حکمون کو قرآن سے ہر ترجمہ خوان یا زباندان عربی نہین سمجھہ سکتا علی ہذا لولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا کے نفس ترجمہ سے کیا یہ بات ہر اک سمجھدار آدمی نہین سمجھہ لیتا کہ اللہ تعالی یون ارشاد فرماتا ہے کہ اے امت محمد رسول اللہ اگر اللہ کا فضل اور رحمت میسر نہوتا تو تم سب شیطان کے پیرو ہوجاتے مگر تہوڑے لیسے کہ جو بغیر اس فضل ورحمت کے بہی پہلے ہی سے شیطان کی پیروی سے بچے ہوئے تہے مثل ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہم کے کہ قرآن کے نازل ہونے اور اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہوئے اور شیطان کی پیروی سے بچے ہوئے تہے۔ مگر جب یہ فضل اور رحمت یعنے نزول قرآن اور ظہور اسلام اور ہونا علما اور مجتہدین کا تم مین ہے کہ جو فضل ورحمت سے بموجب سیاق آیت اسمقام پر مراد ہے تمہارا شامل حال ہوگیا تم سب شیطان کی پیروی سے بچگئے اور شیطان کے پیرو تم مین تہوڑے رہ گئے چنانچہ تمام مفسرین معتبرین نے بہی ایسا ہی لکہا ہے اور انہین معنون کو بموجب قواعد عربیت مختار رکہا ہے اور اکثر احادیث صحیحہ سے ہی کہ جنکو باعتبار معنی کے مشہور یا متواتر کہہ سکتے ہین۔ یہی مضمون ثابت ہوتا ہے کہ اطاعت اللہ اور رسول اللہ کے اہل اسلام کی بڑی جماعت ہی کی پیروی مین منحصر ہے اور تہوڑے لیسے گروہ کی پیروی مین بمقابلہ سواد اعظم استحقاق دوزخ مین پہینکے جانے کا ہوجاتا ہے اسیواسطے جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقون مین سے بجز ایک فرقہ کے سب جہنمی ہون گے اور صحابہ نے عرض کیا کہ وہ فرقہ کون سا ہوگا جیسے بعض روایات مین آیا ہے کہ بجواب اسکے آپ نے فرمایا کہ وہ فرقہ میری اور میرے اصحاب کی پیروی کرنے والا ہوگا اکثر روایتون مین کہ جنکو باعتبار کثرت طرق کے متواتر المعنی کہہ سکتے ہین یہ بہی وارد ہوا ہے کہ آپنے فرمایا وہ فرقہ بڑی جماعت اہل اسلام کا پیرو ہوگا۔ چنانچہ تقریباً چالیس طریقون سے تو اسمضمون کی حدیثون کو ہم نے اپنے رسالہ مختصر المیزان ہی مین نقل کیا ہے۔ اب جب آپ پر یہ بات خوب

ثابت ہوگئی کہ قرآن اور حدیث کے تمام مضامین کے سمجھہ اور پیروی اجتہاد یا تقلید شخصی ان دو صورتون مین منحصر نہین تو فرمایئے کہ آپکے مولانا کا سوال مذکور لغو رہا یا نہین اور جب ہم نے یہ بات نفس ترجمہ اور محاورہ سے ظاہر دکہادی کہ جو دلیل اتباع سواد اعظم کی ہم نے بیان کی ہے وہ بھی ایسی ہی ہے پھر انصاف سے کہیئے کہ آپکے مولانا کا اعتراض بیخ و بن سے کٹ گیا یا نہین - اور جب آپ ملکہ ہر کس و ناکس اسباب کو جانتے ہین کہ یہ آیت قرآن مجید مین موجود ہے اور اس مضمون کی حدیثین تمام حدیث کی کتابون مین موجود پھر مولانا محمد فاضل کا پوچھنا کہ یہ دلیل آپ کن کن کتابون مکے ذریعے سے پہونچی تمہین خدا کی قسم ذرا سچ تو کہو کہ مولانا پر یہی مثل صادق کرتا ہے یا نہین پڑہے نہ لکھے نام محمد فاضل - اور جب اتنے بڑے مولانا کا یہ حال ہے تو اور نائی دہوبی رنگریز کمنگر دہینئے جلاہے جو دو کانون پر غیر مقلدون کے مولوی بنے بیٹھے ہین اون کا کیا حال ہوگا - علی ہذا القیاس مولویصاحب آپکے مولانا کا اعتراض دویم بھی ایسا ہی ہے - کیون حضرت جب آپ اور ہم بموجب قول مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ وغیرہ علمار معتبر کے یہ مان چکے کہ سنہ ۲ھ کے بعد تمام امت تقلید شخصی پر مجتمع ہوگئی اور اجماع کے اہل بھی اسوقت کے مجتہدین فی المذہب تہے اور یہ بھی مان چکے کہ ان چارون امامون ہی کے چار مذہب اور اونہین مین سے کسی ایک کی تقلید پر مجتمع ہونے کی خبرین بطریق شہرت یا متواتر ہم تک پہنچی چلی آتی ہین اور جو مختلف روایتین حرمت اور حلت اور وجوب اور استحباب تقلید کے ائمہ مجتہدین سے منقول ہین وہ باعتبار مختلف قسم کے لوگونکے ہین مثلاً باعتبار مجتہدین مطلق کی حرمت کے روایتین ہین اور بہ نسبت مجتہدین فی المذہب کے استحباب کی روایتین ہین اور غیر مجتہدون کی نسبت بوجہ اجماع سواد اعظم وجوب کی روایتین تو اب آپ ہی فرمادین کہ ان سارے مضامین کو سنکر تسلیم کر کر مولانا محمد فاضل کا یہ اعتراض کہ سواد اعظم سے آپ کی کیا مراد ہے محض سمع خراشی اور مغالطہ دہی ہے یا کچھہ اور ہان یہ بات اونکی قابل سماعت ہے کہ امام کے نزدیک ایک زمانہ کے تمام مجتہدون کا اجماع قابل حجت ہے اور تمہاری دلیل سے ایک زمانہ کے مجتہدین کی بڑی جماعت کی اجماع کا حجت ہونا مفہوم ہوتا ہے سو اگر کتب اصول کو آپ ملاحظہ فرمایئے

اون کے اس اعتراض کی طرف آپ ہی توجہ نہ فرماتے کیون حضرت جب سواد اعظم کی مخالفت
موجب دخول دوزخ ہے کیا وہ مجتہد جو مجتہدون کی بڑی جماعت کی مخالفت کرین قابل عتاب
ہو سکتے ہین اسیواسطے کتب اصول مین لکھا ہے کہ مراد تمام مجتہدون سے مجتہدین صالح ہین
دیکھو منار مین ہے واہل الاجماع من کان مجتہدا صالحا اور دائرا لوصول مین ہے واہل الاجماع
من کان مجتہدا لیس فیہ ہوا اے بدعۃ ولا فسق ظاہر نہین ہے اور یہی مضمون دوسری تمام کتب
اصول کا ہے۔ علاوہ برین اگر ہم مان ہی لین کہ کل قرآن مجید اور تمام احادیث کی صحیحہ فقط
انہین دو طریق اجتہاد اور تقلید ہی مین منحصر ہے جب بہی اون خرابیون کی لوث سے جو آپکے
مولانا نے اپنے زعم مین ہمپر وارد کی ہین ہمارا دامن تقریر بالکل پاک ہے۔ کیا آپ کے
مولانا کے نزدیک یہ بات محال ہے کہ ایک شخص کل مسائل کے اعتبار سے نہین تو بعض مسائل
کے اعتبار سے ہی اون اجتہاد کی شرطون کو جو اس زمانہ کے لائق صاحب تلویح تحریر
فرماتے ہین حاصل نہ کر سکے اور اس زمانہ کے عام عالمون کے اعتبار سے مجتہد کہلایا جاوے
اور بوجہ پابندی کسی مجتہد کے مجتہدین سلف سے تمام اصول اور فروع مین مقلد بہی رہے
حضرت من اس زمانہ مین سب سے زیادہ منزل دشوار گذار معاملہ اجتہاد مین حدیث کے راویون
کے حالات کی تحقیقات ہے کہ جو بوجہ دور دراز گذر جانے زمانہ کے بغیر تقلید کرنے اون کتابون
کے جن مین راویون کے حالات درج ہین غیر ممکن ہے سو اسکی نسبت باب الاجتہاد تلویح
مین علامہ تفتازانی رحمہ اللہ اسطرح تحریر فرماتے ہین الثانی السنۃ قدر ما یتعلق بالاحکام
بان یعرفہا بمتنہا وہو نفس الحدیث وسندہا وہو طریق وصولہا الینا من تواتر او شہرۃ
او احاد ومن ذالک معرفۃ حال الرواۃ والجرح والتعدیل الا ان البحث عن حال الرواۃ فی
زماننا ہذا کالمتعذر لطول المدۃ وکثرۃ الوسائط فالاولی الاکتفاء بتعدیل الائمۃ الموثوق
بہم فی علم الحدیث کالبخاری والمسلم والبغوی والصنعانی وغیرہم من ائمۃ الحدیث الخ۔
یعنے دوسری شرط اجتہاد کی یہ ہے کہ مجتہد اس قدر حدیثونکو ضرور حاصل کرلے جو حکمونکے
متعلق ہین مع اون کے متن اور سند کے اسطرح پر کہ یہ متواتر ہے۔ یہ مشہور ہے۔ یہ
احاد ہے۔ اور سند کے جاننے مین سند کے سب راویون کے حالات کا پہچاننا ہی ضرور ہے

تاکہ جس کو معتبر سمجھے اوسکی حدیث پر اعتماد کرے جس مین کلام ہو اوسکو غیر معتبر سمجھے مگر ہمارے اس
زمانہ مین راویون کے حالات سے بحث کرنا تو مثل امر متعذر اور غیر ممکن کے ہو گیا۔ بسبب درازی
زمانہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کثرت سے ہو جانے اون واسطون کے جنکے واسطے
حدیثین ہم تک پہونچ سکتی ہین اسواسطے اولی یہ ہے کہ اس زمانہ کے اعتبار سے اجتہاد کی
شرطون مین جو حدیث دانے کی شرط ہے اوس مین اتنی ہی بات پر کفایت کی جاوے کہ
جس قدر حدیثین احکام کے متعلق ہین اون کو اون اماموں کی تقلید سے جانتا ہو کہ جو علم حدیث
مین معتبر سمجھے گئے ہین جیسے امام بخاری امام مسلم امام صنعانی امام بغوی وغیرہم رحمہ اللہ
جسکو یہ صحیح اور معتبر کہین اونکو صحیح سمجھ لے اور جن مین وہ کلام کر گئے ہین اونکو اوسی
مقدار پر ضعیف مان لے۔ جن راویون کو وہ جیسا کچھ لکھ گئے ہین اونکو اون کی تقلید سے
ویسا ہی سمجھ لے۔ چنانچہ اس مرتبہ کے مجتہد عالم اب بھی بہت نہین تو کچھ نکچھ تو موجود ہین
گو تمام احکام کے اعتبار سے یہ قوت بھی پوری نہ رکہین۔ مگر بعض احکام کے اعتبار سے
اس قدر قوت والون کا ابھی موجود ہونا ظاہر ہے اور کیا عجب ہے کہ ایسے لوگ قرب قیامت
تک باقی رہین۔ مگر یہ لوگ چونکہ اصول اور فروع مین اپنے مذہب کے مجتہد مستقل اور
مجتہدین منتسب کی مخالفت نہین کر سکتے بسبب جاننے اس امر کے یقینی طور سے
کہ جو مرتبہ تحقیق حدیث کا ان مجتہدون کو حاصل تہا یہ ائمہ حدیث اوس مرتبہ کو نہین
پہونچی علاوہ برین وہ مجتہد اور فقیہ بھی تہے اور یہ فقط محدث ہین بلکہ حدیث مین بھی اونہین
اماموں مین سے کسیکے شاگرد یا اون کے شاگردون کے شاگرد اور انہین چارون اماموں مین سے
کسی ایک امام کے مقلد۔ چنانچہ یہ امر جواب نمبر ۶ سے ظاہر ہے اور شجرہ ائمہ کا استاد اور شاگرد دیدنی جو اس
رسالہ مین ہے دیکھو اوس سے خوب ظاہر ہو جاوے گا۔ غالباً اسی وجہ سے مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے انکو
بھی مجتہدین منتسبین مین شمار کر لیا ہے۔ اور رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے ہین الاجتہاد

نوعان مستقل وقد فقد من راس اربع مائۃ فلم یمکن وجودہ ومنتسب وہو باق الی ان تاتی
اشراط الساعۃ الکبریٰ ولا یجوز انقطاعہ لانہ فرض کفایۃ ومتی قصر اہل عصر حتی ترکوہ اثموا کلہم
کما صرح بہ الاصحاب منہم الماوردی فی الحاوی والرویانی فی البحر والبغوی فی التہذیب۔

یعنے امام ماوردی حاوی مین اور امام رویانی بحر مین اور امام بغوی تہذیب مین تصریح فرماتے ہین
کہ اجتہاد کی دو قسمین ہین ایک اجتہاد مستقل جو شروع صدی چہارم سے بالکل نیست و نابود
ہوگیا۔ اور دوسرا اجتہاد منتسب جو قیامت کی بڑی نشانیان ظاہر ہونے تک باقی رہیگا
اور چونکہ وہ فرض کفایہ ہے اوسکا نابود ہونا ناجائز ہے۔ اور اگر کسی زمانہ والے اوسکو بالکل
چھوڑ دین سب گناہگار رہینگے۔ ورنہ جمہور محققین متقدمین کی تحقیق سے ظاہر ہے کہ اب وہ
مجتہد منتسب تو نہین رہے جو خود راویون کے حالات سے بحث کرتے تہے اور جس کسی واقعہ مین اپنے
مجتہد مستقل یا مجتہد فی المذہب سے تصریح نہین پاتے اوسکو قرآن اور حدیث سے تحقیق کرکے
بلا تقلید خود ہی استنباط کرلیتے تہے چنانچہ یہ امر بوجہ متعذر ہوجانے تحقیق اسماء رجال
اور جرح اور قدح رجال مین بلا تقلید کتب اسماء رجال وغیرہ خود ہر سمجھدار پر ظاہر ہے ایسا ہی
محقق ابن کمال باشا کی تحقیق کے حوالہ سے صاحب شامی در مختار کی اس عبارت کی شرح
مین وذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد واما المقید فعلی سبع مراتب صاف صاف بیان فرماتے ہین
کہ سات مرتبے جب پورے ہوتے ہین جب مجتہد مستقل اور جو مقلد محض ہین اونکو بھی مجتہد
مقید یعنے منتسب مان لیا جائے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہین۔ قولہ۔ واما المقید[۲] فیہ امران الاول
ان المجتہد المطلق اہل السبعۃ والثانی ان بعض السبعۃ لیسوا مجتہدین۔ اور اگر فرض کیا جاوے
کہ اب زمانہ محض مقلدون کا ہے اور صاحب تلویح کی تحریر کے موافق ہی اب کوئی صاحب
اجتہاد باقی نہین رہا تو کیا ہم نہین کہہ سکتے کہ جیسے اور احکام کے ماننے مین بموجب تحقیق کسی
ایک امام کے اِن چارون امامون مین سے ہم اپنے زمانے کے سواد اعظم کے مقلد ہین۔
اسیطرح دلیل اتباع سواد اعظم کے بیان کرنے مین بھی اوسی سواد اعظم کے مقلد ہین۔
اور یہ سواد اعظم اپنے سے پہلے سواد اعظم کی مقلد ہے۔ علی ہذا بیان تک کہ یہ تسلسل اون
سنہ ھ کے بعد والے مجتہد فی المذہبون پر جاکر ختم ہوجاوے جنہون نے تقلید شخصی ہم

---

[۱] اور فقہا نے لکھا ہے کہ مجتہد مطلق تو اس زمانے مین مفقود ہوگئے اور مجتہد مقید
جو پائے جاتے ہین وہ مختلف سات مرتبون مشہور مین سے ہوتے ہین ۱۲ منہ غفراللہ

[۲] یعنے یہ جو در مختار مین ہے کہ مقید سات مرتبون پر منقسم ہین اس مین دو بات ہین اول یہ کہ مجتہد مطلق کو [illegible]

اتفاق کیا تھا اور پھر اتباع سواد اعظم کی دلیل سے ہر غیر مجتہد پر حکم وجوب تقلید ثابت کیا تھا جب یہ تسلسل منقطع ہوگیا فرمائیے کونسی خرابی باقی رہی محال تو وہ تسلسل ہے جو امور واقعیہ مین کسی درجہ تک کبھی ختم ہی نہ ہو۔ علی ہذا کیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ جس سواد اعظم کی تقلید سے ہم یہ دلائل بیان کر رہے ہین وہ سواد اعظم اور ہے اور جس سواد اعظم کی تقلید کا ثبوت بیان کیا گیا ہے وہ سواد اعظم اور ہے۔ اب فرمائیے دور کہان لازم آیا دور تو جب لازم آتا جب دونون سواد اعظم ایک ہی مان لئے جاتے۔ حضرت وہ سواد اعظم جسکی تقلید سے اس آیت مذکورہ کو فرمان خدا اور احادیث مذکورہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمنے مانا ہے وہ عام مسلمانون کی سواد اعظم ہے یا تمام محدثون کی سواد اعظم ہے۔ اور جس سواد اعظم کی تقلید کا ثبوت دیا گیا ہے وہ سواد اعظم مقلدین کی ہے یا اون منتسب مجتہدون کی اور اونکے زمانہ والے مسلمانون کی جنہون نے بعد ۲۰۰ھ کے تقلید شخصی پر اجماع کیا تھا۔

محمدی مولانا۔ اب مجکو تو خوب معلوم ہوگیا کہ جیسے انکے سب معاملات ظاہر مین اچھے معلوم ہوتے ہین اور باطن مین دیکھو تو اللہ ہی اللہ یاد آتا ہے۔ علی ہذا انکی دلیلون اور اعتراضون کی بھی یہی کیفیت ہے کہ ظاہر مین ہر دلیل بہت مضبوط اور گہری معلوم ہوتی ہے اور جب تحقیق کیا جاتا ہے تو محض ملمع ہی ہوتا ہے اور بجز زبانی قال اللہ قال الرسول انکے باطن مین قال اللہ کا کچھ بھی پتہ نہین لگتا۔

مقلد بے شک اس مین ذرا شک نہین۔ کیا آپنے بخاری کی اس حدیث صحیح کو نہین دیکھا

عن ابی سلمۃ وعطاء بن یسار انہما اتیا ابا سعید الخدری فسألاہ عن الحرورية اسمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا ادری ما الحرورية سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول یخرج فی ہذہ الامۃ ولم یقل منہا قوم تحقرون صلوتکم مع صلوتہم یقرؤن القرآن لا یجاوز حلوقہم وحناجرہم یمرقون من الدین کمروق السہم من الرمیۃ فینظر الرامی الی نصلہ الی رصافہ فیتمارى فی الفوقۃ ہل علق بہا من الدم شئ۔ یعنے حضرت ابو سلمہ اور عطا سے روایت ہے کہ ان دونون نے حضرت ابو سعید خدری رض کی خدمت مین آکر پوچھا کہ آپنے حروریہ یعنے خارجیون کے معاملہ مین بھی کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپنے فرمایا کہ

مین نہین جانتا حدید یہ کون ہین مین نے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اس امت مین ایک قوم ایسی ظاہر ہوگی یون نہین فرمایا اس امت سے ایک قوم نکلیگی کہ اونکے نمازون کے سامنے تم اپنی نمازون کو حقیر سمجھو گے قرآن بہت پڑہین گے مگر اونکے گلون سے نیچے نہین اُترے گا دین سے ایسے نکلجاوینگے جیسے تیر شکار سی پار نکلجاتا ہے پہر دیکہنے والا کبہی اوسکے پہال کو کبہی بندش کو دیکھتا ہے پہر سوفار پر آکر شبہہ کرتا ہے کہ شاید یہان کچہ خون لگا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچہ خارجیون پر موقوف نہین حضور نے تو مطلقاً فرمایا ہے جس مین یہ نشانی پائی جاوین وہی بے دین ہے۔

محمدی۔ مولانا خیر میری توبہ ہے انشاء اللہ اب کبہی انکے دم مین نہین آنے کا مین آج سے ہی حنفی ہون اور اللہ سے دعا ہے کہ مرتے دم تک حنفی ہی رکہے مگر یہ لوگ اکثر ہماری مسجد مین آجاتے ہین اور یکدم آنے سے منع کرنا ہی خلاف مروت ہے اگر وہ ہماری برابر ہماری جماعت مین شریک ہوجاوین تو کچہ ہماری نماز مین تو اونکی شرکت سے نقصان پیدا نہ ہوگا پہر جہر آمین بالجہر اور فاتحہ خلف امام مین وہ ہم سے نفس نماز مین مخالف ہین۔ مگر یہ امور شافعی ہی کرتے ہین اور آپ فرما ہی چکے کہ ہم چارون مذہب کے مقلد باہم شیر و شکر ہین اور اگر کبہی وہ پہلے سے آکر جماعت شروع کردین تو اونکے پیچہے نماز پڑہلون یا نہین شافعی مالکی امام کے پیچہے تو حنفی کو نماز پڑہنا کتب فقہ مین جائز لکہا ہے۔

مقلد مولوی صاحب باوجود اتنی بحث مفصل کے اب ہی آپ ہی پوچہتے رہے کہا سوال وجواب نمبر دس سے آپ پر یہ ظاہر نہین ہوا کہ بعض غیر مقلد ایسے ہی ہین جنکی نماز چارون اماموں کے نزدیک نہین ہوتی بوجہ نہ باقی رہنے اون کے وضو کے کسی امام کے نزدیک اور پہر یہ نظیر خاص بعض غیر مقلدین کے اعتبار سے آپکے فرمانے کے موافق بیان کیگئی تہی ورنہ آپ ہی انصاف سے فرماوین کہ جب تمام غیر مقلدون کا ہر بات مین الدین یسر[سلہ] پر عمل ہو تقلید ائمہ کو حرام سمجہین اور وہ سب وضو مین ان تمام حرکات مذکورہ کے مرتکب ہون

[سلہ] یعنے دین اختیار کرنا آسانی کا ہے ۱۲

علاوہ برین اون کے محققون کے نزدیک بالاتفاق بموجب نئے معنون حدیث الماء طہور[1]
لاینجسہ شئی کے جبتک رنگ وبو و مزہ نہ بدلے کوئی بھی نجاست پانی مین گر جاوے اور پانی کتنا
ہی کم ہو ناپاک نہین ہوتا خواہ چلو بھر ہو یا کچہ کم زیادہ جو بالاتفاق چارون مذہبون مین
ناپاک ہے پہر فرمایئے وہ اس قسم کے پانی سے وضو کرکے یا کپڑا دہو کے گیلے کپڑون سے یا خشک
سے تمہارے برابر آکہڑے ہوئے یا نماز پڑہانے لگے تو اب تمہاری نماز اون کے پیچھے کیونکر
ہوگی یا اونکے برابر کہڑے ہونے سے تمہاری نماز مین کس طرح نقصان نہ واقع ہوگا۔ دیکھو
دُرِ بہیہ کا ترجمہ طریقہ محمدیہ جو نواب صدیق حسن خانصاحب نے لکہا ہے اور مولوی نذیر
حسین صاحب اور مولوی حفیظ اللہ خانصاحب اور مولوی اسد اللہ صاحب کے تقریظ او
اور اصلی مہرون سے مزین ہے اور جسکی تعریف مین ان لوگون نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا
ہے اوسکے اول باب کی بجنسہ یہ عبارت ہے۔ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا نہین نکالتی
اوسکو ان دونون وصف سے مگر نجاست کہ بدل دے اوسکے بو اور رنگ اور مزے کو اور
دوسرے وصف سے جو نکالدی اوسکو نام آب مطلق سے کوئی پاک چیز بدل دینے والی اور
نہین فرق درمیان تہوڑے اور بہت اور زیادہ دو قلی اور کم دو قلی اور بہتے اور ٹہیرے
اور مستعمل اور غیر مستعمل کے اور پہر اسکے بعد کی فصل کی یہ عبارت ہے۔ نجاست گوہ اور
موت ہے بڑے آدمی کا مطلق مگر لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہے کتے کا اور لید ہے اور
خون ہے حیض و نفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اسکے سوا ہے اوس مین اختلاف ہے
اور اصل پاکی ہے اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے جسکی معارض نہو کوئی نقل دوسری
برابر اوسکے یا مقدم اوسپر۔ اب فرمایئے بموجب اس کتاب کے اگر شیر خوار لڑکا کہڑے بہر
پانی مین پیشاب کردے یا سور پانی پی لے یا چلو بہر پانی مین قطرے دو قطرے حیض کا خون

---

[1] پانی پاک ہے اوسکو کوئی شئی ناپاک نہین کرتی ۱۲ [2] حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے ہین اذا استیقظ احدکم من منامہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلہ ثلثا فانہ لا یدری این باتت یدہ۔ یعنی جب کوئی
تم سے سوتا اوٹہے تو جبتک ہاتونکو تین بار نہ دہولے برتن مین ہاتہ نہ ڈبووے اوسے کیا خبر ہے کہ رات کو وہ ہاتہ
کہان رہا ہو۔ اور دوسری حدیث شیخین لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل فیہ۔ یعنے ٹہیرے ہوئے پانی مین
ہرگز کوئی پیشاب نہ کرے ایسا نہو کہ پہر اوسی مین غسل کرے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ۔

یا بڑے آدمی کا پیشاب یا سور کا گوشت یا خون اتنا جس سے رنگ بو مزہ کچھ بدلے گر جاوے کسی غیر مقلد کے نزدیک وہ گھڑے بھر پانی یا وہ چلو بھر پانی ناپاک ہوگا ؟ ہرگز نہین۔ پھر کہیئے اون کو اپنی مسجد مین گنجایش دینا یا اونکے کہانے پانی پر اعتبار پانی اور طہارت کا رکہنا اونکے کپڑون کو پاک سمجہنا یہ محمدی حنفی سے کیونکر ممکن سمجہا جاوے پھر جواز نماز کا فتوی تو انکے پیچھے مقلدین مذاہب اربعہ کے علما تو درکنار کسی ادنی سمجہدار سے بھی محال معلوم ہوتا ہے۔ قطع نظر ان ساری باتون کے جو لوگ مصداق ومن یتول غیر سبیل المومنین ہین اور بوجہ مخالفت سواد اعظم مستحق جہنم کے کیا آپ اون کو ابتک فاسق بھی نہین جانتے - اجی حضرت وہ تو تمام مقلدون کو خواہ حنفی ہون یا شافعی مالکی ہون یا حنبلی اور تمام درویشون کو خواہ نقشبندی ہون یا قادری سہروردی ہون یا چشتی مشرک اور بدعتی عموماً کہہ رہے ہین اور اپنی کتابون مین لکھہ رہے ہین - پھر کیا وہ بموجب حدیث بخاری شریف من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت علیہ کے آپکے نزدیک خود مشرک بدعتی نہین ہونگے گو حنفی اون کے کفر مین احتیاطاً تامل کرین پھر فرمایئے کیا آپکے نزدیک کافر کی اقتدا درست ہے اور کیا فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی نہین ہوتی -

محمدی نائب مولانا یہ آپ کا فرمانا بجا و درست ہے اور بلاشبہہ یہ کتاب طریقہ محمدیہ اور قاتل الفجار وغیرہ جن مین ان چارون مذہبون کے مقلدین کو مصداق الذین فرقوا دینہم قرار دے کر یہود و نصاری مین داخل کردیا ہے انکے نزدیک بڑے معتبر ہین - اور مولوی عبداللہ جہاو وغیرہ سبھی کو اپنا پیشوا سمجھتے ہین مگر وقت پہ سبکی تصنیفات کے منکر ہوجاتے ہین اور کہدیتے ہین کہ ہم کسیکے مقلد نہین نہ ہم مولوی اسمٰعیل صاحب کے مقلد ہین نہ مولوی عبداللہ جہاو کے نہ مولوی نذیر حسین کے ہم تو فقط قرآن حدیث کے پیرو ہین ہم کسی مقلد کو مشرک یا بدعتی نہین کہتے اور زیادہ دباؤ آپڑے تو یہ بھی کہنے لگتے ہین کہ جب چارون امام برحق ہین

سلہ جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اگر دونون مین سے کوئی اوسکے کہنے کے موافق ہے جب تو وہ کافر ہوگا ورنہ کہنے والے پر ہی کفر لوٹے گا نعوذ باللہ ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ -

پہران مین سے ایک کی تقلید کیون کرین بلکہ چارون ہی کی تقلید لازم ہے اور ہم چارون ہی کے مقلد ہین پہر اسکا جواب اونکو کیا دیا جاوے اور کس دلیل سے اون کو اگر امام بنجاوین ہٹایا جاوے اور لوگون کو اون کی اقتدا سے منع کیا جاوے۔

متقلید۔ بہائی جو شخص کسیکا مقلد نہو اوس سے پوچھنا چاہیئے کہ تم نے قرآن کو کلام خدا اور حدیثون کو جو کتب حدیث مین ہین حدیث رسول اللہ کس ذریعہ سے جانا آیا خود جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تم سے فرما گئے کہ یہ کلام خدا ہے اور یہ حدیثین جو فلان کتاب مین ہین میری ہی ہین یا عام خاص تمام مسلمانون کی تقلید سے یا باعتبار تمام دنیا کے مسلمانون کے بڑی جماعت کی تقلید سے کہ جس جماعت والون کا نام بلا احتیاج دلیل بالبداہۃ حنفی شافعی مالکی حنبلی ہے یا مسلمانون کی چہوٹی جماعت والے فرقون کی تقلید سے پہر مطلب اور معانی قرآن وحدیث کو کس ذریعہ سے جانا آیا اون مترجمون اور مفسرون اور شارحون کے ذریعہ سے جو سواد اعظم مسلمانون کے عالم ہین یا اون علمار کی شرح اور ترجمون اور کتابون کے ذریعے اونہین سے پڑہ پڑہا کر جو چہوٹی جماعت والے فرقون اہل اسلام کے جیسے رافضی خارجی وہابی غیر مقلد وغیرہ بدعتی فرقون کے عالم ہین۔ صورت اول کا تو بجز معاند کے کوئی مدعی ہو ہی نہین سکتا اور اگر بالفرض کوئی مدعی بن ہی جاوے تو اوسکا قول کس سمجہدار کے نزدیک قابل سماعت ہو سکتا ہے۔ باقی سب صورتون مین اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ مین کسیکا مقلد نہین تمام مسلمانون کا یا بڑی جماعت یا چہوٹی جماعت مسلمانون کا مقلد ہونا لازم آتا ہے۔ علاوہ برین اگر وہ کہے کہ تمام مسلمانون کی تقلید سے تو بہ نسبت قرآن تو یہ قول کچہ بن ہی جاوے گا مگر حدیث کی کوئی ہی ایسی کتاب نہین جو تمام مسلمانون کے نزدیک مسلم الثبوت ہو لہذا اگر وہ کہے کہ بڑی جماعت کے تقلید سے تو بہ نسبت معانی اور مطلب کے پوچہو کہ وہ بہی بڑی ہی جماعت کے علما کی شرح اور تفاسیر وغیرہ کے ذریعے سے اونہی علما سے پڑہ پڑہا کر اگر حاصل کیئے تو اوس سے پوچہو کہ پہر اونکی مخالفت کی کیا وجہ اونکے نزدیک قرآن اور حدیث پر عمل بلا تقلید کسی ایک مجتہد کے ان چارون مجتہدون مین سے ہو ہی نہین سکتا اور اگر وہ کہے اوس چہوٹی جماعت مسلمانونکی تقلید سے جو غیر مقلد یا محمدی

کہلاتے جاتے ہین اور اوسی جماعت کے علمار کی تقلید سے تو اوسی سے پوچھو کہ پہر جو کچھہ قرآن اور حدیث سے اونہون نے مقلدین حنفی شافعی مالکی حنبلی قادری نقشبندی چشتی سہروردیون کی نسبت مشرک بدعتی کافر مصداق الذین فرقوا دینہم وغیرہ ہونے کے جو مضامین لکھے ہین اونسے تمہارا انکار سراسر دروغ بے فروغ اور دعوی پیروی قرآن وحدیث باطل ہے یا نہین پہر بہی اگر گڑبڑ کرے اور اس مضمون کو نہ سمجہے تو اوس سے پوچھو کہ تم نے جو تقلید کو چھوڑا یہ تو بتا دو کہ برا سمجہکر یا چہا سمجہکر یا ترک تقلید کو بہ نسبت تقلید اولی سمجہکر پہر ناچ ہی کہنا پڑے گا کہ اچھا سمجہکر یا ترک تقلید کو بہ نسبت تقلید اولی سمجہکر تواب اوس سے پوچھو کہ جو شخص غیر اولی کو واجب سمجہے کیا تمہارے نزدیک بدعتی اور فاسق بہی نہوگا اور جو اوس بری بات کو جس کی برائی دلیل قطعی سے ثابت ہو واجب سمجہی بالاتفاق وہ تو کافر ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تمام مقلد ملتزم تقلید یہ اور غیر ملتزم پر باتباع سواد اعظم بلا ضرورت شاقہ تمام اجتہادی مسائل مین کہ جو قریب تین چار سو مسئلون کے ہین تقلید امام معین واجب ہی سمجہتے ہین اب اوس سے پوچھو کہ تم مین اور تمہارے علمار مین کیا فرق رہا وہ کہلم کہلا ہم کو کافر مشرک بدعتی کہتے ہین تم در پردہ کہتے ہو پہر ہم تم کو بموجب حدیث صحیح من قال لاخیہ المسلم مذکورہ جواب بشانزدہم بدعتی اور فاسق بہی نہ سمجہین اور فاسق کے پیچہے نماز پڑہنے اور امام بنانے کی نسبت صاحب کبیری اور نیز تمام فقہا ایسا تحریر فرماتے ہین انہم لو قدموا فاسقا یاثمون بنار علی ان کراہتہ تقدیمہ کراہتہ تحریم لعدم اعتنائہ بامر دینہ وتساہلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شرط الصلوۃ وفعل ما ینافیہا بل ہو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم تجز الصلوۃ خلفہ اصلا عند مالک رحمہ اللہ وفی روایتہ عند احمد رض یعنے اگر مسلمانون نے کسی فاسق کو امام بنا دیا تو وہ سب گنہ گار ہونگے اسواسطے کہ فاسق کا امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے بوجہ اوسکی بے پروائی کے امور دین مین اور سستی کے لوازمات نماز مین بلکہ اوسکے فسق کے اعتبار سے غالب یہ ہے کہ ایسا کام ہی نماز مین کر بیٹھے جس سے نماز باطل ہو جاوے اسواسطے امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اور ایک روایت مین امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک تو فاسق کے پیچھے بالکل ہی نماز نہین ہوتی۔ جب فاسق کے پیچہے مجرد احتمال غالب ہے بالاتفاق نماز مکروہ ہوتی ہے

اور بعض اماموں کے نزدیک ہوتی ہے نہین تو فرمایئے ان لوگون کے پیچھے باتفاق جمہور اہلسنت والجماعت نماز کیونکر جائز ہوسکتی ہے جنکے نزدیک باتفاق اونکے علما معتبر کے اون کی سمجھ کے موافق بموجب حدیث کی وہ پانی بہی پاک ہے جو باتفاق ائمہ اربعہ ناپاک ہوجاتا ہے اور یہ تو مین نے ایک مثال بیان کی ہے اگر انکے تمام عقائد اور مسائل کو دیکھنا ہے جامع الشواہد اور فتح المبین اور کشف الحجاب وغیرہ معتبر کتابون کو دیکھو۔

محمدی تائب۔ مولانا تقلید شخصی کی نسبت تو مجکو اب کوئی شبہہ نہین رہا بلکہ اس ضمن مین اور بہت سے شبہات حل ہوگئے۔ مگر مولوی حسن صاحب ساکن فیروز پور جہرکہ سے جو قصبہ میوات مین ہے مین نے سنا تہا کہ آپ مولود شریف مین قیام بہی کرتے ہین حالانکہ بڑی جماعت حنفیون کے اس قیام کو بدعت کہتی ہے اور آپ اور آپ کے دوستون مین سے کوئی مولوی صاحب عرس بہی کرتے ہین جس مین لوگ تیجہ کی طرح اکہٹے ہوکر چہوارے وغیرہ کے گٹہلیون پر کلمہ شریف پڑہتے ہین اور آپ کو سنا جاتا ہے کہ روزمرہ چند احباب کے ساتھ اسیطرح پڑہتے ہین اور عرس مین بعض لوگ قرآن مجید کے سیپارے پڑہتے ہین۔ کیون حضرت جب ایک شخص قرآن پڑہے بموجب آیہ کریمہ اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا حنفیہ کے نزدیک سننا اور چپ رہنا فرض ہوجاتا ہے پہر ایک جگہ اکہٹے ہوکر بیسیون آدمیون کا ایک جگہ قرآن پڑہنا کس دلیل سے جائز ہوسکتا ہے۔

مقلد مولوی صاحب آپکے اس تحقیق سے مین بہت خوش ہوا منصف اوسیکو کہتے جو سامنے سب شکوک طے کرلے مگر مولوی حسن صاحب پر مجکو افسوس اسبات کا ہے کہ میرے سامنے جب مین نے سیپارہ خوانی اور گٹہلیون پر پڑہنے کی احادیث اور روایتین بعد نماز عشا موضع سجالہ مین اون کے سامنے وعظ مین بیان کی اور صبحکو مولوی رکن الدین صاحب نے کتاب مین بہی اون کو دکہا دیا کچہ دم نہ مارا اور غائبانہ ایسا فرمایا۔ خیر مجکو تو اصل مطلب سے بحث ہے وہ یا اور کوئی غائبانہ کچہ بہی کہو۔ مہربان من قیام مولود شریف کی نسبت آپ کا یہ فرمانا کہ سواد اعظم کے نزدیک بدعت ہے یہ آپ کی ناواقفی کی دلیل ہے ورنہ اب تو دیوبندیون کو بہی اسکے استحسان مین کلام نہین رہا۔ چنانچہ مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ مین

جو مسئلہ متفق علیہ دیوبند ہے۔ بجواب انوار ساطعہ اتنا زور مارا کہ مولوی عبد السمیع صاحب مغفور مرحوم کو بے علم ہی کہا نادان بھی سا یا امکان کذب خدا کے بھی قائل ہوگئے۔ مگر مجبور پھر آخر کار قیام مجلس میلاد کو تو مستحسن ہی کہنا پڑا دیکھو براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷۶ سطر ۱۵ کی یہ عبارت ہے۔

ہان اگر نفس قیام کا استحسان ہو بلا تقید اور بلا فساد عقیدہ عوام تو خود مانعین بھی نفس قیام کو منع نہیں کرتے۔ اور یہ جو بلا تقید اور بلا فساد عقیدہ عوام کی اس عبارت مین قید لگائی ہے یہ اون کا خیال ہے ورنہ حق یہ ہے کہ مثل خدا کے حاضر و ناظر موصوف بصفات قدیمہ کوئی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا اور نہ عقیدہ مین کوئی قیام کے فرض اور واجب ہونے کے قید لگاتا ہے منع کرنے کی غرض سے یہ حضرات خود اپنی طرف سے اہلسنت کی طرف ایسے معاملات منسوب کر دیتے ہین آور چلو بعض دیوبندی نہ سہی مگر تمام ملک عرب مکہ مدینہ روم شام اکثر ہندوستان بمبئی مدراس رام پور حیدر آباد وغیرہ کے ساتھ اہل دہلی نصف بھی بھی۔ علی ہذا پنجاب وغیرہ مین آدہون سے زیادہ لوگ تو اس قیام کے مستحسن ہی سمجھنے والے ہین بلکہ فیصلہ ہفت مسئلہ کو دیکھو خود مولوی رشید احمد صاحب اور تمام اہل دیوبند کے پیر جناب عمدۃ الاصفیا آیہ من آیات اللہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ اور اونکے اکثر خلیفہ اس قیام کے قائل ہین۔ پھر فرمائیے قیام کرنے والے سواد اعظم کے مخالف کسطرح ہوئے اور جب اس کثرت سے مولانا ارشاد حسین صاحب قدس سرہ۔ مولوی رحمۃ اللہ صاحب مغفور مرحوم۔ حاجی صاحب ممدوح قدس سرہ۔ مولوی حمزہ صاحب۔ مولوی کرامت اللہ خان صاحب مدالله ظلہما جیسے حنفی پرہیزگار عالم۔ اور تمام عالم مشائخ عرب اور عرب کے اسکے قائل ہین تو مولوی اسمعیل صاحب کے معتقدین کا تو اس قیام سے انکار کرنا مولوی اسمٰعیل صاحب جیسے اپنے پیشواؤن کا بھی درپردہ انکار کرنا ہے۔ دیکھو مولوی اسمٰعیل صاحب تو تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۰ مین ایسا لکھتے ہین (پھر اور کوئی مولوی یا شیخ

جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالے تو اوسکا کیا ٹھکانہ مگر ہان اگر عالم دیندار متقی پرہیزگار اوس مسئلے کو قبول کرلین تو البتہ وہ بھی معتبر ہے) پھر کیا حضرت تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ کے زمانے سے اب تک لاکھون عالم صوفی کامل جو قیام کے قائل چلے آتے ہین اور ابتو

ہزار دن ہی موجود ہین ان لوگون کے نزدیک متقی پرہیز گار نہین ہین۔ اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی منظر ہے تو ہمارے رسالہ رسول الکلام فی بیان المولد والقیام اور رسالہ تحقیق المسائل کو دیکھو۔ اور اکھٹے ہوکر ہتھیلیون پر دعا درود یا استغفار یا کلمہ طیبہ وغیرہ پڑہنا تو عین سنت ہے دیکھو مشکوۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر رواہ الترمذی یعنے صاحب مشکوۃ ترمذی سے نقل کرتے ہین کہ حضرت انس نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغون پر گذرو تو اون مین خوب چرو یعنے اون مین خوب سیر ہوکر ٹہل کہایا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہین آپنے فرمایا حلقے ذکر کے یعنے جہان لوگ اکٹھے ہوکر ذکر اللہ کرتے ہون۔

اور مسلم شریف مین ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج علی حلقۃ من اصحابہ فقال ما اجلسکم ہہنا قالوا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما ہدانا للاسلام ومن بہ علینا قال اللہ ما اجلسکم الا ذالک قالوا اللہ ما اجلسنا الا ذالک قال اما انی لم استحلفکم تہمۃ لکم ولکنہ اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباہی بکم الملائکۃ۔ یعنے آنحضرت اپنے اصحاب کے ایک حلقہ پر جہان اکٹھے حلقے کے طور پر بیٹھے ہوئے تہے تشریف لے آئے تو آپنے فرمایا یہان کسواسطے اکٹھے بیٹھے ہوئے ہو اونہون نے عرض کیا ذکر اللہ اور شکر کرنے کے لئے نعمت اسلام پر فرمایا خدا کی قسم اسیواسطے۔ صحابہ نے عرض کیا خدا کی قسم اسیواسطے۔ آپ نے فرمایا مین نے تم کو قسم بطریق تہمت کے تم کو جہوٹا سمجھکر نہین دلائی ہے بلکہ مجکو جبرئیل نے آکر خبر دی کہ اللہ تمہارے ساتھ فرشتون پر فخر کر رہا ہے یعنے یہ قسم بمقتضائے خوش ہونے کے تہی تمہارے اس نیک عمل پر۔ اور شامی مین بیان جائز ہونے تسبیح مین لکھا ہے۔ ودلیل الجواز ما رواہ ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان وقال صحیح الاسناد عن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی امراۃ وبین یدیہا نوی او حصا تسبح بہ فقال الا اخبرک بما ہو ایسر علیک من ہذا او افضل فقال سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذالک وسبحان اللہ عدد ما ہو خالق والحمد للہ مثل ذالک واللہ اکبر مثل ذالک ولا الہ الا اللہ مثل ذالک ولا حول ولا قوۃ مثل ذالک

عینہما عن ذالک وانما ارشدھا الی ماھو الیسر وافضل ولو کان یکرہ ھا لبین ذالک ولاتزید السبحۃ علی مضمون ہذا الحدیث الا لضم النوی فی خیط ومثل ذالک لا یظہر تاثیرہ فی المنع۔ یعنے تسبیح رکہنے کے جواز کی دلیل یہ حدیث ہے جسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان رضی اللہ عنہم نے اوراوسکی سند کو صحیح بتایا ہے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتہ مین جو ایک عورت کے یہان گیا وہ گٹہلیئین یا کنکر مین آگے لیئے اونپر سبحان اللہ ٹرہ رہی تہی آپنے اوسکو فرمایا کہ اس سے آسان یا فضیل بات مین تجکو بتادون پہر آپنے اوسکو سبحان اللہ لاحول ولا قوۃ الا اللہ باللہ مثل ذالک تک جو کلمات ہین فرمادیئے شامی علیہ الرحمہ اس حدیث کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ اگر کنکریون یا گٹہلیون پر پڑہنا مکروہ ہوتا تو ضرور آپ منع فرمادیتے مگر آپنے منع نہین فرمایا بلکہ اسطرح سے آسان بلکہ افضل طریقہ بتادیا (اسواسطے کہ اسطرح پڑہنے مین ایکبار پڑہنے سے جس قدر مخلوق اللہ نے زمین آسمان مین اور اندونون کے درمیان مین پیدا کی ہے اور پیدا کیے کا سبکے گنتی کی مقدار ثواب ملجاتا ہے اور ویسی سبحان اللہ سبحان اللہ عمر بہر اگر کوئی پڑہے اس قدر گنتی پوری نہین ہوسکتی اب فرمائیے کہ اگر کوئی انہین کلمات کو ہزار یا ہزار بار گٹہلیون پر یا کنکریون پر خواہ چنون پہ یا تسبیح کے دانون پر پڑہے تو کس قدر ثواب ہوگا) پہر تحریر فرماتے ہین کہ تسبیح مین فقط تاگا لغرض جمع رہنے گٹہلیون وغیرہ کے زائد ہوتا ہے ورنہ وہی گٹہلیین ہین جنپر پڑہنے کو حضور نے منع نہین فرمایا اور ایسی زیادتی سے ممانعت نہین ثابت ہوسکتی۔ لو حضرت تسبیح کے جواز پر تو شامی علیہ الرحمۃ کو اتنی تقریر اور بیان کرنی پڑی۔ تیجہ اور عرس اور ختم مین تو فقط گٹہلیون پہ یا چنون پہ یا کنکریون پہ جو خاص وہی طریق ہے جسکو حضور نے دیکہا اور جائز رکہا بموجب دونون حدیث اول مشکوۃ شریف کے جمع ہوکر کلمہ طیبہ یا درود شریف وغیرہ پڑہتے ہین چنانچہ اسی بنا پر فتاوی عالمگیریہ مین لکہا ہے۔ ولو اجتمعوا فی ذکر اللہ تعالی والتسبیح والتہلیل یخفون والاخفاء افضل۔ یعنے لوگ ذکر اللہ اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہنے کو اکہٹے ہون تو آہستہ پڑہنا افضل ہے اور ہم اور ہمارے بعض احباب بے شک بعد نماز صبح یا عشا اکہٹے ہوکر بے شک جیسے

الورمین طاعون آیاتہا برس روز سے اسی طریق پر نہایت استلزام کے ساتہ استغفار اور درود شریف دو دو ہزار یا جس قدر ہوسکے ضرور پڑہتے ہین چنانچہ بفضلہ تعالی جن محلون مین اسکا استلزام رہا اور ہے بفضلہ تعالی اب تک طاعون کا پتہ ہی نہین - کیا آپ نے قرآن مین نہین پڑھا استغفار پڑہنے سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ ہم مینہہ بہی برساوین گے بے اولادون کو اولاد مفلسون کو مال اور باغ اور نہرین ہی دین گے - اور منتخب مین ہے مسند امام احمد اور مستدرک حاکم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے تہے کہ استغفار کو ہر رنج وغم کے واسطے موجب کشائیش اور ہر تنگی سے رہائی کا سبب بنایا ہے اور استغفار کی برکت جہان گمان نہو وہان سے اللہ رزق دیتا ہے - اور ترمذی مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ فرماتے تہے کہ میری امت کیواسطے اللہ نے دو امن کی آیت نازل فرمائی ہین - ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وماکان اللہ معذبہم وہم یستغفرون - یعنے اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کی یہ شان نہین ہے کہ تم ان مین موجود ہوا ور عذاب آجاوے اور یہ شان ہی نہین ہے کہ استغفار پڑہتے ہونے پر عذاب آجاوے - اور درود کی ادنی فضیلت یہ ہے کہ درود پڑہتے ہی فرشتے حضور مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درود کو پہونچا دیتے ہین اور دلائل الخیرات اور طبرانی کی حدیث مذکورہ سے آپکو معلوم ہوہی چکا کہ رسول اللہ درود خوان کی آواز سنتے ہین اب فرمایئے جو شخص ایسی سنت سے منع کرے وہ آپکے نزدیک کون ہے اور تیجے مین اکثر چنے جو منگوا لیتے ہین اوسکی وجہ یہ ہے کہ اون مین گننے کی دقت نہین پڑتی اسواسطے کہ بعض روایات مین وارد ہوا ہے جو کوئی اپنے مُردہ کو ساڑہے بارہ ہزار یا سوا لاکہہ یا چار لاکہہ کلمون کا ثواب بخشدے تو اللہ اوس مُردے سے ہی عذاب اُٹہا لیا کرتا ہے - اور ساڑہے بارہ سیر چنے ساڑہے بارہ ہزار ہو جاتے ہین ورنہ چنے پر پڑہنے کو علی ہذا تیسرے ہی دن کو نہ کوئی فرض جانتا ہے نہ واجب بلکہ بہت جگہ دوسرے ہی دن پڑہ لیتے ہین کہلین گٹہلیون پر قناعت کرلیتے ہین - رہا اکہٹے ہوکر بہت آدمیون کا ایک جگہ تلاوت قرآن کرنا اور اُسکا ثواب کسی میت کو خواہ وہ عام مومنون مین سے ہو یا بزرگون مین سے یہ تمام فقہا کے نزدیک جائز ہے اور مقلد کو فقہ کی روایت کافی ہے بلکہ کتب فقہ مین تو قبر کے پاس ہی اکہٹے ہوکر

قرآن مجید پڑہنے کو جائز ہی نہین مستحب لکھا ہے۔ فتاوای عالمگیری مین ہے ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہا یتلون القرآن ویدعون للمیت کذا فی الجوہرة النیرة وقراءة القرآن عند القبور عند محمد لا تکرہ ومشائخنا رحمہم اللہ اخذوا بقولہ وہل ینتفع والمختار انہ ینتفع ہکذا فی المضمرات یعنے جوہرہ نیرہ مین ہے کہ جب میت کو دفن کر چکین جتنی دیر مین اونٹ کو ذبح کر کے اوسکا گوشت تقسیم کر دیا جاوے مستحب ہے کہ لوگ قبر کے پاس بیٹھے قرآن پڑہا کرین اور میت کے واسطے دعا مانگتے رہین۔ او مضمرات مین ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑہنا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ نہین ہے اور اسی روایت کے مشائخ نے معمول بہ رکھا ہے اور مختار روایت یہی ہے کہ قبر کے پاس پڑہنے سے میت کو نفع پہونچتا ہے اور فصل الجنائز کبیری مین ہے واختلف فی اجلاس القارئین لیقرؤا عند القبر والمختار عدم الکراہة۔ یعنے قبر کے پاس قرآن پڑہنے کے واسطے قرآن خوانون کے بٹہانے مین فقہا کا اختلاف ہے مگر مختار روایت یہی ہے کہ مکروہ نہین اور یہ اختلاف بہی پڑہنے والے کی نیت کے اعتبار سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاوے قاضیخان ہے وان قرء القرآن عند القبور ان نوی بذالک ان یؤنسہم صوت القرآن فانہ یقرء فان لم یقصد ذلک فاللہ تعالی یسمع القرآن حیث کانت یعنے قرآن قبر کے پاس اگر اس نیت سے پڑہے کہ آواز قرآن سے میت کو آرام پہونچے تو پڑہے ورنہ پہر خدا تو ہر جگہ سنتا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جہان پڑہ ہوئے وہان سے میت کو ثواب پہونچا دے گا اور اگر اکہٹے ہو کر قرآن پڑہنے کی کسی روایت سے ممانعت بہی معلوم ہوتی ہے تو اوسکی علت فقہا نے دو لکہی ہین ایک یہ کہ سب آواز سے پڑہین چنانچہ بحوالہ قنیہ فتاوے عالمگیریہ مین لکہا ہے۔ یکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملة لتضمنہا ترک الاستماع والانصات المامور بہا۔ یعنے اکہٹے ہو کر قوم کا قرآن پڑہنا اسوجہ سے مکروہ ہے کہ وقت قرآن پڑہنے کے کان لگانے اور چپ رہنے کا جو حکم ہے وہ فوت ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ کہانے کی عوض قرآن پڑہنے کو اکہٹے ہو کر قرآن پڑہین سو طریق یہ اوس دعوت کو بہی مکروہ لکہا ہے اور قرآن پڑہنے کو بہی۔ چنانچہ کبیری مین ہے وفی فتاوی البزازی یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم

واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او قراءة سورة الانعام او الاخلاص

والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لاجل الاكل یکره۔ یعنے موت کے دن اور
تیسرے دن اور بعد ہفتہ کے موت سے دعوت لینا اہل میت سے مکروہ ہے اور عرس وغیرہ
مین قبر کی طرف کہانا لیجانا اور نیکون اور قاریون کا جمع ہونا ختم قرآن کے واسطے یا سورہ انعام
یا اخلاص پڑہنے کے لیئے اور قرآن کے پڑہنے کی عوض دعوت لینا یہ بہی مکروہ ہے۔ خلاصہ
یہ ہے کہ کہانے کے لیئے قرآن پڑہنا اور دعوت لینا مکروہ ہے۔ یہان سے ظاہر ہے
کہ اگر کوئی اللہ کے واسطے بغرض ثواب پہنچانے کہانا نیکے کہانا کہلا دے اور پہر اللہ واسطے
بعض کہانے والے اور بعض نکہانے والے اکٹھے ہوکر قرآن پڑہکر ثواب بخشدین۔ اور
اگر کہانے والے نہ آوین تو اون سے کچہہ حاضر وغائب مزاحمت بہی نہ ہو تو کہانا کہانا اہل میت
کا مکروہ۔ نہ لوگون کا اکٹھے ہوکر قرآن پڑہنا۔ چنانچہ کبیری ہی مین عبارت مذکورہ کے آگے

علامہ حلبی تحریر فرماتے ہین ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہۃ الا حدیث جریر بن عبد اللہ
المتقدم وانما یدل علی کراہۃ ذلک عند الموت فقط علی انہ قد عارضہ ما رواہ الامام احمد
بسند صحیح وابو داؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو علی القبر یوصی الحافر
یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امراتہ فجاء وجیٔ
بالطعام فوضع یدہ ووضع القوم فاکلوا ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ
ثم قال انی اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا فارسلت امراۃ تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی
البقیع اشتری شاۃ فلم اجد فارسلت الی جاری قد اشتری شاۃ ان یرسل الی بثمنہا فلم یجد
فارسلت الی امراتہ فارسلت بہا الی فقال صلے اللہ علیہ وسلم اطعمیہا الاساری فہذا یدل
علی اباحۃ صنع اہل المیت الطعام والدعوۃ الیہ۔ یعنے یہ جو عبارت مذکورہ سے پہلے ابن ہمام
کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الحزن
قالوا وہی بدعۃ مستقبحۃ لا روی عن جریر بن عبد اللہ الخ یہ قول نظر سے خالی نہین ہے ہو سکے
کہ بجز حدیث جریر بن عبد اللہ کے اور کوئی دلیل کراہت کی نہین اور وہ حدیث فقط موت کے

دعوت کی کراہت پر دلالت کرتی ہے مگر اوسکی یہی مخالف دوسری حدیث صحیح مسند امام احمد اور ابوداؤد مین مروی ہے ایک انصاری فرماتے ہین کہ ہم ایک جنازے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے مین نے آپکو دیکھا کہ قبر کہودنے والے کو فرماتے تھے کہ پانوؤن کی طرف سے فراخ کرو سرکی طرف سے فراخ کرو۔ جب آپ لوٹے تو اوس میت کی بیوی کی طرف سے ایک بلانیوالا آگیا آپ معہ قوم تشریف لے گئے تو کہانا سامنے رکہدیا گیا حضور نے جو کہانا شروع کیا تو آپ کی مونہ مین لقمہ پہرنے لگا اور آپکے ساتہی کہانے لگے پہر آپنے فرمایا یہ بغیر اجازت مالک کے لی ہوئی بکری کا گوشت معلوم ہوتا ہے۔ جب اوس سے پوچہا گیا اوسنے عرض کیا کہ مین نے بقیع سے منگوائی وہان نہ ملی۔ پہر میرے پڑوسی نے ایک بکری خریدی تہی اوس سے خریدنا چاہا تو وہ نہ ملا پہر اوس کی بیوی سے مین نے اوس بکری کو طلب کیا اوسنے بہیجدی آپ نے فرمایا کہ اب اس کہانے کو قیدیون کو کہلا دو۔ یہ حدیث کہلی دلالت کرتی ہے کہ اہل میت کی دعوت کرتی اور کہانے تیار کرنے کے جواز پر۔ اور قبر تک پر اکہٹے ہوکر قرآن پڑہنے کی روایتین تو ہم نقل کرہی چکے ہین کہ جنسے قبر سے دور لوگون کا اکھٹا ہوکر قرآن کا پڑہنا بلا اختلاف صراحۃً جائز معلوم ہوتا ہے اور علاوہ اون کے اور بہت روایت ہین۔ چنانچہ فتاوای عالمگیریہ ہی مین ہے۔ وفی الخجندی امام یعتاد کل غداۃ معہ جماعۃ قراءۃ آیۃ الکرسی وآخر البقرۃ ونحوہا جہرا لا باس بہ والافضل الاخفاء کذا فی القنیہ۔ یعنے خجندی اور قنیہ مین ہے کہ بعد نماز صبح جماعت کے ساتہ آیۃ الکرسی اور آخر سورہ بقر وغیرہ آواز سے پڑہنے کی اگر امام کو عادت ہو کچہ ڈر نہین۔ مگر افضل یہ ہے کہ امام وغیرہ سب لوگ پڑہین اور آیہ کریمہ اذا قرء القرآن فاستمعوا لہ کی نسبت جمہور صحابہ فرماتے ہین کہ نماز کی قراءت سے یہ مخصوص ہے چنانچہ مفسرین ایسا ہی تحریر فرماتے ہین اور بعض روایت سے جو ثابت ہے کہ خطبہ کے بارہ مین نازل ہوئی تہی اس مین مفسرین معتبر کلام کرتے ہین۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

الحمد للہ العلی الاعلی والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ جامع فضائل الاسنی ۔ وعلی آلہ وصحبہ البررۃ الاتقیاء ۔
امابعد آثم وعاصی ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المجددی تمام مسلمانون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ
خاکسار تالیف رسالہ ہدایۃ الطریق سے فارغ ہوا ہی تہا کہ ادہر ایک رسالہ بظاہر مسلمانونکو باہم اتفاق
پیدا کرنیکا نشان اور حقیقت مین اختلاف تازہ پیدا کرنیکا سامان مسمّی بہ سمّاکم المسلمین نظر سے گذرا۔ خلاصہ سارے
رسالہ کا یہ تہا کہ احمدی اہل قرآن حنفی شافعی وغیرہ وغیرہ امتیازی نام رکہنے والے سراسر مخالف قرآن اسواسطے
کہ قرآن مین تو اللہ تعالی نے ہم مسلمانون کا نام مسلمان ہی رکہا ہے۔ آیہ کریمہ ہو سمّٰکم المسلمین اس امرکی ظاہر
دلیل ہے کہا اور اسصورت مین غیر مذہب بلا وقت مسلمان ہی ہو سکتے ہین ورنہ بیچارے اسی فکر مین رہتے ہین
کہ محمدی مسلمانون مین داخل ہون یا حنفیون مین شافعیون مین یا مالکیون مین۔ اودہر یہ آواز حیرت افزا
کان مین پہنچی کہ محمدی یہ بہی کہتے ہین کہ امام اعظم رحمہ اللہ کو کل سترہ حدیثین پہونچی ہتی چنانچہ ابن خلدون جیسا
مورخ اس امر کو لکہہ رہا ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اگرچہ ان سب امور کی مفصل جواب رسالہ ہدایۃ الطریق
مین پوری طور سے گذر چکے ہین اور معیار سچے قرآن کے پیرؤون کی بہی قرآن ہی سے بلا تاویل اور تقلید
کسی خاص مفسر کے خالص ترجمہ قرآن ہی سے بتادی گئی ہے مگر ایسی نقشہ مفصل بہی ضمیمہ رسالہ کر دئے جاوین
جس سے ہر خاص وعام کو معلوم ہو جاوے کہ یہ چارون امام خصوصًا امام اعظم رحمہ اللہ اتنے بڑے محدث تہے
کہ یہ سب محدث اونہین مین سے کسی ایک کے مقلد ہین اور علم حدیث مین تو یہ سارے محدث اونہین کے شاگرد
اور اونکے شاگردونکے شاگرد ہین اور یہ چارون امام وہ ہین کہ علم دین کے جامع ہونے کے نسبت جو جو
پیشینگوئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تہین اونکے مصداق باتفاق علماء دین حق آئین
یہی بنسکتے ہین اور ان سب مین سے امام اعظم رحمہ اللہ تو تابعی ہونے کی بزرگی کے ساتہ بہی ممتاز ہین
اور حدیث صحیح مین آیا ہے عن عمران حصینؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر الناس

قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثلثا ثم یجیٔ قوم بعدہم یتسمنون ویحبون السمن یعطون الشہادۃ قبل ان
یسئلوہا رواہ الترمذی یعنے ترمذی شریف مین ہے کہ حضرت عمرانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہتے کہ زیادہ بہتر آدمی میرے زمانے کے ہین پہر جو اون سے نزدیک ہون گے پہر جو اونکے زمانہ سے نزدیک ہونگے

پہر جاوین سے نزدیک ہون گے تین بار پہر موٹا ہونے کو دوست رکہنے لگین گے یعنے دین سے بے فکر ہوجاو سمجہے گواہی طلب کیئے جانے سے پہلے گواہی کو موجود ہون گے - اور صاحب رسالہ سماکم المسلمین کی خدمت مین فقط اتنا عرض کردیا جاوے کہ جمہور مسلمانون کے جنکا نام حنفی شافعی مالکی حنبلی بموجب وجوہ مذکور رسالہ ہدایۃ الطریق ہے پیروی چہوڑنا ہی مسلمانون مین سے اتفاق کہونے اور اختلاف ڈالنے کا پورا ذریعہ ہے [1] چنانچہ جمہور مسلمانون کی مخالفت ہی نے آپ کو یہ دن دکہایا کہ بے سوچے سمجہے مضمون کلام اللہ اور منشا حدیثون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ کہ بیٹہے کہ سب مسلمانون کو لازم ہے کہ اپنا نام فقط مسلمان رکہین اور یہ نہ سمجہا کہ اپنا نام فقط مسلمان رکہنے کا ارشاد

اون کو ہوتا ہے جنکو ایمان کی ہوا ہی نہ لگی تہی چنانچہ آخر سورہ حجرات مین ہے - وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم - یعنے اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان دار بنگئے اے ہمارے حبیب کہہ دو کہ تم ایمان نہین لائے - ہان یون کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ورنہ تمہارے دل مین ہرگز ایمان نہین داخل ہوا فقط یہ ارشاد اسواسطے ہوا ہے کہ مسلمان شریعت کے ظاہر طور سے پیروی کرنے والے کو کہتے ہین - اب اگر وہ دل سے پیرو شریعت کا ہے اور تمام شریعت کو یقیناً حق ہی جانتا ہے مومن مسلمان ہے اور اگر نرا ظاہرداری سے پیروی کرتا ہے اور دل مین یقین نہین رکہتا وہ فقط مسلمان ہے - اور اب ان نقشون سے آپ کو خوب معلوم ہوجاوے گا کہ مومن مسلمان جتنے گذرے اور ہین وہ ہمیشہ سے بڑی جماعت اہل اسلام کے پیرو رہے ہین اور غیر مجتہد کے واسطے خواہ مفسر ہو یا محدث انہین چارون امامون سے کسی ایک امام کے پیروی کو ذریعہ خدا و رسول کی پیروی کا سمجہتے چلے آئے ہین چنانچہ بڑے بڑے اولیا کبار اور محدثون کا مقلد ہونا وغیرہ سب امور ان نقشون سے ظاہر ہین - نمونہ نام اون اولیاء اللہ کا جو مقلد امام اعظم رحمہ اللہ گذرے ہین - (نقشہ مذکور دیکہو صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ مین)

[1] چنانچہ دیکہو کہ اہل ندوہ نے بہی لغرض ایک کردکہانے اون ستر اور چند فرقون کے کہ جن کا ایک ہونا بموجب پیشین گوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محال تہا اس قسم کا خیال محال کیا تہا آخرکار اوسکا یہی نتیجہ ہوا کہ ایک گروہ مشترک اور بنگیا اور سمجہہ دار عالم مثل مولانا احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم وغیرہ اوس کے نتیجے پر نظر ڈالکر اوس سے جدا ہوگئے وجہ یہ ہے کہ بموجب احادیث صحیحہ پہلے تشریف لانے حضرت امام مہدی کے جن بہتر فرقون کا ہونا اور جن واقعات کا وقوع ضروری ہے اون سبکے ایک ہوجانے کا خیال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیون کا مٹانا ہے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ -

اور ہم اولاد فارس سے ہیں یعنے ملک منوچہر کی نسل سے ہیں اسواسطے کہ منوچہر کی نسل کی لوگ اولاد فارس کہلائے جاتے ہیں اسیواسطے حافظ حدیث مفتی حجاز علامہ ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان اور علامہ شامی رد المحتار میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم اور بخاری میں جو حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین عند الثریا لذہب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ

۳ اور طبرانی اور شیرازی میں قیس ابن ساعدہ اور عبد اللہ بن مسعود اسطرح نقل فرماتے ہیں لو کان العلم عند الثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس - اور طبرانی میں قیس بن ساعدہ کے یہ لفظ ہیں - لو کان العلم عند الثریا لا تنالہ العرب لنالہ رجال من ابناء فارس - یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دین اور علم ثریا ستارے کے بھی پاس ہوگا تو عرب حاصل نکر سکینگے مگر ایک آدمی فارس یا اولاد فارس وہاں سے بھی حاصل کرے گا اسکے مصداق امام ابو حنیفہ رح ہیں اسواسطے کہ ایسا عالم دین اولاد فارس میں اور کوئی نہیں گذرا اسپر علماء متفق ہیں

اور اسپر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ حدیث لا تسبوا قریشا فان عالمہا یملا الارض علما کے مصداق امام شافعی رحمہ اللہ ہیں

اور حدیث یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل فلا یجدون اعلم من عالم المدینۃ کے مصداق امام مالک رحمہ اللہ ہیں -

در مختار میں ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے اپنے زمانے میں بیس صحابہ کو پایا اور سات یا آٹھ صحابہ سے حدیثیں بھی روایت کرتے ہیں یہی مضمون جواہر العقاید اور ضیا اور منیۃ المفتی میں ہے

چنانچہ اس شجرہ سے انکا کمال ظاہر ہے

واضح ہو کہ اس شجرہ میں علم حدیث کے شاگرد کے خانہ سے عن شروع ہوگا - اور خانہ استاد پر ختم ہوجاوے گا -

اور حضرت انس سے بلکہ چار صحابہ سے امام کا حدیثیں روایت کرنا ابن خلکان بھی لکھتے ہیں - اور حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ ابن صلاح اور امام نووی فرماتے ہیں کہ ظاہر اور قریب قبول یہ بات ہے کہ تابعی وہی ہے جس نے صحابی کی ملاقات کی خواہ صحبت زیادہ ہو یا تھوڑی [illegible]

استاد امام اعظم جو صحابی تھے	انس بن مالک رض	عبد اللہ بن ابی اوفی کوفی	سہل بن سعد مدنی	ابو الطفیل عامر مکی

نسب نامہ امام اعظم رحمہ اللہ	اسماء گرامی بعض مفسرین شافعیہ	اسماء گرامی اولیاء اللہ جو شافعی یا مالکی یا حنبلی گذرے ہیں	اسماء گرامی اولیاء اللہ کے جو حنفی گذرے ہیں
جواہر مضیئہ طبقات حنفیہ میں ہے			
امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رحمہ اللہ	امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ صاحب تفسیر کبیر چودہ جلد میں ہے	امام محمد غزالی رح	ابراہیم بن ادہم رح
ثابت کے بیٹے			
کاؤس کے بیٹے	مخدوم علی مہائمی رحمہ اللہ صاحب تفسیر رحمانی ۲ جلد	امام احمد غزالی رح	شقیق بلخی رح
ہرمز کے بیٹے	علامہ بغوی رحمہ اللہ صاحب تفسیر معالم -	مصلح الدین سعدی شیرازی رح	معروف کرخی رح
مرزبان کے بیٹے			
بہرام کے بیٹے	علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ صاحب تفسیر بیضاوی	حضرت شیخ عبد القادر	ابو یزید بسطامی رح
بہرکز کے بیٹے	ہر دو علامہ جلال الدین رح صاحب تفسیر جلالین	محی الدین گیلانی رح	ابو الحسن خرقانی رح
ماجشر کے بیٹے			خواجہ معین الدین چشتی
حسیک کے بیٹے	امام غزالی رحمہ اللہ صاحب تفسیر یاقوت التاویل	حضرت سید احمد رفاعی	داؤد طائی رح
آور بوزہ کے بیٹے			
ہرواس کے بیٹے	وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم	ابو الحسن شاذلی رح	فضیل بن عیاض رح

[illegible]

اب رہا یہ امر کہ امام اعظم رحمہ اللہ جب اتنے بڑے محدث تہے کہ یہ تمام محدث اور امام علاوہ فقاہت کے علم حدیث مین بہی اونہین کے شاگرد ونکے شاگرد ہین تو اسکی کیا وجہ ہے کہ اون سے مثل بخاری اور مسلم کو ئی بہی کتاب حدیث کی منقول نہین پائی جاتی اور یہ محدث اپنی کسی کتاب مین ایک دو حدیث بہی امام سے روایت نہین کرتے اور ابن خلدون نے امام کی نسبت ایسا کیون لکہا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی ہدی الساری مقدمہ صحیح بخاری مین تحریر کرتے ہین کہ منجملہ وجوہات مذکورہ کتب معتبرہ ایک وجہ یہ ہے کہ قرن اول اور شروع قرن تابعیون مین اکثر اہل اسلام لکہنا کم جانتے تہے اور حافظے قوی رکہتے تہے۔ اور وہ جو مسلم شریف مین ہے کہ بخوف مختلط ہوجانے قرآن[1] کے ساتہ احادیث کی رسول اللہ علیہ وسلم نے حدیثون کے لکہنے سے منع فرمادیا تہا اوسی نہی کا کسیقدر لوگون کے دلون مین اثر باقی تہا لہذا نہ کسی صحابی نے کوئی کتاب حدیث پورے طور سے مرتب کی نہ کسی امام نے ان چارون امامون مین سے۔ اور یہ جو مسندین مشہور ہین جیسے مسند امام ابو حنیفہ مسند امام شافعی بستان المحدثین مین ہے کہ یہ بعینہ ویسی ہی مسندین ہین جیسے مسندین صحابہ کرام کی مسند امام احمد حنبل رح وغیرہ مین ہین یعنی پچہلے لوگون کو جس قدر حدیثین حضرت ابو بکر رض سے پہونچی اونکو ایک جگہ جمع کرکے جسطرح اوہنون نے اون کا مسند ابو بکر رض مسند عمر رض نام رکہدیا اسیطرح ان امامون کے شاگردان شاگرد اور شاگردون نے انکی حدیثون کو جس قدر اونکو ملین ایک جگہ جمع کرکے مسند امام ابو حنیفہ مسند امام شافعی نام رکہدیا چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حدیثون کو جنہون نے مرتب کیا ہے وہ پندرہ امام معتبر ہین لہذا آپکے مسندین بہی پندرہ ہی مشہور ہین اور آج تک منقول چلی آتی ہین اور مسند امام شافعی رحمہ اللہ آپکے شاگرد ربیع ابن سلیمان کی مرتب کی ہوئی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے بغرض منتخب کرنے اور ترتیب دینے کی اول دس ہزار حدیثون کو جمع کیا تہا پہر اون سے منتخب کرتے رہے اور شاگرد ہستگر علیحدہ جمع کرتے رہے لہذا موطا کے مختلف نسخے پہل گئے اور آپ سبکو ایک جگہ جمع نہ کرسکے اور وہ موطا اوسی شاگرد کے نام سے نامزد ہوگئی چنانچہ سولہ نسخے موطا کے مشہور ہین

[1] واضح ہو کہ جو لوگ فن فصاحت و بلاغت سے پوری واقفیت رکہتے تہے اون سے تو یہ خوف قطعاً محال تہا مگر چونکہ اطراف سے عجمی بدوی بہی آتے جاتے رہتے تہے غالباً اون کے واسطے یہ انتظام کیا گیا تہا کہ کبہی وہ حدیث اور قرآن دونون کو لکہ لیجاوین اور سبکو قرآن سمجہہ [illegible] اور جب اختلاف ہوجاوے ۔ ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ۱۲

اور سپر موطا مین حدیثین باہم کم اور زیادہ بھی پائی جاتی ہین گو زیادہ اختلاف نہین ہے۔ منجملہ اون کے ایک موطا امام محمد رحمہ اللہ بھی ہے کہ جس مین بعض بعض حدیثین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہین البتہ نسخہ یحیی بن یحیی اندلسی امام مالک رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند کو اگرچہ خود جمع کیا تہا مگر بعد آپکے صاحبزادے اور ابوبکر قطیعی آپکے شاگردنے جس قدر حدیثین آپ سے سنی علاوہ مسند مذکور کے سنی تہین اونکو بھی اوس مین داخل کردیا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صحیح حدیثون سے چونکہ ثابت ہے کہ فقیہ[سلہ] کا مرتبہ فقط زیادہ حدیثون کی روایت کرنے والون سے زیادہ ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ فقہ کی طرف یعنے قرآن سے حدیثون سے اون مسئلون کے نکالنے کیطرف جہان تک ہر ایک فقیہ بھی نہ پہونچ سکے زیادہ مشغول رہے ورنہ آپکے چار ہزار تو فقط تابعی[۵۲] علم حدیث کے استاد ہین چنانچہ خیرات الحسان مین ہے انہ اخذ عن اربعۃ آلاف شیخ من الائمۃ التابعین وغیرہم ومن ثم ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین

[سلہ] چنانچہ مسند امام شافعی مدخل بیہقی مسند امام احمد سنن ترمذی اور ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی مین ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ۔ یعنے ترو تازہ رکہے اللہ اوس بندہ کو جس نے میری بات کو سنکر یاد رکہا اور دوسرونکو پہونچا دیا اسواسطے کہ فقہ کے اوٹہانیوالے بہت ایسے ہین کہ خود فقیہ یعنے سمجہدار اور مجتہد نہین ہوتے اور بہتیرے ایسے ہین کہ وہ فقہ کی بات یعنے سمجہ کی بات اوس شخص تک پہونچا دیتے ہین جو اوس سے زیادہ سمجہدار ہو پہر نہج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فضیلت فقیہ کو ہے چنانچہ دوسری حدیث مرویہ مشکوۃ مین ہے کہ جو ایام جہالت مین بہتر سمجہے جاتے تہے بعد اسلام کے بہی بہتر ہی سمجہے جاوینگے جسوقت کہ وہ فقیہ ہون مطلب یہ ہے کہ فقاہت سے کم قوم شریفون پر فضیلت حاصل کر لیتا ہے اسیواسطے جمہور متقدمین فرماتے ہین کہ زیادہ حدیث روایت کرنے سے فقاہت حاصل کرنا بہتر ہے۔ خیرات الحسان مین ہے الذی علیہ فقہاؤ جماعۃ المسلمین وعلماؤہم ذم الاکثار من الحدیث بدون تفقہ وتدبیر وقال ابن شبرمۃ اقلل الروایۃ تفقہ۔ یعنے زیادہ حدیثین نہ بیان کرنا کہ تو فقیہ بنجاوے یعنے فقیہ کا مرتبہ زیادہ حدیثین روایت کرنا نہین ہے لہذا جماعت مسلمانونکے عالم اور فقیہ بغیر فقاہت کے زیادہ حدیث روایت کرنیکو اچہا نہین جانتے۔ فقیہ تو بہت ڈرکر حدیث بیان کرتا ہے جیسا کہ بہیہ آئندہ سے ظاہر ہے۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ سنن ترمذی کے صفحہ ۱۲۸ مین حدیث ام عطیہ کے متعلق مختلف قول امام شافعی امام مالک رحمہما اللہ کی نقل کرکے فرماتے ہین کذالک قال الفقہاء وہم اعلم بمعانی الحدیث۔ یعنے فقہا اس حدیث کے متعلق ایسا ہی فرماتے ہین اور حدیث کے معنون کو وہی خوب جانتے ہین اور حضرت اعمش کا قصہ جو آپکی کمال فقاہت اور حدیث دانی پر دال ہے رسالہ ہدایۃ الطریق مین گذر چکا ہے خلاصہ یہ ہے فقیہ تو آپ اتنے بڑے تہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بہی فرماتے ہین الناس عیال علی فقہ ابی حنیفۃ۔ یعنے باعتبار فقاہت امام اعظم رحمہ اللہ کے سب بال بچے ہین ۱۲ منہ غفر اللہ ولوالدیہ۔

[۵۲] یعنی تابعیون مین سے جو امام گنے جاتے تہے ایسے چار ہزار تابعیون سے امام اعظم رحمہ اللہ نے علم حدیث حاصل کیا تہا اسیواسطے امام ذہبی نے آپکو حفاظ حدیث کے طبقہ مین گنا ہے اور جس کسی نے لکہا ہے کہ آپکو فن حدیث مین کم دخل تہا اسکا باعث حسد ہے یا اوسکی تحقیقات کی سستی ہے ورنہ اتنے بیشمار مسئلون کا ایسے طریق پر قرآن حدیث سے نکالنا کیونکر ہو سکتا ہے اور پہر سب سے پہلے اس خوبی کے ساتہ مگر چونکہ آپ اسطرف مشغول رہے ظاہر مین آپسے حدیث مشہور نہوئی جسطرح بوجہ مشغولی کے مصلحت مسلمانون مین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے زیادہ حدیث مشہور نہوئی بخلاف ادنی مرتبہ کے صحابہ کے کہ اون سے بہت حدیثین منقول ہین اتنی جس قدر حدیثین پہلوں کی منقول ہین

ومن زعم قلة اعتنائه بالحديث فهو اما المتساهل او حاسد اذ كيف يتاتى لمن هو كذالك استنباط مثل ما استنبطه من المسائل التي لا تحصى كثرة مع انه اول من استنبط من الادلة على الوجه المخصوص المعروف فی کتب اصحابه رحمهم الله ولاجل اشتغاله بهذا الاهم لم يظهر حديثه في الخارج كما ان ابا بكر وعمر رضی الله عنهما لما اشتغلا بمصالح المسلمين العامة لم يظهر عنهما من رواية الاحاديث مثل ما ظهر عمن دونهما حتى صغار الصحابة وكذا مالك والشافعي لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للرواية كابی زرعة وابن معين رحمهم الله لاشتغالهما بذالك الاستنباط - اور تیسری وجہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سے چونکہ ثابت ہے[1] کہ آدمی اگر جھوٹا بننا چاہے جو کچھ سنے اوسکو روایت کرنا شروع کردے اسیواسطے فقہاء صحابہ[2] زیادہ حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے - اور دوسری صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ میں کلمات جامع عطا کیا گیا ہوں

---

[1] مسلم شریف میں ہے عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع یعنے عمر فرماتے ہیں کہ جو کچھ سنے اوسکا روایت کردینا آدمی کو جھوٹا ہونے کے واسطے کافی ہے - ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ ولوالدیہ

[2] چنانچہ مسلم شریف مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۶ میں ہے عن انس بن مالک قال انه ليمنعنى ان احدثكم حديثا كثيرا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من تعمد على كذبا فليتبوأ مقعده من النار - یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زیادہ حدیث بیان کرنے سے مجکو یہ بات منع کرتی ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے اوپر قصداً جھوٹ بولے اوسکو چاہیئے کہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈھ لے - اور صفحہ ۱۰ مسلم شریف میں ہے عن مجاهد قال جاء بشير بن كعب العدوى الى ابن عباس رض فجعل يحدث ويقول قال رسول الله صلعم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فجعل ابن عباس رض لا ياذن لحديثه ولا ينظر اليه فقال يا ابن عباس مالى لا اراك تسمع لحديثى احدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تسمع فقال ابن عباس انا كنا مرة اذا سمعنا رجلا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتدرته ابصارنا واصغينا اليه باذاننا فلما ركب الناس الصعبة والذلول لم ناخذ من الناس الا ما نعرف - یعنے حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بشیر بن کعب (تابعی جنکو صاحب تقریب نے بھی ثقہ لکھا ہے) حضرت عبد اللہ بن عباس کے پاس حدیثیں بیان کرنے لگے - حضرت عبد اللہ نے اون کی طرف دیکھا نہ اون کی بات سنی تو پھر حضرت بشیر نے کہا کہ میری حدیث آپ کیوں نہیں سنتے - فرمایا کہ ہمارا یہ حال تہا کہ اگر کسی کو ایکبار سن لیتے کہ وہ حدیث بیان کرتا ہے تو ہماری آنکھیں بے اختیار اوسکو تکنے لگتی اور کان اوسکے مشتاق ہو جاتے تھے - مگر جب دیکھا کہ لوگ ضعیف - قوی - صحیح - غلط - سب کچھہ بیان کرنے لگے ہم نے لوگوں سے حدیثیں سننا چھوڑ دیا سوا اون باتوں کے جن کو ہم پہچان سکتے ہیں ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ ولوالدیہ - فقط -

یعنے اللہ نے مجکو اس بزرگی کے ساتہ مخصوص[۵۱] کیا ہے کہ میرا کلام مختصر ہوتا ہے اور بہت سے معانی
اور مطالب اوس مین جمع ہوتے ہین بسبب حاصل ہونے قوت کاملہ حفظ کے امام اعظم
رحمہ اللہ جبتک یقینی طور سے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثابت نہ ہوجاوے
اور یہ بات پایۂ ثبوت کو نہ پہونچ جاوے کہ یہ وہی الفاظ ہین جو زبان معجز بیان سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم سے نکلے تہے کسی حدیث کو فقط معانی حدیث کے یاد رہنے کے بہروسہ پر خود
روایت کرنا جائز سمجہتے تہے نہ[۵۲] جبتک اس طریق پر یاد نہو دوسرے کو اجازت اپنے سے روایت کرنے کی
دیتے تہے بخلاف دوسرے مجتہدون اور محدثون کے کہ وہ بالمعنی روایت جائز کہتے ہین-
یہی وجہ ہے کہ باوجود امام کے شاگردون کے شاگرد ہونے کے جو محدث اپنے مین امام کی شرط
کے موافق قوت حافظہ نہین پاتے امام سے روایت نہین کرتے ورنہ امام محمد اور امام ابیوسف
رحمہما اللہ جس قدر حدیثون کو بموجب شرط امام پاتے ہین موطا اور آثار وغیرہ مین
روایت کرتے ہی ہین- پہر اتنے معتبر لوگون کے مقابلے مین ابن خلدون کا قول سوائے
دشمن امام دین کے کس عاقل کے نزدیک معتبر ہوسکتا ہے- علامہ ابن حجر عسقلانی
رحمہ اللہ الضوء للامع فی اعیان القرن التاسع مین ابن خلدون کے حال مین تحریر
فرماتے ہین ولم یکن ماہرا بالعلوم الشرعیۃ یعنے ابن خلدون شریعت کے علمون مین

---

[۵۱] چنانچہ بخاری اور مسلم شریف سے صاحب مشکوۃ نقل فرماتے ہین عن ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بعثت بجوامع الکلم- یعنے ابوہریرہ رضے اللہ عنہ
فرماتے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین جامع کلمون کے ساتہ بہیجا گیا ہون اور
مسلم شریف کی دوسری روایت مین ہے اعطیت جوامع الکلم یعنے مین جامع کلمات دیا گیا ہون- اور
مدارج النبوت مین ہے کہ مراد بجوامع الکلم کلمات است در غایت اختصار کہ متضمن معانی کثیرہ اند
وعلما بعضے ازان کلمات را برحسب وسع طاقت خود فراہم آوردہ اند وکتب ودفاتر خود را بدان
موشح ومزین ساختہ اند الی آخرہ- اس قسم کی حدیثین نقل کرکے بعد ایک صفحہ کے مولانا
عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اوسی مدارج مین تحریر فرماتے ہین- ومر ہر یکے را شرحے
وبیانے است اگر ذکر کنند با دفاتر درنگنجد- یعنے آپ کے جوامع الکلم کی اگر شرح کی جاوے
دفترون مین نہ سماوے ۱۲ منہ غفرلہ ولوالدیہ- [۵۲] چنانچہ خیرات الحسان مین ہے ۱۲ منہ

مہارت نہین رکہتا تہا اندرینصورت قرآن اور حدیث کے پیروی کے مدعیون سے اسباب ہین ابن خلدون جیسے کی پیروی کرنا اور امام جیسے مجتہد محدث کی تقلید کو بدعت کہنا بجز نقصان ایمان اور کیا کہا جاوے حالانکہ تاریخ ابن خلدون کو جو فقط مصر مین چھپی ہے مین نے جس زمانہ مین اوسکا فارسی ترجمہ کیا تہا دیکہا ہے ایسی غلط چھپی ہے کہ سیکڑون جگہ ایک ایک سطر رہگئی ہے اور اوسکی سفیدی چہوڑدی گئی ہے اور عبارت اوسکی بہت مختصر ہے اکثر جگہ مصنف نے ضمیرون ہی سے کام لیا ہے لہذا ترجمہ بہت جگہ اگلے پچہلے مضمون کو ملا کر اٹکل ہی سے کیا جاتا تہا۔ اندرینصورت کیا عجب ہے کہ مقصود ابن خلدون یہ ہو کہ صحابہ کرام سے امام فقط سترہ حدیثین روایت کرتے ہین اور غلطی کاتب سے لفظ صحابہ رہگیا ہو۔ چنانچہ یہ مضمون اور بہی بہت سے علماء معتبر سے منقول ہے۔ درمختار مین ہے کہ علامہ شمس الدین محمد ابو النصر بن عربشاہ اپنی کتاب جواہر العقائد مین تحریر فرماتے ہین ثمانیۃ من الصحابۃ ممن روی عنہم الامام الاعظم رحمہ اللہ یعنے جنسے امام اعظم رحمہ اللہ نے حدیثین روایت کی ہین وہ آٹھ صحابہ ہین۔

انس بن مالک رضؓ۔ جابر بن عبد اللہ رضؓ۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضؓ۔ ابو الطفیل عامر رضؓ۔ ابن انیس رضؓ۔ واثلہ ابن اسقع رضؓ۔ عبد اللہ بن حارث بن جزء رضؓ۔ عائشہ بنت عجرد رضؓ اور شامی مین ہے کہ بہت طریقون سے ثابت ہے کہ حضرت انس رضؓ سے آپ تین حدیثین روایت فرماتے تہے اور اسمین بعض محدثون کا کلام نقل فرماتے ہین کہ علامہ تاش کبری نے آپکی حدیثین ثنائی کی نسبت صحابہ کرام سے بہت سی روایتین نقل کی ہین اور محدثون کا قاعدہ مسلم ہے کہ ثبوت کی روایت کو نفی کی روایت پر مقدم رکہتے ہین اور دو حدیثین حضرت واثلہ ابن اسقع سے پہر بعد شرح اور بسط حالات آٹہون صحابہ کے آخر مین تحریر فرماتے ہین کہ چار صحابہ کرام اور ہین کہ اون سے بہی آپ کا حدیث روایت کرنا منقول ہے سہل بن سعد رضؓ۔ سائب ابن یزید رضؓ۔ عبد اللہ بن بسر رضؓ۔ محمود بن الربیع رضؓ۔ اور چار صحابہ سے آپکی ملاقات کرنی اور اون سے حدیثین روایت کرنیکو تواپنی تاریخ مین علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ بہی نقل کرتے ہین۔ چنانچہ فرماتے ہین وادرک ابو حنیفہ رضؓ اربعۃ من الصحابۃ واختلف عنہم واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ ولم یثبت ذالک عند اہل النقل وذکرہ الخطیب فی تاریخہ انہ رأی انس بن مالک رضی اللہ عنہ و اخذ الفقہ عن حماد بن سلیمان وسمع

عطاء بن ابی رباح یعنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے چار صحابہ کو پایا اور اون سے حدیثیں بہی حاصل کین اونا ونکے اصحاب کہتے ہین کہ صحابہ کی ایک جماعت سے اُنہون نے ملاقات کی ہے مگر یہ بات اہل نقل کے نزدیک ثبوت کو نہین پہونچی اور خطیب اپنی تاریخ مین فرماتے ہین کہ امام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکہا تہا اور فقہ حضرت حماد سے حاصل کیا۔ اور عطاء ابن ابی رباح سے حدیثین سُنی۔ اسکے بعد علم حدیث مین آپکے استادون اور شاگردون کے بہت نام لکہے ہین پہر پنج صحابہ کرام کو دیکہنے مین آپ کی نسبت کسیکو کلام نہین لہذا باتفاق جمہور آپ کا تابعی خیر القرون سے ہونا ثابت۔ چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب نے معیار الحق مین جو کچہہ لکہا ہے اوس سے بہی آپ کا تابعی ہونا ظاہر۔ ہان یہ جو لکہا ہے کہ آپکے اصحاب کہتے ہین کہ صحابہ سے بہی آپ نے حدیثین سُنین مگر یہ امر اہل نقل کے نزدیک ثابت نہین محدثین سے آپکے اصحاب کے مقابلہ مین اصحاب نقل کے نزدیک ثابت نہونے کو حجت پکڑنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ محدثین کا تو یہ قول ہے کہ گہر والون کے مقابلے مین باہر والون کا زیادہ اعتبار نہین ہوتا گہر والے گہر کی بات سے زیادہ واقف ہوتے ہین پہر اصحاب امام جو امام کے گہر والے ہین ان کے مقابلے مین اہل نقل کے نزدیک ثبوت نہ ہو تو کیا حرج ہے۔ چنانچہ ابوداود شروع صفحہ ۳۰۲ جلد اول سنن ابوداود مطبوعہ مطبع محمدی مین حدیث عبد اللہ بن یزید بن رکانہ کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ ابن جریج جو ابن عباس سے رکانہ کے تین طلاق دینے کی روایت نقل کرتے ہین اور عبد اللہ رکانہ کے پوتے ایک طلاق کی روایت عبد اللہ کی روایت بہ نسبت ابن جریج کی روایت کے زیادہ صحیح ہے اسواسطے کہ عبد اللہ حضرت رکانہ کے گہر کے آدمی ہین اور گہر والے گہر کی بات سے زیادہ واقف ہوتے ہین

فقط واللہ اعلم وعلمہ احکم ٭٭

تمام شد

غلطنامہ کتاب ہدایت الطریق فی بیان التقلید والتحقیق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	وحلاب	وحلات	۳۹	۹	بہرسہ	بہر	۸۱	۵	کی ہے	کی
۲	۱۷	اسیکا	اسی	۴۱	۸	من	لمن	۸۱	۱۲	اکپ	آپ
[illegible]	۱	کیالبست ونہم	کیدلبست ونہم	۴۳	۷	نالف	مخالف	۸۵	۱۹	حام	عام
۴	۱	دارو	داؤد	۴۳	۲۲	کل کل	کل	۸۵	۲۳	سد	لسد
۵	۱۵	یانسا	آبا نسا	۴۴	۷	مخلتف	مختلف	۸۷	۶	سسر	سہ
۵	۲۲	دادون	باپ دادون	۴۵	۳	التانی	الثانی	۸۷	۱۲	ورا ابنیا	وا ابنیا
۷	۱۰	اصطربات	اضطرابات	۴۷	۱	تحریمی	تحریمی ہے	۸۸	۱۳	نو	تو
۱۲	۶	ہوئی	ہوتی	۴۷	۲۲	کیاکم	کیا	۹۰	۴	لون	کون
۴	۱۶	اوقنا	اوانتنا	۴۸	۱۴	بمازلتہ	بمنازلتہ	۹۴	۱۸	شاگردونوت	شاگردون کا
۱۴	۱۸	سیجمیرعذاب درد	ہمپرعذاب درد	۵۲	۲۳	مشہوتا	مشہورة	۹۶	۷	ندکورہ	مذکورہ
۱۵	۳	جاتم	حاتم	۵۶	۲	لمپیٹی	لپٹی	۹۷	۱۳	گہری	کہری
۱۵	۲۳	معتبرین	معتبرین نے	۵۶	۷	لقتیلا	تقتیلا	۹۷	۱۹	معہ	مع
۱۹	۱۵	الطعمة	طعمة	۵۸	۱۷	وجیہا	وجہہا	۹۹	۳	اعتبار	اعتسبار
۲۰	۶	رہجاونگی	رہجاونگے	۵۹	۷	سلم	مسلم	۱۰۰	۱۱	ذریعے	ذریعے سے
۲۲	۹	المذہب	التمذہب	۵۹	۲۲	ما اسفر	ما اسفرتم	۱۰۴	۵	خلوق	حلق
۲۴	۷	ہی کی	ہے	۵۹	۲۳	اسفروتم ثم	اسفرتم	۱۰۵	۱	منہا	ما متعہا
۲۶	۹	تقسید	تعلیہ	۶۰	۱۵	مسجد	المسجد	۱۰۵	۴	نے	نے نقل کیا ہے
۳۱	۹	مصلح	مصطلح	۶۱	۱۴	فرما	فرمایا	۱۰۵	۴	بنا یا ہے	بتایا ہے
۳۱	۱۷	مرنے	مزنے	۶۴	۱۸	صفحہ	صفحہ ۵۴	۱۰۵	۲۳	ہوکر بنیٹیک جیسے	ہوکر جیسے
۳۳	۱۲	رابنا	ربنا	۶۵	۱۹	واناہ	واناہ	۱۰۶	۵	مین ہے	مین
۳۳	۱۳	بسنت	لسنیت	۶۷	۱۳	سجسکنے	بجسکنے	۱۰۶	۷	برکت	برکت سے
۳۴	۷	سوت	مبوب	۶۹	۳	نیزی	تیزی	۱۰۶	۸	مروی	مین
۳۶	۳	کانہین	کا	۶۹	۱۲	بینے	پینے کی	۱۰۶	۸	ابوموسی رض	ابوموسی الخ سے روایت
۳۶	۳	ہوکہین جو	نہین	۷۱	۲	اختباد	اختیار	۱۰۶	۱۰	معذبہم	معذبہم وہم
۳۶	۲۳	مشہر	منظہر	۷۶	۲۲	یریہ	یرید	۱۰۶	۱۲	ہونے پر	ہوون پر
۳۷	۱۱	عد	عذر	۸۰	۹	خیر	خیر	۱۰۶	۱۴	نورن	خوان
۳۸	۱۰	اسحبابر	اور استحباب								
۳۹	۱	لبراءة ومنه	لبرائتہ منہ								

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۲۰	کہلیں	کہین	۱۰۹	۶	بہرنے	پہرنے
۱۰۷	۲	انفراغ	الفراغ	۱۰۹	۱۱	کرتی	قبول کرنی
۱۰۷	۲	بنحر	ینحر	۱۰۹	۱۴	یقتاد	لیعتاد
۱۰۷	۴	کرچکین	کرچکین	۱۰۹	۱۸	قرارت	قرارت کے
۱۰۷	۷	کے	کو	۱۱۰	۱۲	خالض	خالص
۱۰۷	۸	بہی	یہی	۱۱۰	۱۹	یتمنوہوسیحون	یحیبون
۱۰۷	۱۲	ہے	ہین ہے	۱۱۵	۲۳	لیئے	نی
۱۰۷	۱۸	حملة	جملة	۱۱۶	۴	حدیتین	حدیثین
۱۰۷	۱۹	والانصاب	والانصات	۱۱۶	۱۱	مقالتی فمفقا	مقالتی فحفظہا
۱۰۸	۱۱	حریر	جریر	۱۱۶	۱۲	بدہ	بندے
۱۰۸	۱۲	و رواه	رواه	۱۱۶	۱۵	مو	جو
۱۰۸	۱۶	ملوک	ملوک	۱۱۶	۱۸	دم	ذم
۱۰۸	۱۷	فنلت	فسئلت	۱۱۶	۱۸	یدون لقفقہ	بدون تفقہ
۱۰۸	۱۹	فبدا	فہذا	۱۱۶	۱۹	لقفہ	تفقہ
۱۰۸	۲۲	لا	لمأ	۱۱۶	۲۱	مہیہ	منہیہ
۱۰۹	۴	میت	میت کے	۱۱۷	۳	اشتعالہ	اشتغالہ
				۱۱۷	۲۱	لعتف	نعرف

واضح ہوکہ نقشہ صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳ کو ایک نقشہ تصور فرماوین - اور نسب نامہ اما بین بعد نام ہرورس کے صفحہ ۱۱۳ بین بہرام نام سے ملاحظہ کرین -

اعلان

ہرخاص وعام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کتاب ہدایت الطریق فی بیان التقلید والتحقیق کے جملہ حقوق تصنیف و تالیف ہمیشہ کے لیئے مشتہر کے نام محفوظ ہین اور مشتہر نے بموجب قانون بستم ۱۸۴۷ء درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ انڈیا بہی کرا دیا ہے - لہذا بالخدمت جملہ تاجران کتب واہل مطابع وغیرہ التماس کی جاتی ہے کہ کوئی اس کتاب کے جزیا کل کے چہاپنے کے مجاز نہین - جب تک کہ میری تحریری اجازت حاصل نہ کرلین - ہان جس قدر جلدین مطلوب ہون وہ مشتہر سے طلب فرمائین - بامید نفع نقصان نہ اُٹہان فقط بررسولان بلاغ باشد وبس

المشتہر

محمد دیدار علی مصنف کتاب ہذا - ساکن ریاست الور راجپوتانہ
متصل مسجد دائرہ

العقائد الشمسية

من مؤلفات

شمس الملة والدين مولانا السيد شمس الدين الحسيني الهكامي تغمده الله
برحمته واسكنه بحبوحة جنته وقد تم طبعها الجميل بامر المعالي الجليل
ذي المجد المؤثل الاثيل الغصن الغض من شجرة مباركة اصلها اصيل وفرعها
نبيل المنتسب نقطة وجوده الى دائرة صاحب الوحي والتنزيل المتخرج
درة ذاته من اصداف اشراف عائلته المصنف العارف العلامة
العقيل سيف الله السليل صاحب التبتيل والتجبيل السيد

محمد اسمعيل ادام الله فضله

الجزل الجزيل - امين

يا رب العالمين

وكان ذلك بادارة الفقير الى رحمة ربه العلي القاري محمد عبد الولي

بالمطبعة الانيسي الواقعة في مدينة لكنو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ القائم بذاتہ الواجب الوجود بقدیم صفاتہ الذی اوجد الاشیاء من العدم الی الوجود
بقدرتہ وخلق العالم بمشیتہ وارادتہ انت الابدی الذی لا ضد لک کونت المکونات
بالکلمۃ الصادقۃ والمقالۃ الطیبۃ انت الذی لا شریک لک والسرمدی لا شبیہ لک والازلی لا ند لک
تقدست لا غیرک فی القدس تعالیت لا سواک فی العلو والیک تصعد افضل الافعال من
السماء الی الارض وتعرج اتم الاشیاء من الفوق الی التحت ، خلقت الممکنات کلہا من اللبس
الی الایس منک الابتداء والیک الانتہاء ، وجمیع الممکنات یستند الیک
وانت مبدا الکل لا غیرک وتعلم جمیع مخلوقاتہ بذاتہ لا سوا فی وجہ وانت تحیی وتمیت وتعید من
الارض فی یوم لا ینفع المال ولا بنون وانت قادر علی جمیع ما لا یقدر غیرک وفاعل ما لا یفعل
سواک ندعو منک ان تخصص رسولک الذی امر الناس بامرک ونہاہم بنہیک وسلک مناہج الحق
بالتحقیق وہداہم الی سواء الطریق وجاء بالکتاب والمعجزات فآمن بہم اہل الجنۃ وکذبہم اہل النار
خلد الاولین فی الجنان واحرق الآخرین لشرارۃ النیران بافضل الصلوۃ واکمل التحیات

ونصلی علی اصحاب رسولک ہم الذین عرجوا معارج الصدق بالتصدیق وانہم لرسولک خیر رفیق واقتداء الناس بہم یلیق ولہم منہم سوال طریق الحق حقیق منہم اول الصحابۃ وافضلہم بالتصدیق امیر المومنین ابوبکرن الصدیق رضی اللہ عنہ ومنہم امیر الاداب الذی کان آیاتہ موافقا للکتاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ومنہم کامل الحیاء والایمان جامع آیات الفرقان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ومنہم امیر الولی حامل اللواء المحمدی اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعلی العشرۃ المبشرین والخلفاء الراشدین وجمیع الصحابۃ والتابعین والائمۃ معصومین وتبع التابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وعلی جمیع العلماء والعارفین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ وابعد فان العبد الضعیف المحتاج الی ربہ الغنی العاصی خادم الطلبۃ محمد شمس الدین الحسینی الحنفی الاشاعری الہرکامی لما رای فی زمان عصرہ ان بعض المجادلین یبحثون عن القیل والقال لکن لایحیلون آل المقال ویعدلون عن الحق الصریح الی الکذب البحث بالفساد والجدال وقد غربت شمس العلم والعمل ورو... قمر الجہل والجہلاء وقد کان فیما بینہم کالحیوان فی الانسان ولا سبیل ان یذکر احد بہا اسمہ فی الاستقبال علی اللسان فاراد ان ینقلب العقائد المفیدی الجامع لکل مسائل العقائد الاسلامیۃ وضابط لدرر فرائد وغرر فوائدہ بعینۃ فی العبارۃ الفارسیۃ لیکون لمن لیس لہ فی علم العقائد ادنی ملابسۃ لبصیرۃ ویذکر الطالبون اسمہ بذریعۃ ہذا المختصر فی الزمان الذی بعد زمانک الحاضر وسماہ بالعقائد الشمسیۃ ولیسأل من جمیع ناظریہ ان لاینظروا بطریق الجدل والفساد لان البضاعۃ لہذا احقر العباد یرجی منہم ان یدعوا لعبد کل صلوۃ المغفرۃ من جناب مجیب الدعوات وسعیہ من جناب المستطاب سید المرسلین وخاتم النبیین محمدن المصطفی ومن آلہ المجتبی وصحابہ المقتدی صلی اللہ علیہم وسلم سیغفرہ اللہ تعالی من سعیہم الجمیل فیقول

باستعانة الله تعالی وهو متمم جمیع الامور ومیسر کل معسر وهو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر
قال النبی صلی الله علیه وسلم ستفترق امتی ثلثا وسبعون فرقة کلهم فی النار الا واحداً یعنی روزی
جناب سید المرسلین وخاتم النبیین از زبان مبارک فرمودند که بعد من قریب ست که امتم متفرق
خواهند شد بر هفتاد و سه فرقه منجمله آن یک فرقه به نسبت سائر فرق زیاده در جنت خواهد ماند و
آن فرقه را فرقهٔ ناجیه گویند و باقی فرق به نسبت آن فرقهٔ ناجیه زیاده در نار خواهند ماند
بعده مردمان از جناب موصوف صلی الله علیه وسلم سوال این معنی نمودند که یا حضرت آن فرقهٔ
ناجیه که به نسبت سائر فرق نجات یافته زیاده در جنت خواهد ماند کدام فرقه است جناب
ممدوح از زبان مبارک مجملاً فرمودند الفرق الناجیة هم الذین علی ما انا علیه واصحابی یعنی آن
فرقهٔ ناجیه فرقه است که سالک شود بر مسلک من و اصحاب من و هرگز قول من و مقوله
الله تعالی را بجز ظاهر معنیش بسمت تاویلات نبرد الا بضرورت نه بدانکه فرقهٔ ناجیه آن فرقه
است که از ظاهر کلام الله تعالی و رسول صلی الله علیه وسلم منعطف شده بسوی تاویلات نرود
الا بضرورت که داعی تاویل باشد و در بعض کتب واقع ست که از حدیث آن فرقه مراد ست
که میانش و درمیان سائر فرق مخالفت کثیر باشد چنانچه شیعه زیراچه میانش و میان سائر
فرق مخالفت کثیر ست فقط ای عزیز خبردار باش میگویم که این تمثیل بشیعه چگونه درست
باشد اول آنکه ایشان مخالفت این حدیث می نمایند که مروی و صحیح ست اذا رایتم الذین
یسبون اصحابی فقولوا لعنهم الله یعنی وقتیکه ببینید آن مردمان را که اصحاب مرا دشنام
می دهند پس بگوئید لعنت کند الله تعالی دشنام دهنده را دوم آنکه ایشان اهل الاهوا
اند چنانچه معتزله بلکه در اکثر امور تابع معتزله اند و گواهی آن کسی که از صاحب اهوا باشد
معتبر نیست پس آن شیعه از طائفهٔ اهل اهوا اند فرقهٔ ناجیه چگونه باشند و سوم آنکه درمیان

ایشان و میان سایر فرق مخالفت کثیر بچه طور ست زیراچه ایشان در مسائل اکثر متابعت معتزله
می نمایند پس ازین تقریرات که بیان نمودم بوضوح پیوست که مراد از حدیث فرقه اشعریه نیستند
بلکه فرقه باید که مخالفت سایر فرق بمخالفت بینه باشد و منضم بشروط مسطوره مقصد نیز باشد و آن
فرقه نیست الا اشاعره زیراچه ایشان مخالفت در اکثر اصول از سایر دارند چنانچه در مسئله
رویت الله تعالی در روز قیامت یعنی رؤیت هم و در صفات حق عز شانه یعنی عینیت و غیریت
و غیره مسائل که بجز ایشان دیگری نرفته ست و قول الله و مقول رسول صلی الله علیه وسلم
را بسوی تاویلات العقلانی نمی نمایند الا بضرورت و جمیع [illegible] کائنات و اصحاب
ایشان نیز از فرقه فضلاء و وجه تسمیه باشاعره اینست که ایشان تابع ابوالحسن اشعری اند و ابوالحسن
اشعری باین وجهی خوانند که ایشان از طائفه اشعری که [illegible] هستند بدانکه
اهل سنت از ائمه مسلمین و محدثین و اهل سنت و جماعت برانت رفته اند که عالم یعنی ماسوای
ذات الله تعالی حادث و مخلوق ست یعنی قدیم نیست و قابل فنا ست چنانچه بر روز قیامت
فنا خواهد شد زیراچه اگر قدیم بود اولا مخالفت شود باین قول باری عز اسمه و جلاله که در قرآن
واقع ست کل شیء هالک الا وجهه یعنی هر شیء که مخلوق باری تعالی ست هلاک
خواهد شد مگر ذات ایزد سبحانه که قدیم ست و ثانیا اینکه اگر عالم قدیم باشد پس واجب الوجود
باشد مخالفت این قول الله لازم آید لا اله الا الله ای بجز الله تعالی که واجب الوجود ست
کسی اگر که واجب الوجود باشد نیست و سوم آنکه اگر عالم قدیم باشد و برای قدیم علتی
نیست زیراچه اگر برای قدیم علتی باشد پس قدیم قدیم باقی نماند زیراچه بعد علت خود پیدا
شد و اگر در صورتی که برای عالم عدم نشد پس از دو حال خالی نیست یکی آنکه تعدد قدما
لازم و آن محال ست و دوم آنکه آن عالم عین واجب تعالی باشد و این نیز مخالف قیاس

زیراچہ صفات باری جل جلالہ باوجود قرب ظاہری عین نیستند پس عالم کہ البتہ بہ نسبت
صفات بعد ظاہری ست کہ میرسد فتذکرہ واحفظہ وآن عالم بقدرۃ اللہ تعالی ست زیراچہ
اگر عالم کہ حادث ست بقدرۃ اللہ تعالی نباشد نقص لازم آید وآن ہر دو در شان آن واجب
بے ست جل جلالہ وعم نوالہ محال اند وعلاوہ اینکہ عالم بی علت ماند زیراچہ بقدرۃ اللہ تعالی نشد
پس درین صورت یا خود عالم قدیم خواہد شد یا منتہی بطرف علتی خواہد بود پس کلام دران
علت خواہیم وآن علت ہم از دو حال خالی نیست اما آنکہ معلول باری تعالی ست و
درین صورت مطلب ما حاصل شد واما آنکہ قدیم ودرینصورت تعدد قدما لازم می آید واین
صراحۃً در معرض محال ست وعلاوہ اینکہ من از حضرت آدمؑ ہنوز کسی را بیک دستور
ندیدم پس چگونہ اعتقاد نمایم کہ عالم واجب الوجود وبے علت وقدیم باشد زیراچہ اگر
بقدرت کسی نبودی این تغیر وتبدل بچہ گونہ واقع شدی وجمیع ممدوحین صدر یران فتہ اند
کہ فکر در رویت باری تعالی واجب وممکن ست چنانچہ اولیا وانبیا را حاصل می شود وآن
موقوف بر ہدایت اللہ ست ہر کسی را کہ اللہ تعالی ہدایت می کند پس اورا رویت نصیب
می شود وکسی را ہدایت نمی کند پس اورا رویت بچہ طور نصیب شود مگر کل انسان را فکر
در دیدار اللہ تعالی واجب ست اگرچہ رویت حاصل نشود زیراچہ فکر نمودن در رویت و عاجز
ماندن آن ہم از قسم ادراک ست بقول خلیفۂ اول حضرت امیر المومنین ابی بکرۃ الصدیق
رضی اللہ تعالی عنہ العجز عن درک الادراک ادراک یعنی ہر کسی کہ دریافت کردن اللہ تعالی
قصد نمود ودریافتن نتوانست پس آن ہم ادراک ست زیراچہ آن شخص حتی الوسع
کوشش بلیغ نمود مگر آن شخص را کہ فکر در ادراک نماید لازم ست کہ در حقیقت باری تعالی
بحث نہ نماید بقول حضرت خلیفۂ رابع العجز عن درک الادراک ادراک والبحث عن سر

الذات اشراک یعنی هرکسیکه از ادراک عاجز ماند پس انهم ادراک ست و بحث از حقیقت
ذات باری تعالی اشراک یعنی شریک دانستن ست هذا و حق نزدیک این نحیف این ست
که سوای انبیا و اولیا کسی را رویت الله تعالی میسر نیست زیراچه در شمس که حادث بار تعالی
است چنین صورت ست که کسی بجهت روشن شدن زیاده از حد تمام دیدن نمی تواند
پس آنکه واجب الوجود ست و از همه مخلوقات خود اولی و انور تمام ابصار را وچگونه میسر
قافهم و جمیع مذکورین با امرین رفته اند که برای عالم صانعی قدیم ست و آن ظاهر ست
زیراچه اگر صانع قدیم نباشد بلکه حادث باشد و عالم نیز حادث ست پس درین صورت
حادث حادث را پیدا کرد و این مجعولیت ذاتی ست و بطلان آن در کتب مسطور ست پس
ازین تقریر ثابت شد که صانع عالم قدیم ست و آن واجب الوجود که ازلی ست و ابدی ست
و عدم آن واجب الوجود ممتنع ست زیراچه آن واجب واجب باقی نماند بلکه ممکن گردد
و خواص ممکن همین ست که گاهی موجود شود و گاهی معدوم و علاوه اینکه اگر معدوم شود
پس عالم که معلول او ست بی علت باقی ماند و سوای او خالقی نیست که فنای او مسلم دانسته شود
و این را علت عالم گردانیده آید پس دریافت که آن واجب الوجود متصف ست بجمیع صفات
کمال خود مگر آن صفات نه عین نه غیر واجب تعالی اند و دلیل آن مرتبه مشکل ست لائق
این مختصر نیست و اگر طالب دلیلش شوی نظر کن بسمت مطولات که دران تصریح تمام مسطور
اند و آن واجب تعالی منزه است از جمیع صفات ناقصه زیراچه اگر با صفات ناقصه متصف
شود پس لازم آید نقصان در ذات واجب تعالی الله عما یقوله الظالمون علوا کبیرا و آن واجب
تعالی عالم جمیع اشیا از ذات خود هر گاه که ذات خود را بدانست بعینه همان وقت جمهور
اشیا که مخلوقات آن خالق برحق اند مجملاً دانست زیراچه جمیع اشیا مستند اند بذات

باری عزشانه وجلاله واو مبدا کل اشیا است ودر مبدا موجود بودن مستند ضرور پس در
ذات او واجب تعالی که مبدا کل اشیا جمیع ممکنات که مستند اند موجود بی ریب وآن
واجب تعالی وقتیکه ذات خود را شناخت همان وقت جمیع ممکنات را ادراک نمود
وذات را از قدیم معلوم کرده است پس جمیع مخلوقات مستنده را هم از قدیم شناخت
فتفکر فانه من مزلة الاقدام وآن واجب تعالی قادر ست بر جمیع ممکنات نزد جمیع حکماء
متکلمین وصوفیه زیراچه هر فاعلی بر مفعول خود قادر می باشد مثلا نجار بر تیار کردن سریر
قادر ست اگر خواهد کم کند واگر خواهد زیاده کند اگر خواهد در یک ماه تیار کند یا در یک روز
پس شخصی که در نجار چنین قدرت داده است آن شخص بدرجهٔ اتم قادر خواهد شد
وآن باری عزشانه مرید ست زیراچه ما یان که ممکن مستند بالغیر او واجب ایم از فیضان
واجب تعالی ذی اراده ایم باین طور که هر جا که می خواهیم میرویم و هر جا که می خواهیم می نشینیم
پس او شخصی که ما یان را این اراده عطا نموده است او بدرجهٔ اولی مرید خواهد شد و متکلم ست
زیراچه اگر متکلم نشود امر و نهی بچه گونه صادر شوند وعلاوه آنکه قرآن مجید را مردمان کلام الله
می خوانند و هر که متکلم نیست صفت کلام باو ثابت نخواهد شد پس اگر متکلم نبودی این
قرآن مجید را کلام الله بچه خواندی وعلاوه اینکه اگر آن ابکم شود واین در حق ما یان که علوقات
او ایم نقص ست در حق الله تعالی بطریق اولی نقص خواهد بود تعالی الله عما یقوله الظالمون
علوا کبیرا وآن باری عزشانه حی ست زیراچه اگر حی نباشد بلکه میت باشد عالم بی علت
باقی ماند و معلول بی علت باقی ماندن محال ست وعلاوه اینکه اگر میت حادث شود
پس قدیم نماند وقباحات کثیره لازم آید و سمیع ست زیراچه اگر سمیع نشود العیاذ بالله
دعای ما یان کدام کس شنیده مغفرت ما یان نماید وعلاوه اینکه ما یان که بندگان او واجب تعالی ایم

حواسی برای سمع و بصر داده است پس او سمیع باولی طریق خواهد بود و علاوه این که اگر
سمیع نشود مخالفت باین قول الله تعالی لازم آید ان اللہ سمیع علیم یعنی الله تعالی بر تحقیق
تمام سامع ست و داناست ہذا و منزہ است از جمیع صفات نقص و این ظاہر ست بر اصاغر
و اکابر که متصف شدن بصفات ناقصه لازم آید نقص در ذات او تعالی که بمرتبۂ اعلی ست و
نه کسی مشابه اوست و نه ضد اوست و نه ندّ اوست و نه مثل اوست و این بالبدیهه بر
مخلوقات هویداست که با وجود این همه اشیا مخالفت باین قول باری عزّ شانه وجلاله لازم آید
لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا یعنی اگر شود درمیان زمین و آسمان الٰهی یعنی واجب الوجود
سوای الله که موجود ست هر آینه انتظام زمین و آسمان فاسد شود زیراچه یکی خواهد وجود
عالم و دیگری خواهد عدم او پس اجتماع ضدین لازم آید و این اجتماع بالبدیهه محال ست
و علاوه اینکه یکی از هر واحد عاجز ماند زیراچه وجود و عدم در وقت واحد جمع نمی شوند
بنا بر اینکه یکی خواست که عالم موجود شود پس بحسب خواستهٔ او موجود شد و دیگری خواست
بعینه دران وقت که اول وجودش خواسته بود عدم عالم پس اگر بحسب خواستهٔ ثانی
معدوم شد عجز اول لازم آمد باین طور که او خواست وجود و آن نشد و اگر معدوم نشد
عجز ثانی لازم آید باین طور که خواسته عدم نشد و عجز هر واحد محال زیراچه فرض کرده شد
آن هر دو را اله واجب الوجود قائم بالذات فافهم وغیره دلائل بر وحدانیت واجب که حق
مذکور اند در کتب مطولات لائق این مختصر نیست و برای واجب تعالی معینی نیست زیراچه
آن معین کل ممکنات ست برای او که معین شود و علاوه اینکه اگر برای او تعالی معینی
شود او قائم بالذات باقی نماند و این نقصان صراحةً معلوم می شود و نه حالّ ست در غیر خود
چنانچه عیسائی می گویند که الله تعالی در حضرت عیسی علیه السلام حالّ بود زیراچه

حلول از خواص جسم ست که در هیولائی خود حال می شود و الله تعالی از جسم شدن منزه است به خواص جسم که میرسد و نه متحد شود بغیر خود و این ظاهر ست و نه جوهر ست زیراچه جوهر آن را گویند که ممکن باشد و در محل حال نباشد و آن الله تعالی کو که در محل حال است مگر ممکن نیست و نه عرض ست زیراچه عرض آن را گویند که ممکن باشد و قائم بالغیر باشد پس آن واجب الوجود جوهر که قائم بالذات باشد نشد عرض که قائم بالغیر ست بچه گونه شود و نه جسم ست زیراکه جسم مرکب می شود از اجزا و قابل انقسام می شود و این ترکیب اجزا و قبول انقسام در شان باری عزشانه و جل جلاله نزد صغیر و کبیر محال ست پس هرگاه که لازم جسم یعنی ترکیب ... انقسام یافته لمزوم که جسم ست چرا یافته شود علاوه اینکه جسم ممکن ست ... اجب تعالی واجب ست پس واجب ممکن بکدام صورت شود فتدبر و نه دارد واجب الوجود در کدام مکان زیراچه در مکان ... تقاضای جسمیت می نماید و آن از جسمیت منزه ست پس در مکان بکه سبیل شود و نه در کدام جهت ... زیراچه هرگاه که در مکان نشد وجهت در مکان می شود پس در جهت بکدام طرق شود و نه قابل اینیت که بسوی او تعالی بقول این یا آن کرده آید زیراچه این اشاره تعلق به بودن الله تعالی جسم در مکان و جهت دارد و آن ازینها منزه است چنانچه بالا می گذرد و نه صحیح ست بر وحرکت و انتقال زیراچه این هم تعلق بجسمیت دارد فتدبر و بعض از فرق گفته اند که آن الله تعالی جسم ست و بعضی گفته اند که مرکب ست از خون و گوشت و بعض گفته اند که نور ست که روشن ست و بعضے گفتند که بصورت و بعض قائل اند که جوان ست و بعضی می گویند که پیر ست و بعضی گفته اند که در جهت فوق ست و دلائل ایشان مذکور اند در مطولات و بطلان آنها هم مسطور ست در مبسوطات لائق این مختصر نیست از بیانش این مختصر مطول خواهد شد لائق خواندن

بندیان نخواہد ماند و نہ جاہل ست زیرا کہ اگر جاہل شود صفت علم او باطل شود و ہر گاہ کہ صفت علم باطل
شد پس آن اللہ تعالیٰ مجبور از پیدا نمودن مخلوقات شود زیرا چہ علم مقدم ست بر خلق چنانچہ بکار اولا
عالم تخت می شود بعدہ تیاری نماید و آن مجبوریت در شان آن واجب الوجود محال ست و نہ کاذب
است زیرا چہ اگر کاذب باشد وعدہائی کہ در کلام مجید واقع اند بچہ گونہ اعتماد نمودہ آید علاوہ این کہ کذب
در حق ما یان کہ مخلوقات او ہستیم نقص ست بلکہ نزدیک بعضی از علمای حنفیہ گناہ است و نزدیک
شافعی رحمہ گناہ کبیرہ است پس آن واجب الوجود کہ منزہ است از ہمہ نقص کذب در شان او بچہ سبیل
نقص نخواہد شد فافہم و آن واجب تعالیٰ را جمیع مومنین از چشمہا کہ در سر دارند معاینہ خواہند نمود
نہ از مقابلہ و نہ در جہت و نہ در مکان و این مسئلہ است کہ بسوی آن بجز اشعری دیگری نرفتہ است
و آن واجب الوجود ہر شئی را کہ ارادہ می فرماید بعمل می آرد و ہر شئی را کہ ارادہ نمی کند بعمل نمی آرد
ما شاء اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن یعنی ہر شئی را کہ اللہ تعالیٰ می خواہد بمجرد خواہش او می شود و ہر شئی را
کہ نمی خواہد نمی شود و معصیت و کفر منجملہ مخلوقات او ست مگر واجب تعالیٰ از معصیت و کفر راضی
نیست چنانچہ در فرقان واقع ست لا یرضی لعبادہ الکفر یعنی آن اللہ تعالیٰ راضی از کفر نیست ہمچنین
احوال معصیت ست و کسی بر وحاکم نیست زیرا چہ آن واجب تعالیٰ خود حاکم ست بر جمیع اشیا
بر وحاکمی کہ شود علاوہ اینکہ اگر حاکمی بر و شود آن واجب تعالیٰ مستند بغیر شود قائم بالذات
باقی نماند و این در شان آن واجب الوجود محال ست و غنی ست زیرا چہ اگر محتاج بسوی دیگری
شود ہمان قباحت کہ بیان کردم لازم می آید فتذکر و بر اللہ تعالیٰ کدام شئی واجب نیست زیرا چہ
آن واجب تعالیٰ واجب کنندۂ افعال حسنہ بر ما یان ست بر او واجب کنندہ کہ شود علاوہ
اینکہ اگر کسی واجب کنندہ شود پس آن واجب تعالیٰ محتاج بسوی دیگری شود و این ببداہت عقل
محال ست چنانچہ بالا گذشت فتذکر و بر اللہ تعالیٰ ثواب نمودن بر عبد کہ فاعل افعال حسنہ باشد

وعذاب بر عبد که فاعل افعال قبیحه باشد واجب و هر چیزی را که الله تعالی می فرماید و بعمل می آرد
آن را منسوب بسمت جور و ظلم نباید کرد و در افعال او غرضی نیست چنانچه در افعال مایان غرضی
ست بیغرض نیستند یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید و هو علی کل شیٔ قدیر و رعایت می کند حکم را
دران شیٔ که پیدا کرده است و دران شیٔ منافع بسیار لا تعد و لا تحصی سپرده است از روی فضل و
رحمت خود نه از روی وجوب باین نمط که کسی واجب کرده باشد یا خود بر خود واجب دانسته باشد و حسن
شیٔ و قبیح شیٔ شرعی اند عقل را دخل نیست و نیز عقل حکم نمی کند که کدام فعل سبب ثواب ست و کدام فعل
سبب عقاب و برای فعل صفت حقیقیت یا اعتبار همچنین نیست که باعتبار آن ثابت شود حسن
و قبح آن معلوم شود و آن الله تعالی غیر متبعض ست و غیر متجزی ست یعنی دران واجب تعالی
اجزا خواه مطلق اجزا خواه اجزاء لایتجزی نیستند زیراچه اگر اجزا دران باشند وجوب الوجود متحد
بالذات باقی نماند و علاوه اینکه ذی اجزا شدن از خواص جسم ست و آن الله تعالی از جسمیت منزه
است چنانچه بالا گذشت فتذکر و آن الله تعالی را حدی و نهایتی نیست زیراچه این هم از خواص
اجسام ست و جمیع صفات باری عز شانه و جل جلاله متحد بالذات اند و متغایر بالاعتبار زیراچه مبدأ
آن صفات بلکه کل شیٔ آن باری تعالی ست و آن واحد حقیقی ست و هرگاه مبدأ واحد شد پس
همه چیزها که هستند یا خواهند شد هم واحد خواهند شد و برای همین لحاظ صوفیه همه اشیا را واحد
انگاشته عین واجب تعالی می فرمایند و خود را هم عین ذات واحد حقیقی تصور می نمایند چنانچه قول
حضرت منصور قدس سره انا الحق که معروف ست و هم برین قیاس کن اقوال جمیع فقرا و آن
صفات نه غیر باری تعالی اند و نه عین زیراچه در غیریت قیام الله تعالی بحوادث لازم آید چراکه وجود
آن صفات محال و در عینیت تعدد وجبا لازم آید فتدبر و مقدورات باری تعالی قلیل اند
از کثیر یعنی غیر متناهیه اند هرگاه که کسی بطاقت بشری ضبط کند پس هرچه که ضبط شوند آن مقدورات

گویا قدری اندگرفته شده از انبیا سه برای آن باری تعالی ملائکه اند و اجنحه یعنی صاحب بازو نه مذکر
اند و نه مؤنث اند از بعض آنها جبرئیل علیه السلام اند که مقرر اند برای ارسال وحی نزدیک رسل و
انبیا و از بعض آنها میکائیل اند که متعین برای رسانیدن رزق بهمه موجودات که قابل خوردن و
نوشیدن اند و از بعض ایشان اسرافیل اند و عهدهٔ ایشان اینست که در قیامت نفخ صور خواهند نمود
بمجرد نفخ صور همه موجودات فنا خواهند شد و بعده حشر اجساد خواهد شد و از بعض آنها عزرائیل اند که
متعین برای قبض ارواح اند قصه آن بزبانی راویان و حکایان چنان بسمع این فقیر رسیده اگرچه لائق
تصدیق بسبب نمود لش قرین بصدق نیست اما برای تفریح قلب طفلان بقلم مریم رقم آمده و آن اینست
که هرگاه جناب رب العزت عزرائیل را عهده برای قبض ارواح مقرر فرمود عزرائیل انکار بحث کرده
گفت که این عهده مرا قبول نیست زیرا چه درین عهده بجز بدنامی سودی متصور نه که موجب فخر من
شود الله تعالی فرمود که شما این قبول کنید کسی نخواهد گفت که جان من عزرائیل قبض نمود بلکه من
کدام عارضه بایشان خواهم چسپانید که همه نسبت موت بسوی آن عارضه خواهند نمود کسی نام
شما بر زبان نخواهد آورد خاطر قرین جمعیت دارید پس باین صورت عزرائیل این عهده را قبول
فرموده در کار مامور مشغول شدند و آن فرشتها بحسب امر الله تعالی بعمل می آرند از امر او واجب تعالی
ابا بنوعی نمی کنند و آنچه که ملائکها بوقت پیدا نمودن جدی حضرت آدم علیه السلام گفتند اتجعل فیها
من یفسد فیها این قول برای دفع شبهه که در دل آنها واقع شده بود گفتند ورنه چه مجال بود که
از فرمان باری تعالی ابا کردندی و در انکار عزرائیل از قبول عهده همچنین دفع شبهه است فتذکر و تامل
و قصهٔ هاروت و ماروت برین نمط معروف ست که هرگاه سحر پراگنده شد میان خلائق و از سحر
اختراع اشیای عجیب نموده دعوی نبوت نمودند پس الله تعالی ملکان مسمیان هاروت و ماروت
را در ربع مسکون دو پیغمبر برای تعلیم ابواب سحر بجمیع مردمان بوجه احسن فرستاد تا که غلبهٔ

کسی برکسی ہویدا نشود آن فرشتہا درین عالم فنا بحسب فرمودۂ رب العزت تشریف آوردند وموافق فرمودۂ اللہ تعالی بعمل آوردہ ہمہا را سحر تعلیم نمودند ودر دنیا ایشان را شہوت کثیر پیدا شد ودران زمان زہرہ کہ درین زمان ستارۂ است زنی بود از شدت فاجرہ آن ہردو فرشتہ از زہرہ مخلوط شدہ وہم کہ بجہت آن طاقت عروج بر آسمان می داشتند بآن زہرہ تعلیم نمودند پس آن زہرہ بسبب آموختن آن اسم بر آسمان عروج نمود وآن ہردو فرشتہ از عروج شدن باز ماندند واللہ تعالی آن زہرہ را کوکب نمود فقط چون این قصہ کہ ترقیم نمودیم اگرچہ بعض حاکیان در اویان مثل نمود اما مقرون بصدق معلوم نمی شود زیرا چہ اولاً شہوت آن فرشتہا محال چرا کہ ملائکہ نہ مذکر باشند نہ مؤنث پس شہوت بکہ سبیل شود وثانیاً آنکہ مخلوط شدن بزن مسمات زہرہ محال چرا کہ ہرگاہ مذکر نشدند پس مخلوط بادن مسطورہ بکہ طور می شدند مبنای این ہردو دلائل مسطور شد سابقا فتہ کرد ثالثاً آن کہ عروج زن فاجرہ کہ مسمات زہرہ بود بر آسمان وشدن او کوکب غیر ممکن فتامل وفرقان وسائر کتب الٰہیہ کلام اللہ تعالی اند غیر مخلوق چنانچہ قول حضرت جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ غیر مخلوق موئید گفتۂ من ست وقرآن مکتوب ست در صفحات وخواندہ شدہ است بلسان ومحفوظ ست در صدور ودلائلش مکتوب اند در مطولات چنانچہ جناب مولانا سعد الدین تفتازانی در تلویح قلمی بآن تصریح فرمودہ اند کہ مزیدی بران متصور نیست ومعاد حق ست یعنی اللہ تعالی بروز قیامت در اجسام ہمہا کہ مردہ اند ومی میرند وخواہند مرد روح خواہد انداخت چنانچہ زندہ خواہند شد ودرین مسالہ اختلافات مالانہایت اند اگر خواہی نظر کن بسوی مطولات کہ جامع مذاہب مخالفین مع ردآنہا ودلائل بر اثبات مذہب اشعری اند وجزا وحساب حق ست ومیزان حق ست وجنت ونار حق است ہر کہ جنتی اند در جنت پیوستہ خواہند ماند ومرتکب گناہ کبیرہ ہموارہ در نار نخواہد ماند چنانچہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ بدانکہ در گناہ کبائر

اختلاف ست بعض فرموده اند که گناه کبائر هفت اند شرک بالله یعنی شریک الله تعالی کسی را
دانستن العیاذ بالله و فرار از زحف یعنی گریختن از جهاد و عقوق والدین مسلمین یعنی این کلمه گفتن
که اگر من بمیرم مادر و پدر من از مال من محجوب باشند و قتل کردن کسی را بی حق و بهتان کردن بر
مسلمان و زنا نمودن و نوشیدن شراب و بعضے گفته اند که نه اند هفت مذکوره بالا و هشتم خوردن
مال یتیم بغیر حق و نهم خوردن ربوا چنانچه در احادیث نبی صلی الله علیه وسلم واقع اند و حق نزدیک
این ضعیف قول فرموده امام شمس الائمه حلوانی رحمه الله است و آن قول اینست که گناه کبیره آن فعل
را گویند که از کردنش بر فاعل درمیان مسلمین طعن و تشنیع باشد و هتک حرمت الله تعالی باشد
و هتک دین هم باشد و بدانکه اگر کسی پی در پی گناه صغیره بعمل آورد پس آن هم بمنزله گناه کبیره است
فاحفظ ولا تغفل والله تعالی صاحب کبیره و صغیره را بلا توبه خواهد بخشید الا قائل شرک خود را
نخواهد بخشید چنانچه در قرآن مجید برای صاحب کبیره و صغیره سوای قائل شرک بالله واقع ست

ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک یعنی هر آینه الله تعالی نخواهد بخشید آن شخص
را که قائل شرکت ست، و خواهد بخشید سوای گوینده شرکت پس در سوای گوینده شرکت مرتکب
گناه کبیره و صغیره داخل مغفرت خواهد شد و شفاعت آن شخص که آن را الله تعالی برای شفاعت
عاصیان امر کرده است خواه نبی باشد یا غیر نبی حق ست و شفاعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
برای صاحب کبیره از امت خود حق ست دلیلش قول جناب رسالت پناه علیه السلام
است شفاعتی لاهل الکبائر من امتی یعنی شفاعت من برای صاحب کبیره از امت من و آن
الله تعالی شفاعت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم را در معرض استجابت خواهد آورد و رد نخواهد نمود
و عذاب قبر حق ست و برهانش قول علیه السلام ست استنزهوا عن البول فان عامة عذاب
القبر منه یعنی پرهیز کنید از بول زیرا چه اکثر عذاب قبر از وست پس اگر عذاب قبر حق نبودی

حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چہ افرمودی در عذاب قبر بسیار احادیث مروی اند وسوال
منکر ونکیر حق ست بقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دفن المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان
یقال لاحدہما المنکر وللآخر النکیر فیقولان للعبد ماکنت تقول فی حق ہذا الرجل فان کان
مومنا فیقول ہو عبد اللہ ورسولہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ فیقولان
قد کنا نعلم انک تقول ہذا ثم یفسح لہ فی قبرہ سبعون ذراعا فی سبعین ذراعا ثم ینور لہ فیہ ثم
یقال لہ نم فیقول ارجع الی اہلی فاخبرہم فیقولان نم کنوم العروس الذی لا یوقظہ الا احب
اہلہ الیہ حتی یبعث اللہ من مضجعہ ذلک وان کان منافقا فیقول قد سمعت الناس قولا
فقلت مثلہ ولا ادری فیقولان قد کنا نعلم انک تقول ہذا فیقال للارض التئمی فتلتئم
علیہ فتختلف اضلاعہ فلا یزال فیہا معذبا حتی یبعثہ اللہ تعالی من مضجعہ ذلک رواہ الترمذی
یعنی ہرگاہ میت دفن کردہ می شود در قبر پس دران قبر دو فرشتۂ سیاہ ارزق کہ نام یکی منکر
ونام دوم نکیر ست نزدیک آن مردہ آمدہ سوال ازان عبد کہ میت ست خواہند نمود کہ
چہ می گوئی در حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس اگر آن مردہ مومن خواہد شد خواہد گفت کہ آن
صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ تعالی ورسول اللہ تعالی اند وشاہدی می دہم کہ سوای اللہ تعالی
الٰہی نیست وشاہدی می دہم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ تعالی ورسول اللہ تعالی بودند
پس آن فرشتہا خواہند گفت ہر آئینہ ما دانستہ بودیم کہ شما این کلمہ خواہید گفت بعدہ برای
آن عبد مومن میت قبرش بقدر مربع ہفتاد ذراع کشادہ خواہد شد وروشنی نمودہ خواہد شد
بعدہ ازان میت گفتہ خواہد شد کہ درین قبر بخسپ پس میت خواہد گفت کہ طرف اہل من بروید
واز خبر من ایشان را آگہی بخشید پس آن ہر دو فرشتہ خواہند گفت کہ شما بآن طور کہ کسی نزد زوج
خود شب باش می شود ودر اسوای دوست تر از اہل او کسی بیدار نمی کند بعینہ ہمان طریق

شما در خواب تا وقتی که الله تعالی بیدار نکند واز قبر تو نبر وا و بیدار مباش واگر آن میت منافق خواهد شد پس وقت سوال از محمد صلی الله علیه وسلم خواهد گفت که شنیده بودم که مردمان می گویند که محمد صلی الله علیه وسلم رسول الله اند پس بموجب گفتۂ آنها من نیز گفته بودم مگر دریافت نکرده ام که کدام فی الواقع پس آن هردو فرشته خواهند گفت که ما دانسته بودیم که تو چنین کلمه خواهی گفت پس زمین را حکم خواهد شد که باهم لبسته شو پس زمین بحکم رب العالمین باهم لبسته خواهد شد واعضا مختلف خواهند شد پس عذاب از وزائل نخواهد شد مگر تا وقتیکه الله تعالی آن منافق را از قبر او خواهد برداشت فقط و باقی احادیث درین مقام بسیار مروی اند مگر بجهت طول شدن رسالۂ ها بیان نمی کنم در رسل از جناب جدی حضرت آدم علیه السلام تا بجناب رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم فرستادۂ الله تعالی اند و محمد صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیا اند بعد ایشان کسی نبی نخواهد شد و انبیا قصداً کفر را و گناه کبیره و صغیره را نمی کنند و انبیا افضلیت دارند بر ملائک اتفاقاً و نزدیک بعض مومن افضلیت دارند از ملائک و کرامات اولیا حق ست زیرا چه بچشم خود می بینم که اگر کسی نزدیک مزار اولیا بصدق اعتقاد دعا می طلبید دعای او البته مقرون باجابت می گردد پس اگر کرامات اولیا حق نبودی چگونه دعای اعی مستجاب گشتی و بر الله تعالی ثواب مصیب و عقاب عاصی واجب نیست بلکه هر کسی را که می خواهد مغفرت کند موقوف افعال حسنه نیست و هر کسی را می خواهد عقاب می نماید موقوف بر تعمیل افعال قبیحه نیست فتدبروا حفظه ولا تغفله بیان خلافت برین نوع در بعض کتب تواریخ بسوط است که روزی حضرت رسالت پناه در مسجد مدینه نشسته بودند یاران را طلبیده فرمودند که ای یاران مرا سفر قیامت در پیش ست و من ازین جهان فانی میروم و نمی دانم که بعد از من احوال امتان من چه خواهد بود بعده فرمودند که ای یاران چون نه صد گزرد و ده صدی در آید آن زمان علامت قیامت ظاهر خواهد شد و فسادها آشکارا خواهند شد

ومردمان بر اسپ زنا سوار شوند وشہرہای معظم ویران شوند وکوہان وبیابان آباد شوند وزنان در بازار بگردند چنانچہ استراحت شرم نداشتہ باشند ودر مشکوۃ المصابیح در علامت قیامت آمدہ است کہ زنان بسیار شوند ومردان کم چنانچہ در نکاح یک کس پنجاہ زنان خواہند آمد وزنا زیادہ خواہد شد وشرم وحیا خواہد رفت وعلم وعلما کم ودفائی ازین جہان ہم انتقال خواہد نمود وکفر زیادہ خواہد شد وعلی ہذا القیاس افعال حسنہ کم وافعال قبیحہ زیادہ از حد بعدہ حضرت عیسی علیہ السلام از آسمان نزول فرمودہ ہمہ کفاران را قتل خواہند ساخت وخنازیر را بمرگ خواہند رسانید وبرکلمۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمہا را منقاد خواہند کنانید وہر کسی کہ ایمان بنبی آخر الزمان نخواہد آورد آن زمان از اوشان جزیہ طلب خواہند نمود در صورتی کہ جزیہ ہم ادا نخواہد ساخت اورا واجب القتل دانستہ قتل خواہند فرمود غرضکہ بہمہ وجوہ ہر چیزیکہ موافق شرع محمدی احسن ست آن را کوشش بلیغ فرمودہ درست خواہند فرمود وہر چیزی کہ غیر درست ست ازان باز خواہند داشت وہمہ اہل دول خواہند شد وکثرت مال چنان خواہد شد کہ از زمین خود بخود ستونہا سے نقرہ وزر خواہند آمد وخلقت چنان آسودہ خواہد شد کہ کسی آن مال قبول نخواہد نمود واسلام بوجہ احسن مضبوط خواہد شد وحضرت عیسی علیہ السلام سی وپنج سال بحیات ماندہ درین جہان فانی نکاح ساختہ بعدہ رحلت بسوی دار القرار فرمودہ در قبر من مدفون خواہند شد فقط بعدہ حضرت فرمودند کہ مرا برین فرمان شد کہ صفر زحمتی بنیم ودر دوازدہم ربیع الاول رحلت نمایم چون عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا این سخن بشنید آہ برآورد وزار زار بگریست حضرت فرمودند اے عائشہ رضی اللہ عنہا این یادہ مرگ ہمہا را خواہد رسید چون مدت دراز درگذشت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ برای نماز نتوانستند آمد چون روز جمعہ شد بلال پیش رسول آمد وبانگ داد وگفت الصلوۃ سنۃ الجمعۃ الصلوۃ سنۃ الجمعۃ الصلوۃ یرحمکم اللہ چون آواز بلال رضی اللہ عنہ

در سمع مبارک رسید حضرت فرمودند که یا عائشہ بلال را اندرون طلب کن عائشہ بلال را درون
طلبید چون بلال درون آمد حضرت را جہتی غالب آمد حضرت فرمودند که ابوبکر صدیق را بگو که امامت
یاران بکنند چون یاران این سخن بشنودند همه در گریہ شدند و نالہ برآوردند و زار زار بگریستند حضرت
فرمودند که یا عائشہ کیانند که بآواز بلند می گریند عائشہ گفت یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم همه یاران شمااند
که می گریند و منتظر شما در مسجد مدینہ ایستادہ اند بی شما نماز نمی خوانند و کسی امامت هم نمی کند حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بلال را فرمودند که یا بلال امیر المومنین عمر را طلب کن بلال حضرت عمر را
طلبید و یاران را نیز درون طلبید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست راست خود بر کتف حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نہادند و دست چپ بر کتف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہادند بدین طریق تا مسجد مدینہ
رفتند و یاران را فرمودند که میان شما یاران پیغمبر ما بودیم و بر شما تبلیغ احکام می کردیم و انچہ
حلال بود شما را می فرمودیم که بران رجوع کنید و انچہ حرام بود ازان باز می داشتیم جملہ یاران گفتند
که ما یاران بی تو بی سعادت شدہ ایم و بی تو یتیم ماندہ ایم و دران زمان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
برخواستند و گفتند که یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم امشب خوابی دیدہ ام حضرت فرمودند خیر لنا و شر
لاعدائنا یا ابوبکر چہ خواب دیدۂ ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمودند که یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم چادر عائشہ
را از سر بریدہ دیدہ ام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند که ای یاران هر ان مردیکہ این خواب
را بہ بیند داماد او بمیرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من هم امشب
خوابی دیدہ ام حضرت فرمودند که یا عمر تو چہ خواب دیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودند یا نبی اللہ
چنان دیدہ ام که در عدل من لشکست حضرت فرمودند ای عمر جملہ عدل در جهان من بودم
چون بمیردم عدل نیز می رود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گفتند که من هم امشب خوابی دیدہ ام
حضرت فرمودند چہ دیدۂ عثمان رضی اللہ عنہ گفتند که یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنان دیدہ ام

که از میان مصحف یک ورق بریده شد پیغامبر علیه السلام فرمودند که یا عثمان چون جبرئیل علیه السلام
بیاید از وی پرسم که بعد مرگ من شما درین جهان می آیند یا نه درین ساعت جبرئیل علیه السلام بیامدند
گفتند یا محمد صلی الله علیه وسلم بعد مردن شما ده بار بیایم و آنچه شرم و حیا و علم و عمل و شفقت باشند
بردارم امیر المومنین علی مرتضی فرمودند که من هم خوابی دیده ام حضرت فرمودند که یا علی شما
چه خواب دیده اید حضرت علی فرمودند چنان دیده ام که سر من بشکست حضرت فرمودند که سر تو در عالم
من بودم چون ازین جهان میروم سر تو شکسته شود امیر المومنین حضرت امام حسن و امام حسین
فرمودند که یا جدی محمد علیه السلام امشب ما نیز واقعه دیده ایم حضرت فرمودند ای جگر گوشهای
من شما چه خواب دیده اید حسنین رضی الله عنهما فرمودند یا جدی چنان دیده ایم که درخت بزرگ بود
از بیخ افتاد حضرت فرمودند که ای نور چشمان من درخت بزرگ در دنیا من بودم چون ازین
جهان فانی میروم درخت بیفتاد بعده عائشه بنت صدیق رضی الله عنهما گفتند یا محمد علیه السلام
من هم امشب خوابی دیده ام حضرت فرمودند ای عائشه شما چه خواب دیده اید عائشه صدیقه
فرمودند یا رسول الله صلی الله علیه وسلم چنان خواب دیده ام که ستون خانهٔ من بشکست حضرت
فرمودند ای یاران هران عورت که این خواب را ببیند بیوه گردد خواجهٔ عالم محمد مصطفی صلی الله
علیه وسلم باز بلال را درون طلبیده فرمودند ای بلال در مدینه بر دو ندا ده و بگو که از حیات جناب
پیغمبر صلی الله علیه وسلم دو روز باقی مانده اند که ازین جهان انتقال خواهند کرد اگر کسی دعوی
داشته باشد بیاید در حیات من دعوی کند دعوی خود بستاند چون بلال در مسجد مدینه رفت
این سخن بگفت هیچکس از جا برنخاست مگر عکاشه نام مردی بود برخاست و گفت من
دعوی یک تازیانه دارم که در جنگ احد پشت برهنه بودم زده بودند بلال پیش خواجهٔ عالم
صلی الله علیه وسلم بیامد و گفت یا محمد صلی الله علیه وسلم با تو کسی دعوی ندارد مگر عکاشه نام مردی

دعوی یک تازیانه بشما می کند که در زمان جنگ احد می رفته بر پشت او که برهنه بود زده بودند حضرت صلی الله علیه وسلم عکاشه را طلب نموده فرمودند یا بلال در حجرۀ فاطمه رضی الله تعالی عنہا دو تازیانه نهاده اند بیار چون بلال در حجرۀ فاطمه رضی الله عنہا رفتند گفتند که السلام علیک یا خاتون جنت فاطمه رضی الله عنہا فرمودند علیک السلام بلال گفت که عکاشه نام مردی ست دعوی یک تازیانه بر خواجۀ عالم صلی الله علیه وسلم می کنند فاطمه رضی الله عنہا فرمودند آن کیست که بپای خود در دوزخ می رود که با مصطفے دعوی تازیانه می کند چون تازیانه آوردند حضرت ابابکر صدیق رضی الله عنه برخاستند و گفتند یا عکاشه از عوض یک تازیانه شصت تازیانه بر پشت من بزن و به پیغمبر صلی الله علیه وسلم عطا کن و ببخش عکاشه گفت که یا ابابکر بر جای خود باش من با تو دعوی ندارم همبرین طریق تا حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه رسید حضرت ممدوح برخاستند و فرمودند یا عکاشه از بدلۂ یک تازیانه صد تازیانه بر پشت من بزن و منتهای عظیم می کردند و میفرمودند که شفیع روز محشر از دنیا رحلت می فرمایند باید که عطا کن عکاشه گفت اے شاه مردان عرب و عجم بر جای خود باش من با تو دعوی ندارم حضرت فرمودند که یا عکاشه تازیانه بر پشت من بزن عکاشه گفت که یا محمد صلی الله علیه وسلم دران وقت که تازیانه بر پشت من زده بودند پشت من برهنه بود خواجۂ عالم صلے الله علیه وسلم پشت خود را برهنه فرمودند در خیال عکاشه مهر نبوت که در پشت حضرت صلی الله علیه و آله وسلم بود گذشت بوسه داد و تازیانه از دست بینداخت و گفت مارا چه قدرت که بر پشت مبارک تازیانه زنم اگر بزنم آن روز حشر تازیانه نصیب من شود از زبان مبارک شنیده بودم که هر که مهر نبوت را به بیند و بوسه دهد آتش دوزخ بروی حرام گردد و من حیله می کردم و مطلب من این بود که مهر نبوت را ببینم تا که آتش دوزخ بر من حرام گردد چون روز دوم شد امیر المومنین حضرت علی رضی الله تعالی عنه برخاسته در خانۂ عائشه رضی الله تعالی عنہا آمدند دیدند که حضرت

رسالت پناه صلی الله علیه وسلم سر خود را بر زانوی حضرت عائشه رضی الله عنها نهاده اند و عائشه
رضی الله تعالی عنها می گویند که یا رسول الله صلی الله علیه وسلم امروز روز جمعه است یاران همه در مسجد
مدینه جمع شده اند و رخسارهٔ حضرت رسالت پناه زرد شده بود امیر المومنین علی رضی الله عنهٗ
چون رخسارهٔ حضرت رسالت پناه زرد دیدند گریه کنان در حجرهٔ فاطمه رضی الله عنها بیامدند
و فرمودند که یا فاطمه زود برو بابای خود را ببیند فاطمه رضی الله عنها چادر بر سر کشیده و گریه کنان
بر در حجرهٔ رسول صلی الله علیه وسلم رسیدند چون حضرت صلی الله علیه وسلم حضرت فاطمه
رضی الله تعالی عنها را گریه کنان دیدند فرمودند اے فاطمه صابر و شاکر باش
و در وعدهٔ الله تعالی راضی خواهد بود همدران ملک الموت بر در حجره بیامد و دستک زد
رسول صلی الله علیه وسلم فرمود یا فاطمه بر در حجرهٔ من کیست فاطمه رضی الله عنها گفت یا محمد
صلی الله علیه وسلم مردی اعرابی ست بر در حجرهٔ شما استاده است پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمودند
که اعرابی ست که بیوه کند عائشه را و یتیم کند فاطمه را و آبادی ویران کند و ویران آباد کند
یا فاطمه اجازت ده تا در آید ملک الموت بیامد و دست بسته ایستاده شد پیغمبر صلی الله علیه وسلم
فرمودند که یا برادر ملک الموت گفت یا محمد صلی الله علیه وسلم ما بندهٔ فرمانیم اگر فرمان باشد جان
شما را قبض کنم و اگر نه باز گردم اما یا محمد صلی الله علیه وسلم بر این آیت عمل خواهم نمود اذا جاء
اَجَلُهُم لَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ یا محمد صلی الله علیه وسلم برای
شما بهشت آراسته است و درهای بهشت کشاده اند و در بهشت درخت طوبی سر کشیده
و گلها شگفته و در جنت حوض کوثر موج گلاب می زند و طوطیان و قمریان و بلبلان جمله
در رقص اند و حوران بهشت خود را آراسته اند چون ملک الموت در پیش شده خواست که
جان مبارک قبض کند رسول صلی الله علیه وسلم فرمودند که ای برادر ملک الموت یک ساعت

مرا فرصت بده تا برآور برادر جبرئیل علیه السلام بیاید چون جبرئیل علیه السلام بیامد پیغمبر صلی الله
علیه وسلم فرمودند یا اخی جبرئیل نمی دانم که بعد از مردن من حالت امتان من چه خواهد بود
جبرئیل علیه السلام فرمودند وقت مردن نیز امتان را نخواهی حضرت فرمودند ایشان امتان
من اند سوای من دیگری ایشان را که خواهد و شفاعت کند بعده پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمودند
یا اخی مرا غسل که خواهد داد و بجنازه من امامت که خواهد کرد و آب برای غسل که خواهد آورد
و مرا دفن کیه کند و مرا کفن که پوشاند جبرئیل علیه السلام گفتند یا محمد صلی الله علیه وسلم فرمان برین
است که ابوبکر غسل دهند و علی کفن پوشانند و جبرئیل آب کوثر برای غسل ریزند و امامت
عمر رضی الله عنه کنند و در حجرهٔ عائشه دفن کنند ملک الموت گفت یا محمد صلی الله علیه وسلم فاطمه را
از پیش خود جدا کنید فاطمه رضی الله عنها جدا نمی شدند پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمودند ای جگر گوشهٔ
بابای خود از پیش من جدا شو فاطمه رضی الله عنها گفتند یا محمد صلی الله علیه وسلم چون جدا شوم
که امروز بر من جهان تاریک ست که شفیع المذنبین از جهان میروند گریه و زاری و آه آه
می کرد پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمودند که ای جگر گوشهٔ بابای خود گریه و زاری مکن و آه آه
مزن بعد از شش ماه پیش ما خواهی آمد فاطمه رضی الله عنها چون این سخن بشنود از گریه و زاری
باز ماند و از پیش حضرت صلی الله علیه وسلم رفتند بعده پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمودند ای
اخی ملک الموت بیا و فرمان رب العزت بجا آر ملک الموت بیامد و دست بسته ایستاده شد
پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمودند ای اخی ملک الموت که قصدی و قوتی و جفائی که داشته باشی
بر من بکن و بر امتان من مکن زیراچه امتان من ضعیف اند ملک الموت وعده کرده گفت
که یا محمد صلی الله علیه وسلم جان امتان شما اینچنین قبض کنم که از مورچه باریک باشد
بعد این وعده جان مبارک قبض کرد که کودکی درخواب رفته است از خواب بیدار شده

درگریہ وزاری شد واز دہان یاران بانگ وآواز وفغان برآمد وفرشتگان زمین و
آسمان درگریہ شدہ بجنازۂ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شدند وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
غسل دادند وحضرت جبرئیل علیہ السلام آب کوثر ریختند وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کفن پوشانیدند وحضرت عمر رضی اللہ عنہ امامت جنازہ کنانیدند ودر حجرۂ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا دفن شدند انتہی کلامہ مع حذافیرہ ۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برین طور واقع شدہ کہ روزی کہ جناب رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم ازین دار فانی بسوی دار القرار رحلت فرمود ہمہ اصحاب جمع شدند
پس انصار گفتند منا امیر و منکم امیر وحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرمودند منا الامراء و منکم الوزراء زیراچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ اند الائمۃ من قریش این فرمودۂ حضرت ممدوح نزدیک جمیع صحابہ
رضی اللہ عنہم مقبول گردید وحضرت ابوبکر صدیق ابن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن لوی بن
مرہ بن کعب را خلیفہ فرمودہ واز ایشان جمیع اصحاب بیعت نمودند وحضرت ممدوح
دو سال وچہار ماہ خلافت فرمودند وخلافت حضرت عمر بن الخطاب بن فضیل بن
عبد العزی ابن رباح بن عبد اللہ بن فرط بن زاج بن کعب برین نوع واقع شدہ
ہرگاہ کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ بیمار شدہ از زندگی ناامید شدند حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ را طلب فرمودہ کتاب خلافت بنام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نویسانیدہ
جان بحق تسلیم فرمودند وحضرت عمر رضی اللہ عنہ بحسب کتاب نوشتۂ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ موافق فرمودۂ خلیفۂ اول خلیفۂ ثانی شدند وجمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
از خلیفۂ ثانی بیعت فرمودند وحضرت ممدوح دہ سال وشش ماہ خلافت فرمودند

وخلافت حضرت عثمان ذی النورین بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس
ابن عبد مناف برین طور واقع شدہ ہرگاہ کہ حضرت خلیفۂ ثانی ازین دار فانی بدار القرار
رحلت فرمودند امر خلافت را بتجویز حضرت عثمان وحضرت علی و زبیر و طلحہ وعبد الرحمن
ابن عوف وسعد بن وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین گذاشتند وباین اصحاب
ممدوحین فرمودند کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف ہرکسی را خواہند خلیفہ نمایند حضرت موصوف
تجویز امر خلافت برای حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نمودہ خلیفۂ ثالث فرمودند وخلیفۂ
ثالث را ذو النورین می خوانند باین وجہ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اولاً دختر خود مسماۃ رقیہ رضی اللہ عنہا بنکاح حضرت خلیفۂ ثالث فرمودہ ہرگاہ کہ
آن دختر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرمودند جناب ممدوح صلی اللہ علیہ
وسلم دختر ثانی کہ مسماۃ ام کلثوم بودند بنکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ درآوردند وہرگاہ کہ
دختر ثانی ہم وفات فرمودند حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند لو کان عندی
ثالثۃ لزوجتکہا یعنی اگر نزد من دختر دیگر می بودی پس نکاح آن ہم بحضرت عثمان
می نمودم فقط وآن خلیفۂ ثالث دوازدہ سال وچہار ماہ خلافت فرمودند وخلافت حضرت
جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بدین نہج واقع است ہرگاہ کہ خلیفۂ ثالث جان بحق
تسلیم فرمودند بروز سوم از وفات ایشان جمیع اصحاب رضی اللہ عنہم متفق بر خلافت
حضرت مرتضی علی بن ابی طالب بن ہاشم شدند حضرت ممدوح بعد انکار بسیار کہ
حدی وپایانی ندارد قبول این امر فرمودہ خلیفۂ رابع شدند وآن خلیفۂ رابع شش سال
خلافت فرمودند پس باین طریق نصاب سی سال گردید چنانچہ حضرت فرمودہ بودند
الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا یعنی خلافت بعد من

شی سال ست بعده سلاطین قوی خواهند شد فقط و بعضے گفته اند که حضرت امام حسن رضی الله
عنه خلیفهٔ خامس بودند و شش ماه خلافت فرمودند پس آن شش درین سی فرموده
حضرت مخبر صادق صلی الله علیه وسلم مجرا و محسوب خواهد شد و افضلیت این همه خلفا
اربعه یا خمسه هم باین طرق است که بیان نمودم و معنی افضلیت اینست که کثرت ثواب
نزدیک الله تعالی باشد نه که اعلم و اشرف شدن در نسب و کفر عدم ایمان و معنی ایمان
اینست که اقرار باللسان و تصدیق بالقلب و کسی از اهل قبله کافر نخواهد شد و اهل قبله
آن را گویند که مقر بشهادتین باشد و اعتقاد اسلام نماید بقلب خود و بر اهل قبله لعنت هم
درست نیست و در یزید اختلاف ست بعضے بلحاظ اینکه آن مرتکب حرکت ناشایان
گشته لعنت می گویند و بعضے بلحاظ اینکه او از اهل قبله است لعنت نمی گویند و جناب
مولانا علامهٔ دهر ملا سعد الدین تفتازانی در شرح عقائد النسفی مذهب اول اختیار فرموده اند
پس این نحیف را چه یارا که از فرمودهٔ چنین علامهٔ دهر اجتناب نماید و اطلاق کفر بران
شخص می گردد که نفی الله تعالی نماید یا قائل شرک باشد و بران شخص که انکار نبی و معجزهٔ ایشان
نماید و بر منکر ارکان خمسه یعنی صوم و صلوٰة و حج و زکوٰة و بر منکران خبر که رسول صلی الله علیه وسلم آن را
حلال یا حرام فرموده اند و توبه واجب ست و مقبول ست نزدیک باری تعالی عز شانه و جل اله از مهربانی الله تعالی
نه از راه وجوب و صلوٰة خواندن عقیب کل فاسق باشد یا فاجر و مسح خفین برای مسافر
سه شبانه روز و برای مقیم یک شبانه روز اعتقاد نمودن از پیدا شدن حضرت
امام مهدی آخر الزمان علیه السلام و نزول حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام
از آسمان بر زمین قریب ایام قیامت و درین مسائلها که بقلم آوردم اختلافات ما لا نهایت
اند معلوم می شوند از رجوع بسمت مطولات و جامع جمیع مذاهب فرق مع دلائل آنها

وبطلان آنہا ومثبت دلائل اشاعرہ اند اگر طالب شوی نظر کن بسوی مطولات یقین
است کہ نفع خواہ بخشید سبحان من اعطانا التالیف ہذہ الرسالۃ توفیقا وفوض الخیام
انعتامًا والہمنا لتصنیف ہذا المختصر استعدادًا وجعلہ بجودہ وفضلہ انصرامًا ونہانا عن القیل
والقال علی الداب الذی ہو لاہل الجدال ومنعنا عن الطریق التی فیہا یبحث عن ما ذاو
ما ہو وہو الذی تقدس اسماؤہ وتعالی کبریاؤہ ولا الہ غیرہ فی آن تحصیل شرح العقائد العضدی
الذی صنفہ الطوسی الثانی الملقب بالمحقق الدوانی جزاہ اللہ تعالی وجمیع المسلمین
خیر الجزاء من جناب اخی التحقیقی اعلم علماء الحنفی قدوۃ فضلاء الاشاعری الموسوم بالسید احمد
الحسینی الہرکامی سلمہ اللہ لقبہ من عندہ شرفا لانہ شرفت دین الہدی شیمہ
ان الفضیلۃ باہت اذ بہ سبت واحمد حمد لما اشتق منہ اسمہ لایدرک الواصف المطری خصائصہ
وان یکن واصفا فی کل ما وصفہ مد ظلال اقدامہ علی رقابنا وطال مثال رجلیہ علی رأسنا
فی الشہر المعظم الذی کان لنبینا فیہ المعراج وقد مر من الہجرۃ الف ومائتان وسبعۃ
وثلثون وندعو منہ ان ینفع نفعًا لجمیع طالبیہ ویعطی ثمرًا لسائر قاریہ ویثبت قدمی
عقیب الشہداء والصائمین ولا یزال رجلی من خلف الفقراء والعارفین بحق جناب
المستطاب خاتم الانبیاء والمرسلین وببرکۃ ازواجہ وذریاتہ الطیبین وبحرمۃ الصحابۃ
والتابعین الطاہرین وتغفر لجمیع المصنفین والشارحین والمحشین ولسائر القارئین
والکاتبین ولکل الفقراء والعلماء والغرباء من المتقدمین والمتاخرین والمتوسطین من
امۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم من المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منہم
والاموات انک مجیب الدعوات برحمتک یا ارحم الراحمین وبعد مغفرتہم اغفر لہذا العبد
الضعیف ولآبائہ واجدادہ منہم یتعلقون لابیہ ومنہم یتوسلون لامہ ولاخوانہ واعزتہ

وبجمیع اقربائہ واحبابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اقبل دعائنا بالصدق والصواب والیک المرجع والمآب انک بالاجابۃ قریب وانت حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر ۞

خاتمۂ نامہ ریختۂ خامۂ علامہ "عبداللہ عمادی"

بنامیزد چہ زیبا کتابیست فرح افزای ترح زدای کہ بفراوانی فروغانی لفظ لفظش بافرہ تابش اختران روشن گوہرش است ونم فیضش بسیرابی جم وآرش کوثر وسلسبیل در آغوش ست وبیخشانی معانی ذرہ وار آفتاب پوش ست یراع زراع مصنف علامہ نازم کہ بفیروزی غروزہ فرخ آن قدر مایہ فوائد فرائد درین سفر نصید فراہم آوردہ کہ گوئی ہرچہ از مبدا فیاض رسد آن اوست ہرچہ در نورانیت بخورشید ماند در شبستان اوست نخستین دستور ست حسن عقائد از باستانیان آموختہ بازپسین دستور ست ون بغردین افروختہ ۔ درین نزدیکی شیخ انام امام ہمام برکۃ اللیالی مع الایام وحسنۃ الدہور والاعوام سنجر مایہ ساسیان پایہ غیث زمانہ غوث یگانہ ولی کامل مربی حافل صوفی باہر نجم العرفان الزاہر صاحب الاشارات العلیۃ والعبارات السنیۃ والحقائق القدسیۃ والمعارف المجتبیۃ والانوار المحمدیۃ والاسرار الربانیۃ والہمم العرشیۃ منشی معالم الطریقۃ الصوفیۃ بعد خفاء آثارہا ومبدی حقائق السادۃ القلندریۃ بعد خبوا سرارہا نوئین آئین باتعہ زمان نادرۂ زمین ادیب اریب شریف حسیب وجیہ نسیب ذی النسبتین الطاہرتین الجسمیۃ والروحیۃ والسلالتین الطیبتین الشاہیۃ والغیبیۃ والولایتین الکریمتین العلمیۃ والعملیۃ دوحۃ اصل اصیل نقبا دۂ فرع نبیل صاحب المجد المؤثل الاثیل قطب السالکین وحامل لواء العارفین وآیۃ اللہ الکبری فی المسلمین سیدنا وسندنا محمد اسماعیل ادام اللہ معالیہ وبارک فی ایامہ ولیالیہ اکہ صفوۃ صوفیہ وطراز عصابۂ مجتبویہ است وبانتساب ذات پاکش عالم مصنف فرزانہ سر بآسمان سودہ بل بجولانگاہ نازش وفخر امہات سفلی گوی سبقت از آبای علوی بردہ ، داعیۂ آن شد کہ این کتاب را منشر ہمنہ وبقالب چاپ ریختہ ممنت بجان علم ہند فجار بحمد اللہ کحدیقۃ ناضرۃ اثرہ زاہیۃ او کجنۃ عالیۃ قطوفہا دانیۃ لاتسمع فیہا لاغیۃ وللہ الشکر والحمد من قبل ومن بعد وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین